

ہمیکل سلیہمانی

حصہ اول + دوم

منظہر کلیم ایم۔ اے

ڈاٹ کام

چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنونے! نیا ناول "ہیکلے سلیمان" نے عمران اور اس کے
سامعینوں کی سرفروشی۔ جوان مروی۔ دلیری۔ اور بہادری کے ایسے
کارناموں پر مشتمل ہے کہ اس کا ہر لفظ عمران اور اس کے سامعینوں کے
خون میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جب یہودیوں نے ایسی
سازش تیار کی کہ جس کا انکشاف ہوتے ہی پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج
بن گئے۔ مگر اسرائیل نے کسی بھی احتجاج کو پرگاہ کی جی حیثیت نہ دی۔
لیکن جب عمران اور اس کے سامعین اس بھیانک سازش کا توڑ کرنے
کے لئے قہر و غضب کی بجلیوں میں ڈھل کر سرزمین اسرائیل پر ٹوٹے تو
اسرائیل کی تمام طاقتیں عمران اور اس کے سامعینوں کے خاکے کے لئے
متحد ہو کر سامنے آگئیں۔ ریڈ آرمی۔ جی۔ پی۔ فائیو۔ اور ملٹری ایٹمی جنس
نے قدم قدم پر موت کی اونچی دیواریں چن دیں۔ لیکن عمران اور اس کے
سامعین ان موت کی دیواروں سے اس طرح ٹکراتے کہ موت اور دہشت
کے الفاظ بھی شرمندہ ہو کر رہ گئے۔

لیکن عمران اور اس کے سامعین بہر حال انسان تھے۔ اس لئے ایک
لمحہ ایسا بھی آیا کہ جب وہ سب ہمتوں میں ہتھکڑیاں پہنے موت کے کٹہرے
میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔ لیکن اس لمحے کا انجام اسرائیلی صدر

ع ۶

سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر سے
باہر کی طرف جانے والی ریل پر بڑھی جا رہی تھی۔ کار کے آگے دو موٹر سائیکل
سوار پائلٹ سائرن بجاتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور کار کے پیچھے
دو پولیس جیپیں دوڑ رہی تھیں جن میں مسلح سپاہی بٹے چوکنے انداز میں
بیٹھے اور گرو کا جائزہ لے رہے تھے جبکہ ایک سپاہی مشین گن اٹھائے
کھلی جیب میں کھڑا عقابانی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔
کار کے آگے اسرائیل کا قومی پرچم تیز ہوا کی وجہ سے پھڑپھڑا رہا تھا
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر باوردی ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا جبکہ سبھی نشست
پر اسرائیل کا وزیر اعظم بنے نیلے رنگ کا سوٹ پہنے ایک فائٹل کے
مطالعے میں مصروف نظر آ رہا تھا۔ کار کے ٹیسٹے بند تھے اس لئے
اندر باہر سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی۔ ویسے بھی کار بلٹ پروف تھی
اور نہ صرف بلٹ پروف بلکہ اگر اسے ہم پروف کہا جائے تو زیادہ

صحیح ہوگا۔ اسے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وزیر اعظم
برقلم کے خطرہ سے بے نیاز بڑے اطمینان سے فائل کے مطالعے
میں مصروف تھا۔

وزیر اعظم آسکر نے ابھی چند ماہ ہوئے اسرائیلی پارلیمنٹ کی طرف
سے منتخب کئے جانے پر وزیر اعظم کا حلف اٹھایا تھا۔ وہ نوجوان اور
انتہائی برجستہ طبیعت کا مالک تھا۔ اس کا لغو تھا کہ یہودی پوری
دنیا کے مالک ہیں۔ وہ انتہائی متعصب یہودی ہونے کی وجہ سے
خاص طور پر مسلمانوں کا سخت ترین دشمن تھا۔ اور اس کا قول تھا کہ
دنیا میں جہاں بھی کوئی مسلمان نظر آئے اسے دنیا سے مٹا دو۔ یہی
وجہ تھی کہ اس کے وزیر اعظم منتخب ہوتے ہی اسرائیل میں رہنے والے
عرب مسلمان باشندوں پر ظلم و تشدد اپنی انتہا پر پہنچ گیا تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ وہ اسرائیل کے گرد موجود مسلمانوں کی ریاستوں کے خاتمے
اور اسرائیلی سلطنت کی حدود کو لائحہ عمل بڑھانے کے لئے ہر
وقت کوشاں رہتا تھا۔

ابھی سورج پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا اس لئے ہر طرف دُھند
اور اندھیرا سا پھیلا ہوا تھا۔ اس وقت وزیر اعظم ایک اہم ترین منصوبے
پر بات چیت کرنے کے لئے ملائی رہنما کوارڈر میں ایک خصوصی میٹنگ
میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔ یہ منصوبہ جو اس کے اپنے ذہن کی اختراع
تھی۔ کیونکہ پہلے ہی اس سلسلے میں اکثر کام جوتا رہا تھا۔ اور ایک
بار اس منصوبے پر عمل درآمد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ لیکن اس منصوبے
کے سامنے آتے ہی نہ صرف اسرائیل بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں نے

احتجاج کا ایسا طوفان برپا کر دیا کہ اسرائیلی حکومت کو مجبوراً یہ منصوبہ
ترک کرنا پڑا۔ لیکن آسکر ایسا آدمی تھا جو ایک بار قدم اٹھا کر واپس
پلٹنا جانتا ہی نہ تھا۔ اس لئے برسرِ اقتدار آتے ہی اس نے نہ صرف
اس منصوبے پر کام شروع کر دیا تھا بلکہ اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ
اسے ہر قیمت پر پورا کیا جائے گا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ اس فیصلے کے منظر عام پر آتے ہی ایک بار
پھر پوری دنیا کے مسلمانوں نے زبردست احتجاج شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ
اقوام متحدہ میں بھی اس پر زور شور سے قراردادیں منظور کی گئیں۔ اسرائیل
میں رہنے والے عربوں نے بھی شدید ردِ عمل کا مظاہرہ کیا۔ لیکن آسکر
اپنی بات پر اڑا رہا۔ اسرائیل کی سرپرست حکومت ایگزیمیا نے بھی اسے
اس منصوبے کو ترک کرنے کے لئے کہا۔ لیکن اس نے ایگزیمیا میں
وجود انتہائی طاقتور یہودی لابی کو استعمال کر کے حکومت ایگزیمیا
کو یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے اس منصوبے کو ترک کرنے کے لئے
اسرائیل پر دباؤ ڈالا تو یہودی ایگزیمیا کے بنکوں اور تمام مالیاتی اداروں
سے اپنی رقبات نکال کر ایگزیمیا کو معاشی طور پر بالکل منفلوج کر دیں
گے۔ یہ دھمکی کارگر رہی اور حکومت ایگزیمیا نے نہ صرف دباؤ ختم کر
دیا بلکہ اس نے اقوام متحدہ میں بھی اسرائیل کی کھل کر حمایت کی۔ اور
اس کے خلاف پاس ہونے والی قراردادوں کو وٹو کر دیا۔ اس پر
پوری دنیا میں موجود یہودیوں نے بے پیمانے جشن منائے اور آسکر کو
ایسا یہ خواب اب بالکل حقیقت کے قریب معلوم ہو رہا تھا۔ آج وہ
مخضوں میٹنگ میں اس سلسلے میں فائل اقدامات کی تفصیل طے

اس لئے سرا۔ کہ ہمیں خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ قوم پرست فلسطینیوں کے ایک خفیہ گروپ نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ جیسے ہی ہم اس منصوبے پر عملدرآمد کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ وہ اسرائیل کے نمبروں و دفاعی سٹور کو اڑا دیں گے۔ اور آپ یقیناً یہ بہتر جانتے ہوں گے کہ نمبروں و دفاعی سٹور کو اگر اڑا دیا گیا تو اسرائیل کا کیا حشر ہوگا۔ اس سٹور میں ایسے ایسے خوفناک ہتھیاروں کا ذخیرہ موجود ہے کہ ان کے پھٹنے کے بعد شہر اسرائیل کا ایک بچہ بھی زندہ نہ بچے۔ اور پورے اسرائیل کی زمین ہلک سے فضا میں اڑ جائے گی۔ اور یہاں صرف باقی ہی پانی نظر آئے گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے جب ہمارا اپنا وجود ہی نہ رہے گا تو اس منصوبے سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکیں گے۔ چنانچہ ہمیں نے اس کی رپورٹ جناب صدر کو پیش کی تو انہوں نے فوری طور پر دو ہفتوں کے لئے اس منصوبے کو روکنے کے احکامات جاری کر دیتے ہیں۔ کزنل کا سٹرنے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ادہ۔ لیکن تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ تم اس کی رپورٹ صدر کے پاس کیوں لے کر گئے؟ وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے انداز میں میز پر مگدارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصہ کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔
 آپ خفیہ دور سے براہ کرم یہاں آئے تھے۔ اور چونکہ یہ معاملہ انتہائی فوری نوعیت کا تھا اس لئے مجبوراً اسے جناب صدر کے نوٹس میں لانا پڑا۔ کزنل کا سٹرنے اطمینان بھرے لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔
 لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی گوریلا گروپ ہمارے نمبروں و دفاعی سٹور کو اڑا دے۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ صرف دھمکی ہو سکتی ہے صرف دھمکی۔ کسی میں اتنی جرات نہیں ہو سکتی۔ وزیر اعظم نے اب ایک اور موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید بے چینی اور اضطراب تھا جیسے اسے منصوبے کو روک دینے والے پر شدید پالیوسی ہوتی ہو۔

جناب! یہ صرف دھمکی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام آجاتے۔ وہاں اسے کوئی بھی خالی دھمکی نہیں سمجھ سکتا۔ کزنل کا سٹرنے کہا۔
 پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن تم کو ابھی فلسطینی قوم پرست گروپ کی بات کر رہے تھے۔ پھر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں سے ٹیک پڑی۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس آخر ایسی کیا بلا ہے کہ اس کا نام آتے ہی اتنا اہم منصوبہ روک دیا گیا۔؟ وزیر اعظم آسکر کے لہجے میں ٹھنڈا ہٹا ہوا تھا۔

آپ ابھی نئے منتخب ہوتے ہیں جناب!۔ بہر حال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق یہ فائل موجود ہے۔ اسے آپ دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ اس کے متعلق بہتر سمجھ سکیں گے۔ کزنل کا سٹرنے اپنے سامنے رکھی ہوتی فائل وزیر اعظم کی طرف کھٹکاتے ہوئے کہا۔
 کیا ہے اس میں۔ یہ تو خاصی پیچیدہ دکھائی دے رہی ہے۔ وزیر اعظم نے ٹھنڈا ہٹا ہوا لہجے میں کہا۔

آپ اسے تھوڑا سا پڑھ لیں تاکہ آپ کو صحیح پس منظر معلوم
 جاتے۔ کرنل کا سڑنے اسی طرح تودبانہ لہجے میں جواب
 اور وزیر عظم نے اس طرح فائل کھولی جیسے مجبوراً لیا کر رہا ہو اور اس
 کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن جیسے
 جیسے وہ فائل پڑھتا گیا اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو رہے
 چلے گئے۔ پہلے چہرے پر حیرت اور پھر شدید حیرت کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے۔

کافی دیر تک فائل کو پڑھنے کے بعد وزیر عظم آسکر نے ایک
 طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔
 ہونہر! یہ تو واقعی انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔
 ہم اگر ایک تنظیم کے ڈر سے ایسے منصوبے ملتوی کرتے رہے تو پھر
 میرے خیال میں اسرائیل کو ختم کر دینا چاہیے۔ وزیر عظم نے
 سر رولجے میں کہا۔

سر! منصوبہ ختم نہیں کیا گیا۔ صرف ملتوی کیا گیا ہے
 دو ہفتوں کے لئے۔ تاکہ اس فلسطینی گروپ کا جس کی امداد
 لئے پاکٹیا سیلٹ سروس آ رہی ہے، سراسخ لگا کر اس کا مکمل
 خاتمہ کر دیا جائے۔ اور فہرہون دفاعی سٹور کی حفاظت کے لئے
 مزید انقلابی اقدامات کرنے جائیں۔ کرنل کا سڑنے نے کہا۔
 لیکن یہ گروپ کون ہے؟ اور تمہیں یہ ساری اطلاعات
 کیسے ملیں۔ اور ابھی تک تم نے اس گروپ کے خلاف کیا
 تحقیقات کی ہے؟ وزیر عظم نے ایک بار پھر جھنجھلاہٹ سے

ہوئے انداز میں پوچھا۔
 بلیک سروس کے سربراہ جناب ہنری اس کی تفصیلات بتائیں
 گئے۔ یہ اطلاع بھی انہوں نے ہی ہم تک پہنچائی ہے۔
 کرنل کا سڑنے نے ایک کنبے سروالے لمبے آدمی کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے کہا۔

بلیک سروس اسرائیل کی ایک ایسی خفیہ تنظیم تھی جس کے
 رکان نہ صرف اسرائیل بلکہ تقریباً تمام عرب ممالک میں پھیلے ہوئے
 تھے۔ حتیٰ کہ فلسطینی لیڈر شاکر سرات کے انتہائی نزدیک ترین آدمیوں
 میں بھی ایسے لوگ شامل تھے جو بلیک سروس کے خصوصی ایجنٹ
 تھے۔ اس سروس کا کام صرف معلومات حاصل کرنا تھا۔ اس کے
 پچھلے وہ اور کوئی کام نہ کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے متعلق کوئی
 جانتا تھا۔

سر! ہمارے اس خصوصی منصوبے کے متعلق جیسے ہی احتجاج
 طوفان اٹھا۔ میں نے اپنی تنظیم کو الٹ کر دیا۔ چنانچہ مجھے
 اطلاع ملی کہ شاکر سرات نے اسرائیلی حکومت کو اس منصوبے سے باز
 رہنے کے لئے ایک خفیہ گوریل گروپ تشکیل دیا ہے جسے انہوں نے
 لیڈر فائر کا نام دیا ہے۔ اس گروپ کے لیڈر مشہور گوریل از میر ہے۔
 از میر فہرہون دفاعی سٹور میں کام کرتا رہا ہے۔ جب اس کا پتہ
 چلا تو اسے گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن وہ فرار ہو گیا اور پھر آج تک بے پناہ
 تلاش کے باوجود اس کا پتہ نہ چل سکا۔ صرف اس کے متعلق اطلاعات
 ملتی رہیں۔ اور پھر یہ بھی اطلاع ملی کہ یہ گروپ فوری طور پر

نبرون دفاعی سٹور کو تباہ کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کر رہا
اور اس کے ساتھ ہی یہ اطلاعات بھی ملیں کہ شاکر سرات نے انٹرنیٹ
خفیہ طور پر پاکستان سیکرٹ سروس کو اس مشن کے لئے درخواست
کی ہے۔ ابھی یہ علم نہیں ہو سکا کہ کیا پاکستان سیکرٹ سروس اس
مشن پر کام کرنے کے لئے آمادہ ہوتی ہے یا نہیں۔ بہر حال
مخبر کو یقین ہے کہ پاکستان سیکرٹ سروس لازماً کام کرے گی۔ یہ کہنا
ہمارے اس منصوبے کے خلاف سب سے زیادہ رو عمل پاکستان
میں ہی ظاہر ہوا ہے۔ اور جنرل اسمبلی میں بھی اس منصوبے کو روک
کے لئے پاکستانی سب سے آگے بے گنجے سروا لے کر
سے آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ پھر تو واقعی اس گروپ کا خاتمہ منصوبے کے مکمل
ہونے سے پہلے ضروری ہے۔ لیکن دو ہفتوں کی مدت
بے حد زیادہ ہے۔ اس طرح عالمی دباؤ ہم پر اور زیادہ بڑھ جا
گا۔ میں آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تین روزوں سے سکھ
ہوں۔ تین روز بعد چاہے ایک سٹور کیا۔ اس سٹور اڑا دیا
جائے، یہ منصوبہ ہر صورت میں مکمل کر دیا جائے گا۔ سٹور
بعد میں بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ لیکن ایسے منصوبے روز مکمل منہ
کے جاسکتے۔ یہ صدیوں کے خواب ہوتے ہیں۔ پھر جو
وزیر اعظم نے فیصلہ کن بلجے میں کہا۔

سر میں۔ کرنل کا سٹرنے کچھ کہنا چاہا۔
میں کچھ سنا نہیں چاہتا۔ تین روز صرف تین روز ہیں

باقی میں صدر مملکت سے خوب بات کر لینگا۔ تم ان کی نکرہ کرو۔
وزیر اعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم۔ کرنل کا سٹرنے
سر جھکتے ہوئے کہا۔

اب تین روز بعد صبح بڑی۔ اور اسی روز ہم فیصلہ کن
اقدام کریں گے۔ باقی باقی۔ وزیر اعظم نے کہا اور اٹھ کر تیز
سیر قدم اٹھاتے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کام

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک لمبے رنگے اور مٹھوں جسم کے مالک اوجیز عمر عرب نے ہاتھ بڑھا کر ریپور اٹھالیا۔

لیس۔ چیف آف ریڈ فار۔ اوجیز عمر عرب نے جو مشہور فلسطینی گوریلا عارض تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔ نمبر فائیو بول رہا ہوں جناب۔ وزیر اعظم نے صرف تین روز کے لئے منصوبہ ملتوی کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ خود صدر مملکت سے بات کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ صدر مملکت اس کی بات نہیں ٹالیں گے۔ نمبر فائیو نے کہا۔

اوه۔ تین دن تو بہت کم ہیں۔ عین دن میں تو پاکستانیا سیکرٹ سروس سے بات چیت بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ وزیر اعظم اب کہاں ہے۔ عارض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

وہ ملٹری انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر سے واپس اپنے دفتر جا رہا ہے۔ ابھی وہ کار میں بیٹھ رہا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

تم اس میٹنگ میں شامل تھے، عارض نے پوچھا۔ لیس سر۔ وہاں پاکستانیا سیکرٹ سروس کی بات بھی ہوئی ہے۔ بلکہ سروس کے چیف نے رپورٹ دی ہے۔ حالانکہ پاکستانیا سیکرٹ سروس والی اطلاع انتہائی خفیہ تھی۔ نمبر فائیو نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں وزیر اعظم کا ابھی بندوبست کرتا ہوں تاکہ وہ دو ہفتے کسی جگہ بات کرنے کے قابل بھی نہ رہے۔ تم بلکہ سروس کے سربراہ کو ٹیٹل کر کسی طرح ہم میں جو غدار موجود ہے اس کا پتہ چلاؤ۔ باقی باقی۔ عارض نے کہا اور جلد ہی سے ہاتھ بڑھا کر ریپور کر ڈیل پر رکنہ دیا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے من آن کر دیا۔

ہیلو سیکو۔ چیف آف ریڈ فار کا تنگ اوور۔ عارض نے کراخت لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ لیس فار گر وپ۔ اوور۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بار ایک سی آواز سنائی دی۔

وزیر اعظم اس کے اپنی مخصوص کار میں ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے اپنے دفتر جا رہا ہے۔ صرف یہی سے حفاظتی انتظامات

میں گے۔ اس پر حمد کرو اور اسے اتنا زخمی کر دو کہ وہ دو تین
ہفتے ہسپتال سے فارغ نہ ہو سکے۔ اور۔۔۔ عارث نے تھکھلا
ہجے میں کہا۔

لیکن ہاں! اس کی کار تو انتہائی مقدس ہے۔ اس پر ہم
گولی کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے
ہچکچاتے ہوئے کہا گیا۔

پوری کار اغوا کر لو۔ اس سے عمل نہیں کرنا۔ صرف شلیف
زرخمی کرنا ہے۔ چاہے تمہارا پورا گروپ ہی کیوں نہ کام آجائے۔
اور۔۔۔ عارث نے انتہائی سخت ہجے میں کہا۔

لیں سر! حکم کی تعمیل ہوگی سر۔ اور۔۔۔ دوسری
طرف سے اس بار بااعتماد ہجے میں جواب دیا گیا۔

مجھے رپورٹ دینا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ عارث نے کہا
اور الزبتھ آف کر کے اس نے نئی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

ہیلو ہیلو۔ عارث سپیکنگ اور۔۔۔ اس بار ڈائریکٹور
کر کے اس نے قدرے موڈ بانہ ہجے میں کہنا شروع کیا۔

لیں!۔۔۔ اطلاع سپیکنگ۔ اور۔۔۔ اس بار دوسری طرف
سے ایک مہیاری آواز سنائی دی۔

جناب!۔۔۔ میں عارث بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹروس
کے متعلق کوئی اطلاع ہو تو بتائیں۔ اور۔۔۔ عارث نے موڈ بانہ
ہجے میں کہا۔

چیف ان سے بات چیت کرنے خفیہ دورے پر گئے ہوئے

ہیں۔ ابھی ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کیوں
کیا بات ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے حیران لہجے میں
پوچھا گیا۔

جناب!۔۔۔ ہم نے دفاعی سٹور نمبر ون اڑانے کی اطلاع انتہائی
خفیہ طور پر حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں پہنچائی تھی جس سے
وہ بُری طرح گھبرا گئے اور انہوں نے صدر منگٹ کو رپورٹ دے
کر دو ہفتوں کے لئے ہیکل مشن ملتوی کر دیا تھا۔ لیکن
آج وزیر اعظم نے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں دو ہفتوں کی مدت منسوخ
کر کے صرف تین دن کے لئے اسے ملتوی کر دیا ہے۔ اس
کے ساتھ ہی انہیں کسی نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ ہم پاکیشیا
سیکرٹروس کی خدمات حاصل کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔ عارث
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ!۔۔۔ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ تین دن تو بہت کم ہیں۔

اسی کم مدت میں تو پاکیشیا سیکرٹروس سے بات بھی نہ ہو سکے
گی اور منصوبے پر عمل مکمل ہوگا تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

اس کا کوئی حل نکالو عارث!۔۔۔ اور۔۔۔ اطلاع آنے جو چیف
شکر سرات کا نمبر تو تھا انتہائی آتشیں بھرے ہجے میں کہا۔

مجھے اس کا احساس تھا جناب!۔۔۔ اسی لئے میں نے
فارگروپ کو حکم دے دیا ہے کہ وہ وزیر اعظم کو کسی نہ کسی طرح اتنا
زرخمی کر دیں کہ وہ دو تین ہفتوں کے لئے ہسپتال سے باہر نہ

سکل سکے۔ اور۔۔۔ عارث نے کہا۔

وزیر عظیم پر حملہ ناممکن۔ آجکل تو وہ لوگ بے حد ہوشیار ہیں۔ وزیر عظیم کی کار کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس پر کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔ اور پھر حملہ ہوتے ہی وہ کار کے اندر سے ہنگامی اسکوار ڈطلب کر لیں گے۔ کوئی اور طریقہ سوچو۔ اور دوسری طرف سے کہا گیا۔

جناب! اب تم میں حکم دے چکا ہوں۔ اب اس کا نتیجہ دیکھنے پر ہی کچھ اور سوچوں گا۔ آپ چیف کو پانچ نام بتائیں کہ جلد پکچھ کریں۔ اور عمارت لے کہا۔

تھیک ہے۔ ضرور کچھ کرو۔ میں ابھی چیف سے بات کرتا ہوں۔ اور اینڈ آل۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمارت نے ڈرائیو آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی تھی۔ اس نے تعلق لے لے اسے یہ بتا کر کہ ہنگامی اسکوار ڈ کو فوری طور پر کار کے اندر سے بلایا جاسکتا ہے، شدید پریشان کر دیا تھا۔ ہنگامی اسکوار کے متعلق وہ جانتا تھا کہ یہ اسکوار ڈ انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹروں آتے ہیں۔ اس لئے اب فائر گروپ کا بیچ کمان ناممکن نظر آ رہا تھا۔ اگر اسے ہنگامی اسکوار ڈ کے متعلق ذرا بھی شبہ ہوتا، تو وہ کم از کم فائر گروپ کو اس مشن کا حکم نہ دیتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

عمران نے ڈرائیو روم میں بچھے ہوئے قالین پر سر کے بل کھڑا اپنی مخصوص وزرش میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی کھینچی بزم اعلیٰ۔ عمران نے اسی طرح الٹا کھڑے کھڑے ہاتھ اونچا کیا اور تالی پر سے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔ عمران علی سپیکنگ۔ عمران نے بیٹھے بیٹھے بھجے میں کہا۔ کیونکہ الٹا ہونے کی وجہ سے اس کی گردن پر خاصا دباؤ پڑ رہا تھا۔ عمران علی کیا ہوا۔ کیا نام کی ترتیب بدل لی ہے؟ پہلے تو تمہارا نام علی عمران تھا۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی حیرت جیسی آواز سنائی دی۔

ابھی تو صرف نام کی ترتیب ہی الٹی ہے۔ ورنہ میں جس طرح الٹا کھڑا ہوں اس طرح تو عمران کی بجائے مجھے نارمچ کہنا چاہیے تھا۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا، اس بار

اس نے عمران کے حرفوں کی ترتیب اُلٹ دی تھی۔

”اوہ اچھا اچھا اب میں سمجھ گیا۔ تم اپنی مخصوص ورزش کر رہے ہو گے۔ فوراً ورزش ختم کر کے میرے پاس کوٹھی آ جاؤ۔ ہمارے محترم فلسطینی لیڈر جناب شاہ کرسات صاحب یہاں میرے پاس ہیں اور تم سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔“ سر سلطان نے سنبھلے ہوئے کہا۔

سوہی نے آپ کو معلوم ہے کہ یہ سیر ورزش کا وقت ہے کسی سے ملنے کا وقت دن بجے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آپ خود ہی تو جانتے ہیں کہ انسان کو وقت کا پابند رہنا چاہیے عمران نے نکالنا جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے تم جس وقت جی چاہے آ جانا۔ بس یہی کہ میں محترم مہمان سے شرمندہ ہو جاؤں گا۔ تم اگر یہی چاہتے تو ٹھیک ہے۔“ سر سلطان نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

کمال بنے۔ ورزش میں کرتا ہوں۔ ذہن سر سلطان کا کھلتا رہا ہے۔ اب انہیں نفسیاتی ڈاؤنچارج بھی آگئے ہیں۔ انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریور والپس تپالی پر کہہ کر وہ اچھل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ تپالی پر کہا ہوا ریور اس سے اٹھا کر کر لیا رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب تو جانا ہی پڑے گا۔ سر سلطان نے کہا۔ ہی ایسی ہی تھی اور پھر شاہ کرسات کی یہاں اچھا تک موجودگی۔ ظاہر تھا کہ معاملہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز لیس ہے۔ یہ سچا ہوا وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

مقہوڑی دیر بعد عمران نہا دھو کر اور کپڑے بدل کر باہر آ گیا البتہ اس نے وہی اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہن رکھا تھا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ناشتے کا سامان تھا۔

”ارے آپ تو کہیں جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ ناشتہ نہیں کرنا۔“ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یہ ناشتہ ہے۔ ہونہر۔ تمہیں معلوم ہے کہ سر سلطان کے ہاں کیسا ناشتہ ہوتا ہے۔ پھر کور۔ اور تم دو سلا میں اور انڈا بنا کر لے آتے ہو اور کھڑے ہو کر ناشتہ کر لو۔ اس ناشتے سے تو ایک پٹریا بھی منطہ نہیں ہو سکتی۔ عمران نے سلیمان کو چڑھاتے ہوئے کہا۔

”بالکل جناب بالکل بلکہ بہت بہت شکریہ۔“ سلیمان فصاحت تو قہر سے فرما ہوا رانا لہجے میں کہا اور جلد ہی سے چائے کی پیالی تیار کرنی شروع کر دی۔

گیا بات ہے۔ آج ضرورت سے زیادہ، ہی سعادت مند بن رہے ہو۔“ عمران کے لہجے میں اصلی حیرت تھی۔

آپ نے ناشتے سے انکار کر کے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں پہلے ڈبل ناشتہ کر چکا ہوں لیکن کچھ تشنگی ابھی باقی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اب پھر ناشتہ کون بنائے۔“ سلیمان نے بڑے مظلوم انداز میں کہا اور پھر عمران کی جگہ صوفے پر کھڑ کر بیٹھ گیا اور تیزی سے عمران

والا ناشتہ خود کرنا شروع کر دیا۔

”ارے ارے رگور کو۔ ارے“ — عمران تیزی سے انڈے کی طرف چھپتا۔ لیکن سلیمان نے جلدی سے انڈا اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ سلاٹیں وہ پہلے ہی آدھا کھا چکا تھا۔

”ارے اگر سر سلطان ناشتہ کر چکے ہوتے تو“ — عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”تو اور بھی زیادہ اچھا ہوگا۔ آپ کو سلیمان کے ناشتے کی قدر و قیمت تو معلوم ہوگی۔ اور کہو اسے چڑیا۔“ کا ناشتہ؟

سلیمان نے بڑے اطمینان سے پائے کی پالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں بھی نہیں جاتا۔ اور اب میرے لئے ڈبل ناشتہ بنا کر لے آؤ۔ ورنہ تمہاری تنخواہ چھ ماہ کے لئے بند۔ عمران نے دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کر دین بند۔ پہلے کون سی مل رہی ہے۔ چلو اس طرح چھ ماہ کے لئے کھانا پکانے سے تو چھٹی مل جائے گی۔ میرا کیا ہے میں تو کسی بھی ہوٹل میں جا کر کھا سکتا ہوں۔ سر ہوٹل کا باورچی اپنا پار ہے۔ جو مال اس نے اپنے لئے سلجھوہ بنا کر رکھا ہوتا ہے اس میں سے حصہ مل جایا کرے گا۔“ سلیمان نے عمران کی دھمکی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

”حال کا علی عمران۔ اور مستقبل کا باورچی سلیمان بول رہا ہوں۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”تم حال مستقبل چھوڑو۔ اور جلدی سے میرے پاس پہنچ جاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے سر سلطان

نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھا اور امی کھڑل ہوا۔

”کمال ہے۔ آج کا دن ہی کچھ ایسا ہے۔ سب ہی

کھانے کو دوڑ رہے ہیں۔ ایک میں ہوں جسے ناشتہ بھی میسر نہیں آ رہا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سلیمان کو جو اب اطمینان سے بیٹھا پائے پی رہا تھا، گھورتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھی۔ یہ ریڈ فائر گروپ کا انچارج البوعباس تھا جس کی بہادری اور
جرات کے کارنامے فلسطین کے سرنچے کی زبان پر تھے۔

” بس یہیں درختوں کے جھنڈ کے پیچھے جیسے روک دو۔“

البوعباس نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے جیسوں کا رخ درختوں
کے جھنڈ کی طرف کر دیا۔ پچھلی جیب بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئی

اور چند لمحوں بعد دونوں جیسوں ساتھ ساتھ درختوں کے جھنڈ کے
پیچھے جا کر رک گئیں۔ اور ان میں موجود افراد اچھل کر باہر آ گئے۔

سنو! ہم نے وزیر اعظم کو صرف زخمی کرنا ہے۔ سن

کو کہ صرف زخمی۔ قتل نہیں کرنا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وزیر اعظم

ہنگامی اسکوارڈ کو طلب کر لے۔ ایسی صورت میں تم نے پیدل

ڈار ہونا ہے۔ جیسوں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

البوعباس نے کہا۔

مگر سر! وزیر اعظم کی جیب تو ہم پر وٹ ہے۔ ایک

اور ساتھی نے کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ لیکن وہ ہم پر وٹ اوپر سے ہے۔ نیچے

سے نہیں۔ تمہارا کام اس کار کو ہر صورت میں روکنا ہے۔ میں

اس کے پیچھے ہم پھینکوں گا جس سے۔ کار اٹ جائے گی اور

اس کا پچھلا حصہ لازماً ٹوٹ جائے گا۔ ایسی صورت میں موقع مل

کے تحت ہم یا تو وزیر اعظم کو کار کے اندر زخمی کریں گے۔ یا

اُسے باہر کھینچ کر۔ بہر حال حکم کی تعمیل ہونا ضروری ہے چاہے

ہم سب کی لاشیں کیوں نہ ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں۔

مثیلاے رنگ کی دو جیسوں جن پر کسی سرکاری دفتر کا نام لکھ

ہوا تھا۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی بائی روڈ پر آگے بڑھی

جاری تھیں۔ دونوں جیسوں میں دس مسلح افراد موجود تھے جنہوں

نے اپنے چہروں کو نیلے رنگ کے پٹی دار رومالوں سے ڈھانپ رکھ

تھا۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ساخت کی راکٹ گنیں تھیں جن کا

نالیں چوڑی اور پٹی تھیں۔

دونوں جیسوں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی طرزی ہیڈ کو

کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یہ ریڈ فائر

فائر گروپ تھا جسے وزیر اعظم آسکر کو زخمی کرنے کا حکم ملا تھا۔

پہلی جیب کی ڈرائیورنگ سیٹ کے ساتھ ایک لمبا ٹونگا لیکن بھروسے

ہوئے جسم کا نوجوان بیٹا ہوا تھا۔ منہ پر پیٹھے ہوئے رومال سے

اس کی بڑی بڑی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ جن میں عجیب سی چمک

ہدایات کے مطابق کام شروع کر دو۔ کیونکہ کسی بھی لمحے وزیر عظیم کی کار یہاں پہنچ سکتی ہے۔ ابو عباس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ گن اٹھائے تیزی سے دوڑتا ہوا سڑک کے کنارے ایک بڑی جھاڑی میں گھس گیا۔

کئی ساتھی دوڑ کر سڑک کی دوسری طرف اونچی جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ جب کہ دو ساتھی انتہائی تیز رفتاری سے ایک درخت پر چڑھے جس کا لمبا سا ٹہنا سڑک کے اوپر کافی دور تک چلا گیا تھا ان میں سے ایک نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا ایکٹروٹک آرائنگالا اور آری کو ٹھننے کی جگہ کے پاس رکھ کر بیٹن دبا دیا۔ سرسبز کی تیز آواز ابھری اور ایکٹروٹک آری کے چھوٹے سے پھیلنے نے انتہائی تیزی سے ٹھننے کو کاٹنا شروع کر دیا۔ آدھے سے زیادہ ٹہنا جب کٹ گیا تو آری کا بیٹن آت کر دیا گیا۔ اب ٹہنا ذرا سا جھک گیا تھا۔ وہ ساتھی آرا جیب میں رکھ کر درخت کے پتوں میں چھپ گیا۔ گن اس نے ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ کبھی کبھار کوئی جیب یا کار ادھر سے گزر جاتی۔ وہ سب خاموش پڑے ہوئے اس شخص مہم کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جانے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ باقی ساتھی بھی ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے۔

چند ہی لمحوں بعد دوڑ سے موٹر سائیکل پائٹلٹ ان کے پیچھے وزیر عظیم کی کار اور ان کے پیچھے پولیس کی دو جینپن آتی دکھائی دیں اس کے ساتھ ہی ابو عباس کے حلق سے نرینڈک کے ٹرالے کی آواز سنائی دی۔ اور اس آواز نے ایک لمحے کے لئے ارد گرد پھیلے

ہوئے سکوت کو درہم برہم کر دیا۔ اور اس کے بعد پھر وہی گہری خاموشی طاری ہو گئی۔ البتہ اب موٹر سائیکلوں کی دوڑ سے آتی ہوئی آواز فضا میں ہلکا سا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ نرینڈک کے ٹرالے کی آواز ایکٹن کے لئے تیار ہونے کا مخصوص کاسٹن تھا۔ اس لئے اس آواز کے سنتے ہی فارگروپ کا شخص الرٹ ہو گیا۔

پائلٹ موٹر سائیکلیں اب خاصی قریب آچکی تھیں۔ آری سے ٹھننے کو ٹکاٹنے والے نے گن بغل سے لگا کر دونوں ہاتھ کھینچے ہوئی جگہ پر رکھ دیئے تھے۔

پھر جیسے ہی موٹر سائیکلیں قریب آئیں۔ ابو عباس کے حلق سے جھینگ جھپٹی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی فضا راکٹوں کے ٹھننے کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ دونوں موٹر سائیکل سوار پائلٹ راکٹوں کی زد میں آ کر موٹر سائیکلوں سمیت فضا میں اڑتے ہوئے دوڑ جا گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی سڑک پر جھکا ہوا ٹہنا مہیب آواز کے ساتھ ایک زور دار دھماکے سے سڑک پر گرا اور وزیر عظیم کی تیزی سے دوڑتی ہوئی کار پوری رفتار سے اس ٹھننے سے ٹکرا کر ابو عباس کی طرف رٹ گئی۔ جینپنوں میں سے اب بے سہارا فارنگ شروع ہو گئی۔ لیکن دوسرے لمحے کار پر مختلف اطراف سے راکٹوں کی بارش شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی دونوں جینپن بھی راکٹوں کی زد میں آ کر پرزے پرزے ہو کر کھج گئیں۔ اور ان میں موجود سپاہیوں کے پرچھے اڑ گئے۔ البتہ جو سپاہی پہلے ہی چھلانگ لگا کر سڑک پر گرے تھے انہیں بھی ایک راکٹ چاٹ گیا۔

اور پھر اس نے کئی قلابازان کھائیں اور دوسری سائید کے ایک وزنت سے بھرا کر رک گئی۔ لیکن اب وہ پہلو کے بل گری ہوئی تھی۔

اسی لمحے آسمان سے ہیلی کا پٹروں سے بموں اور مین گنوں کی گولیوں کی زبردست بوجھاڑ شروع ہو گئی۔ ابو عباس کے ساتھیوں نے اب اپنی گنوں کا رخ آسمان کی طرف کیا اور پھر وہ ناز کر کے تیزی سے اپنی جگہ سے کھسک جاتے۔ اس کے ساتھ ہی زمین پر کئی چیخیں اُبھریں۔ گولیوں اور راکٹوں کی بارش نے ناز گرد پ کے کئی ساتھیوں کے پرچھے اٹا دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آسمان پر دو خوفناک دھماکے ہوئے اور پارخ میں سے دو ہیلی کا پیٹر راکٹوں کی زد میں آئے۔ فضا میں ہی بکھر گئے اور چیخوں کے ساتھ کٹے پھٹے انسانی جسم اور ہیلی کا پٹروں کے پلے کی بارش ہوئی اور اس کے ارد گرد جھونے لگی۔

کار کے رکتے ہی ابو عباس کیلخت جھاڑی سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے بھاگا۔ ہوا سڑک کر اس کے کار کے بائیں طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس نے کار کے نچلے حصے میں ایک بڑا سا سورخ دیکھا۔ جس میں سے وزیر اعظم کی دونوں ٹانگیں منورج حالت میں باہر کو جھانک رہی تھیں۔ سوٹ والی پتلون سے ابو عباس سمجھ گیا کہ یہ وزیر اعظم کی ٹانگیں ہیں۔ ظاہر ہے ڈرائیور نے تو یونیفارم کی پتلون پہنی ہوئی ہوگی۔ ابو عباس پر ہیلی کا پٹروں سے گولیوں کی بارش ہوئی اور دُ

ذیر اعظم کی کار اب رک گئی تھی۔ ڈرائیور اور وزیر اعظم دونوں اندر بیٹھے موتے کیلختوں میں نظر آ رہے تھے۔ وہ شاید مطمئن تھے کہ کار پر کوئی بم اثر نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ محفوظ ہیں۔

ابو عباس سانپ کی سی تیزی سے جھاڑی سے رینگتا ہوا نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہوا کار کی سائید کی طرف بڑھا۔ وزنتوں اور دونوں سائیدوں سے اب راکٹوں کی بارش بند ہو گئی تھی۔ تاکہ ابو عباس اپنی کار روانی مکمل کر لے۔

ابو عباس نے ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ کیلخت آسمان پر دُور سے جھگی ہیلی کا پٹروں کی تیز گونج سنائی دی اور اس آواز کے سنتے ہی ابو عباس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب سے نکلا اور دوسرے لمحے ایک گولہ سا تیزی سے لڑھکا ہوا کار کے نیچے پہنچ گیا۔ ابو عباس نے اُسے صرف اتنے زور سے لڑھکایا تھا کہ وہ کار کے نیچے پہنچ کر رک جاتے۔ اگر اس کا اندازہ ذرا بھی غلط ہو جاتا تو بم کار کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف چلا جاتا اور اس طرح سارا لشکر ہی قتل ہو جاتا۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا اور بم کار کے نیچے جا کر رک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ابو عباس اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں کی طرف پھلانگ لگا دی۔ اور بم کا خوفناک دھماکا ہوا اور وزیر اعظم کی کار یوں فضا میں پانچ فٹ تک اچھلی جیسے کسی طاقتور دلو نے اُسے زمین سے فضا میں اچھال دیا ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک راکٹ کار سے ٹکرایا اور کار خوفناک دھماکے سے الٹ کر سڑک کی دوسری سائید پر جا گری

گولیاں اس کے ایک کندھے میں پیوست ہو گئیں لیکن ابو عباس تیزی سے کار کی طرف دوڑنا چلا گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ زمین سے اور آسمان سے مسلسل ایک دوسرے پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ اور ہیلی کاپٹر جنگی طریقے سے آگے بڑھے اور اوپر نیچے مکرانہ صورت اپنے آپ کو پچا رہے تھے بلکہ نیچے موجود افراد پر فائرنگ بھی کر رہے تھے۔

نیچے سے اب صرف دو گیندیں حرکت میں تھیں باقی خاموش تھیں۔ ابو عباس کار کی سائیڈ سے ہوتا ہوا دوسری طرف گیا۔ کار کے قریب پہنچتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا فائر ذریعہ عظیم کی ٹانگوں پر کھول دیا۔ جواب اندر کی طرف سمت رہی تھیں۔ مشین گن کا پورا برسٹ ان کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور ابو عباس دوڑتا ہوا دوسری طرف کی جھاڑیوں میں گھسا اور اس کے ساتھ ہی گیڈ کے چنچنے کی آواز سنائی دی اور نیچے سے ہیلی کاپٹروں پر فائر کرنے والی دو گولیاں پکھنت خاموش ہو گئیں۔ گیڈ کی آواز کا مطلب یہی تھا کہ مشن مکمل ہو چکا ہے۔

اب یہاں سے فرار ہونا ہے۔ ابو عباس جنگلی خرگوش کے انداز میں دوڑتا ہوا درختوں کے ایک بڑے ذخیرے میں گھسا اور پھر وہ اٹھ کر بے تماشاً انداز میں دوڑ پڑا۔ اور ہیلی کاپٹروں کے اوپر سے گولیاں برسا رہے تھے۔ لیکن ابو عباس کی رفتار بہت تیز تھی۔ اس لئے گولیاں اس کے عقب میں خزاں رسیدہ پتوں کی طرح درختوں

کی شاخوں سے ہوتی ہوئی نیچے گر رہی تھیں۔

کچھ دور آنے کے بعد ابو عباس پکھنت پلٹا اور دائیں طرف دوڑنے لگا۔ وہ حتی الوسع گھنے درختوں کے اندر دوڑ رہا تھا۔ اب ہیلی کاپٹروں کی گولیاں کافی دور رہ گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد ابو عباس واپس مڑا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ سرک کے کنارے پہنچ گیا لیکن جائے واردات سے کافی دور۔ دوسرے اس نے بجلی کی سی تیزی سے سرک کراس کی اور دوسری سائیڈ کے ذخیرے میں گھس گیا۔ یہاں امن تھا۔ کافی دور تک دوڑنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے مکان کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس کا سانس بُری طرح پھولا ہوا تھا اور وہ بائپ رہا تھا۔ اس نے گھوم کر مکان کے بند دروازے پر مخصوص دستک دی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ اور اس کا ایک ساتھی باہر آ گیا۔

”تم پہنچ گئے اور باقی؟“ ابو عباس نے جلدی سے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ سب ہیلی کاپٹروں کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ صرف میں اور آپ بچ گئے ہیں۔ اس نے جلدی سے جواب دیا۔ ٹھیک ہے۔ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ساتھیوں نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر فلسطین کا ہمزایا میں بلند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو جزا دے گا۔ جلدی کر دو۔ ٹرک باہر نکالو۔ جلدی

کر دو۔ اسرائیلی کہتے چند ہی لمحوں میں پورا علاقہ گھیر لیں گے۔ ابو عباس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسد تیزی سے مکان کے اونچے رآمدے کی طرف دوڑا۔ جس میں سبز لوں سے لدا ہوا ایک بڑا سا ٹرک کھڑا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے ٹرک تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ ابو عباس نے سر پر ہانڈھا ہوا رومال اور جسم پر موجود سیاہ رنگ کا لباس جلدی سے اتارا اور پھر وہ بجلی کی آبی تیزی سے دوسری سیٹ پر چڑھ گیا اور ٹرک مکان سے باہر نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے ایک لمبی ٹرک پر دوڑنا ہوا بڑی ٹرک پر پہنچ گیا۔ ٹرک کا رخ شہر کی طرف تھا۔ اسی وہ شہر میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ ٹرک پر موجود اسرائیلی پولیس نے انہیں روک لیا۔ وہاں پولیس جیسٹس موجود تھیں اور پچاس کے قریب پولیس کے سپاہی گنیں لئے موجود تھے۔ اسد نے ان کے قریب سے بڑھ کر روکا تو دو پولیس آفیسر دوڑتے ہوئے ان کی

بے حد تعجب اور حیرت کا باعث بنا۔ آج خیریت ہے۔

ابو عباس نے یہ سب سنا کر حیرت سے سر ہا ہر کر دیا۔ یہ سب کچھ میں کہا۔

ابو عباس نے حیرت سے سر ہا ہر کر دیا۔ آج خیریت ہے؟ ایک پولیس آفیسر نے قریب قریب تیزی سے میں پوچھا۔

فارم سے آ رہا ہوں۔ درمندی ہے۔ میں کیوں خیریت ہے؟ ابو عباس نے حیرت بھرے بطن میں کہا۔

تم نے کسی فلسطینی گوریلا کو اوھر نہیں دیکھا؟ پولیس آفیسر نے ٹرک کی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ اسی سپاہی ٹرک کے پیچھے چڑھ گئے تھے اور انہوں نے سبز لوں کے ڈھیروں کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔

فلسطینی گوریلا۔ اس کا اوھر کیا کام جناب! البتہ ڈور سے بڑی خوف ناک آوازیں سنائی دے رہی تھیں رشادہ ہم چھٹ رستے تھے۔ ہوا کیا ہے؟ ابو عباس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں۔ تم جاؤ۔ پولیس آفیسر نے روکھے سے لہجے میں کہا اور دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

ٹرک کے پیچھے بھی جو سپاہی تلتا تھی لے رہے تھے انہیں بھی وہاں سے کوئی چیز نہ ملی اور پھر پولیس آفیسر کے کہنے پر وہ بھی ٹرک سے اتر آئے۔

چند لمحوں بعد ٹرک کو آگے جانے کا حکم دیا گیا اور اسد ٹرک چلا تا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔

ابو عباس کے چہرے پر اب مکمل اطمینان کے آثار نمایاں تھے پولیس آفیسر اس کا دوست تھا اور اُسے معلوم تھا کہ ابو عباس کو فارم اوھر ہی ہے جہاں سے وہ روزانہ سبز نایاں فروخت کرنے کے لئے منڈھی لے جاتا ہے۔

ابو عباس کا دوسرا روپ جمال کا تھا جو سبز لوں کے فارم کا مالک تھا۔ اور اس روپ میں وہ فلسطینی گوریلوں کے خلاف

پولیس کی مخبری کا کام کرتا تھا۔ اس طرح پولیس والوں کے سامنے صرف اس کی دوستی تھی بلکہ وہ اس پر مکمل اعتماد بھی کرتے تھے۔ اب یہ بات اور بے کر یہ مخبری اکثر لاشوں کی ہی ہوتی تھی یا پھر شکار کو پہلے فرار کر دیا جاتا تھا۔

ابو عباس نے یہ سب کچھ ذہن میں رکھ کر ہی پلاننگ کی تھی۔ اور اپنے نو ساتھیوں کی فتہ بانی دے کر وہ بہر حال اپنے خوفناک مشن کو مکمل کر لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ جو بلطاع نامتھن نظر آ رہا تھا۔

”کیا میں ناشتے کے لئے حاضر ہو سکتا ہوں؟“ — عمران نے ڈرائیونگ روم کے دروازے پر ٹک کر بڑے موڈبانہ انداز میں کہا۔
”آ جاؤ۔ آ جاؤ۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔“ —

مرسلطان نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔
مرسلطان کے ساتھ والے صوفے پر مشہور فلسطینی لیڈر شاکر سرت بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سر پر اپنا مخصوص رومال باندھا ہوا تھا۔ ان کی عثماني آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں جو کمرے میں داخل ہو کر بڑے حیرت بھرے انداز میں صوفوں کے درمیان میں رکھی ہوئی میز کو گھور رہا تھا۔

خالی میز۔ میرے معدے کی طرح خالی۔ — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ان سے ملو عمران! — یہ شاکر سرت صاحب ہیں۔ تم

جناب! — سلیمان کے معاملات بھی انتہائی سنجیدہ ہو چکے ہیں۔ ایک تو وہ پہلے ہی چڑیا کے بچے جیسا ناشتہ لے آیا کرتا تھا۔ اور آج آپ کے خون آنے پر وہ ناشتہ وہ خود میرے سامنے بیٹھ کر اڑا گیا ہے اور میری آنتیں سوره اخلاص تو ایک طرف پوری ہیں تراویح پڑھنے میں مصروف ہیں۔ — عمران نے صوفیہ پر بیٹھے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور شاکر سرات صاحب نے ہونٹ پھینچ لئے۔ ان کی چپکتی ہوئی آنکھوں میں شدید حیرت کے اثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید عمران کی ٹاپ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ جس نے سر سلطان کے اس قدر سنجیدہ فقرے کا ایسا جواب دیا تھا۔

تو حسیک ہے۔ تم پہلے ادھر ڈانٹک روم میں چلے جاؤ۔ میں ناشتے کا کدہ دیتا ہوں۔ جہاں ہم نے اتنا انتظار کیا ہے۔ وہاں کچھ دیر ادھر کر لیں گے۔ — سر سلطان نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

ناشتے میں لے گا کیا کیا؟ — عمران نے بڑے اشتیاقی لہجے میں کہا۔

جو بھی ہوگا مل جائے گا۔ بہر حال تمہارا پیٹ بھر جائے گا۔ سلطان نے بہستور خفا لہجے میں جواب دیا۔

میرا پیٹ بھر گیا تو شاکر سرات صاحب نے مجھے ذہین سمجھنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں ان جیسے عظیم لٹڈ کی طرف سے ملنا جو یہ سٹرنٹیکٹ اتنی جلدی ضائع نہیں کرنا چاہتا اس لئے

انہیں بخوبی جانتے ہو۔ — اور سرات صاحب! — یہ علی اعرا ہے۔ ایکٹو کا خصوصی نمائندہ۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو تفصیل بتائی ہے۔ یہ بظاہر ایسی حرکتیں کرتا ہے۔ — ورنہ وہ ایکٹو کی ناک اسی کی وجہ سے بند ہے۔ — سر سلطان نے جلدی سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

آپ واقعی شکل و صورت سے بے حد ذہین لگ رہے ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے، — شاکر سرات نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بھوک کی وجہ سے ذہین لگ رہا ہو گا۔ — کہتے ہیں کہ دانشوری کی بنیاد بھوک ہوتی ہے۔ بہر حال مجھے بھی آپ جیسا عظیم لیڈر سے بالمشافہ ملاقات ہر انتہائی خوشی ہوئی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان نے اطمینان کی ایک طویل لی۔ لیکن ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات عیناً شاید انہیں عمران جیسے آدمی سے اس قسم کی گفتگو کی ہرگز توقع نہ تھی اور نہ انہی نے اس خطرے کے پیش نظر انہوں نے شاکر سرات صاحب سے لیا کیا کچھ عمران کے متعلق کہا ہوگا۔

دیکھو عمران! — معاملات انتہائی سنجیدہ ہیں۔ شاکر سرات صاحب انتہائی خفیہ دورے پر آتے ہیں۔ ہماری حکومت کا بھی باضابطہ طور پر ان کی آمد کی اطلاع نہیں ہے۔ البتہ صد مملکت اور وزیر عظیم صاحب کو ذاتی طور پر علم ہے۔ — سر سلطان نے عمران کو مزید سنجیدہ کرنے کے لئے باقاعدہ تمہید باندھتے ہوئے کہا

آپ فرمائیں کیا حکم ہے؟ عمران نے سیکھت بچیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور شاکر سرات صاحب ایک بار پھر عمران کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر حیران نہ گئے۔ کیونکہ عمران کا چہرہ سیکھت چٹانوں کی طرح سنجیدہ ہو گیا تھا۔ لیکن وہ منہ سے کچھ نہ بولے۔ شاید وہ کم سے کم بات کرنے کے عادی تھے۔

شکر یہ عمران! اس وقت پورے عالم اسلام میں انتہائی بے چینی اور اضطراب پھیل چکا ہے۔ کیونکہ اسرائیل نے اس بار حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو ہیکل سلیمانی میں تبدیل کر دے گا۔ اس سلسلہ میں اس نے قسطنطنیہ کے احتجاج کو رد کر دیا ہے۔ حکومت ایجریمیا بھی اس کی فیور کر رہی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصیٰ کے متعلق کیسے جذبات ہیں۔ شاکر سرات صاحب نے بتایا ہے کہ اسرائیل کا منصوبہ یہ ہے کہ پورے بیت المقدس کو مہربوں سے لیا کر صفات کر دیا جائے گا۔ پھر ان کی اپنی روایات کے مطابق اس پر ہیکل سلیمانی کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے گا۔ پختہ دنیا کے یہودی اس خوفناک اور خطرناک منصوبے میں اسرائیل کی مدد دینے سے تیار ہیں۔ ہیکل سلیمانی کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ اور سر زمین کے جس مئے مسجد اقصیٰ کو مہربوں سے اڑا سکتا ہے۔ تو جانتے ہو کہ سر زمین نے ایسی حرکت کر دی جو کہ اس بار آسمان نظر آ رہے ہیں کہ وہ ضرور عترت برے گا۔ تو ہو سکتا ہے پوری دنیا کے مسلمان آگ بگولا ہو جائیں اور پھر شاید ایسی خوفناک

مگنوں کا سلسلہ شروع ہو جائے جس کا انجام پوری دنیا کی مکمل تباہی ہو جائے۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس بارے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو سمجھتا ہوں۔ لیکن کم از کم اس طرح یہ تو ہو گا کہ پوری دنیا کے مسلمان اسرائیل کے خلاف متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

آپ کی بات درست ہے جناب! لیکن ایک بات اور بھی مجھے علم میں ہے۔ اسرائیل کی حکومت نے ایک پلان بنایا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اس بارے میں زیادہ اشتعال دکھایا تو وہ دوسری عبادت گاہوں کو ایچی راکٹوں سے اڑا دیں گے۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسجد اقصیٰ پر ہیکل سلیمانی کی تعمیر سے اس خوفناک منصوبے سے قبل اس منصوبے کا باقاعدہ اعلان کیا جائے گا۔ اور نمونے کے طور پر مسلمانوں کے دوسرے شہروں پر بھی طاقت کے ہم جہی پھینکے جائیں گے۔ ایجریمیا اور روسیہ دونوں خفیہ طور پر اس کا ساتھ دینے کا باقاعدہ اعلان کر چکے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسرائیل کی بجائے پوری دنیا کے مسلمان ختم ہو جائیں گے اور مسلمان دنیا کو اسرائیل۔ ایجریمیا اور روسیہ تینوں ملک سر بانٹ لیں گے۔ اور پھر پوری دنیا میں مسلمانوں کا تعاقب کیا جائے گا اور ان کا آخری سچا ٹھکانا ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور شاکر سرات نے کہا اور عمران شاکر سرات جیسے عظیم لیڈر کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شاکر سرات

ہے۔ یہ منصوبہ بھی اسی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ وہ آج اسرائیل پہنچ رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے آتے ہی اسرائیلی صدر کے فیصلے کو بدل کر فوری طور پر منصوبے پر عمل درآمد کر دینا ہے۔ لیکن ابھی چند لمحے پہلے تحیہ الریٹھ پر میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اسرائیلی وزیرِ عظم نے دو ہفتوں کو بدل کر تین روز تک منصوبے کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن جمائے ایک گروپ نے اپنی جانوں پر کھیل کر وزیرِ عظم کو اس حد تک زخمی کر دیا ہے کہ وہ اب دو ہفتے سے قبل ہسپتال سے نہیں نکل سکے گا۔ اس طرح ہمیں کم از کم دو ہفتوں کی مہلت مل گئی ہے۔ شاہِ کمرات صاحب جب بولنے پر آئے تو بولتے ہی چلے گئے۔

گڈشو!۔ لیکن دو ہفتوں کے بعد کیا ہوگا؟۔ ہ عمران نے کہا۔

”میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ ایکٹو صاحب سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کروں کہ وہ اسرائیل میں کوئی ایسی کارروائی کریں جس سے وہ ہیکلِ سلیمانی کے منصوبے کو جھول کر کسی اور جگہ میں پڑ جائے اور اس طرح یہ منصوبہ ختم ہو جائے۔ سلطان صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ میں سرکاری ذورے پر نہیں آیا۔ اس لئے جناب ایکٹو سے براہِ راست ملاقات ناممکن ہے البتہ انہوں نے آپ سے ملاقات کا بندوبست کیا۔ کیونکہ ان کے فرمان کے مطابق آپ کی بات جناب ایکٹو ہمیں ملے گی۔“

جیسے لیڈرِ غلط بات نہیں کرتے۔ وہ اگر کہہ رہے ہیں تو یقیناً ایسی ہی پلان اسرائیل نے بنایا ہوگا اور واقعی اس طرح ان کی ذورے خواہش کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ پوری ہو رہی ہے۔ واقعی یہ اس قدر خوفناک منصوبہ تھا کہ عمران جیسے شخص کو بھی بے اختیار چھری سی آگئی

جناب!۔ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سچ ہے اور یہ اس قدر خوفناک منصوبہ ہے کہ شاید اس سے خوفناک منصوبہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ یہ فرمائیے کہ پالیسی اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہے۔ یا میں کیا خدمت سرانجام دے سکتا ہوں۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

آپ کو یقیناً علم ہوگا کہ اس سے قبل جناب ایکٹو نے اپنی ٹیم اسرائیل بھیجی تھی اور اسرائیل آج تک ان کے لگاتے ہوئے زخمِ چاٹ سے ہیں۔ وہ اگر کسی سے خوفزدہ ہیں تو میرے خیال کے مطابق وہ صرف پالیسی کیٹ سرورس ہی ہیں۔ میں نے یہاں آئے سے قبل اپنے آدمیوں کے ذریعے حکومت اسرائیل تک یہ بات پہنچا دی ہے کہ فلسطینی گوریلا گروپ ہیکلِ سلیمانی کے منصوبے سے قبل ہی اسرائیل کا دفاعی سٹور نمبروں تباہ کر دے گا اور مجھے ذورہ ہی ردِ عمل کا علم ہوگا کہ حکومت اسرائیل نے دو ہفتوں تک کے لئے یہ منصوبہ ملتوی کر دیا ہے۔ ورنہ وہ کل اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے اور یہ فیصلہ اسرائیلی صدر کا ہے۔ چونکہ اسرائیلی نو منتخب وزیرِ عظم اس کے انتہائی اہم اور جو شیلا نوجوان

شاکر سرات صاحب نے کہا۔

آپ کے ذہن میں ایسا کوئی منصوبہ ہے۔ جسے پاکیشیا سیکرٹ سروس سرانجام دے کر میکیل سلیمانی والے منصوبے کا خاتمہ کرا سکے۔؟ عمران نے پوچھا۔

ایک منصوبہ ہے تو سہی۔ لیکن وہ بے حد مشکل بلکہ ناپاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ شاکر سرات نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”آپ فرمائیں تو سہی“ عمران نے بخیرہ لہجے میں کہا۔

دیکھیں بیت المقدس اور اسرائیل دار الحکومت سے قریب موجود ایک ڈیم کا فاصلہ تقریباً دو کلومیٹر ہے۔ اس طرح بیت المقدس اور اسرائیل خفیہ دفاعی ایجنسی لیب بارٹری جس میں ہی ان کا دفاعی سٹور فہرڈ ہے، کا فاصلہ بھی تقریباً دو کلومیٹر ہے۔ یہ ڈیم ایسا ہے کہ اگر یہ تباہ ہو جائے تو اسرائیل معاشی طور پر یکسر نہ صرف تباہ ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا پانی پورے دار الحکومت کو بہا کر لے جائیگا۔ دار الحکومت کی زمین کے اوپر موجود سرچر تباہ ہو جائے گی۔ اسی طرح دفاعی ایجنسی لیب بارٹری اسرائیل کی شہر گ ہے۔ اگر یہ تباہ ہو جائے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اسرائیل کو ایسی لیب بارٹری قائم کرنے کے لئے کم از کم بیس سچپن سال چاہئیں اور دوسری بات یہ کہ اس میں موجود ایسی اسٹے کا سٹور اگر تباہ ہو گیا تو پھر اسرائیل میں ایک سچہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر ہم کسی طرح بیت المقدس سے دفاعی لیب بارٹری تک اور بیت المقدس

سے ڈیم تک خفیہ سرنگیں کھود کر ان میں بکو ڈیم ایون مادہ بھردیں۔ اور اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ اگر بیت المقدس پر بم پھینکا گیا، یا اس کی ٹوڑ پھوڑ کی گئی، یا اس کا نقشہ بدلنے کی کوشش کی گئی تو بکو ڈیم ایون کی وجہ سے اسی لمحے ڈیم اور دفاعی لیب بارٹری بھی ساتھ ہی اڑ جائے گی۔ اور اس بات کا اسرائیل کو یقین ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس منصوبے کو ترک کر دیں گے۔ شاکر سرات نے کہا۔

”لیکن شاکر سرات صاحب! یہ منصوبہ کیسے قابل عمل ہے۔ دو دو کلومیٹر کی خفیہ سرنگیں کیسے کھودی جائیں گی۔ اور کھوفے گا کون۔؟“ سر سلطان نے جواب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے عمران کے لوٹنے سے پہلے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

پہلے تو یہ بتائیں کہ یہ بکو ڈیم ایون کیا ہے۔ میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہا ہوں۔ عمران نے حیرت سے بھنپیں اچھکاتے ہوئے کہا۔

ہاں! یہ انتہائی جدید ترین ایجاد ہے۔ اس کا سائنسی نام تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ بہر حال اس کا مخف نام بکو ڈیم ایون رکھا گیا ہے۔ اور آپ کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ یہ مکمل طور پر فلسطینیوں کی ایجاد ہے۔ ہم نے ایک خفیہ لیب بارٹری قائم کی ہے جہاں فلسطینی سائنسدان ایسی ایجادات میں دن رات مصروف رہتے ہیں جن سے اسرائیل کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جاسکے۔ اسی سلسلے میں اسے اتفاق ہی کہیے کہ بکو ڈیم ایون بھی ایجاد ہو گیا۔

میں نے دو کلومیٹر والی بات اس لئے کی تھی کہ اس طرح اس کا کوئی پارٹ علیحدہ نہ کر سکیں گے۔ ورنہ سارا چھٹ جائے اور علیحدہ علیحدہ بموں کی صورت میں وہ اُسے اٹھا کر لے جائیں گے اور ہمیں معلوم بھی نہ ہوگا۔ شاکر سرات نے کہا۔

ہاں! یہ پہلو یقیناً قابل غور ہے۔ لیکن یہ دو کلومیٹر نہ سرنگیں کھودنا۔ ان میں اتنے طویل بم بنا کر ڈالنا۔ یہ تو حالات میں ناممکن ہے اور پھر ایسی صورت حال جو اس وقت تیل میں ہے۔ اور پھر یہ کام تو کم از کم دو تین سالوں میں جا کر ہو سکتا ہے۔ اور آخری بات یہ کہ کم از کم پاکٹیا سیکرٹس تو یہ کام نہیں کر سکتی، عمران نے فیصد کن لہجے میں کہا۔

آپ کی بات درست ہے۔ میرا آئیڈیا تھا کہ آپ لوگ وہاں رہتا ہی پھیلا دیتے تو فلسطینی اس مشن میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کی بات سن کر مجھے اپنے احمقانہ منصوبے پر خود شرم ہی سے۔ واقعی یہ دو تین سالوں کا پروجیکٹ ہے۔ اور یہ غلطی طور پر بے حد دشواریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے میں اپنا یہ منصوبہ واپس لیتا ہوں۔ آپ بہر حال مجھ سے بہتر سوچ سکتے ہیں۔ شاکر سرات نے خفیف لہجے میں ب دیتے ہوئے کہا۔

آپ نے بہر حال اسرائیلی وزیر اعظم کو ہسپتال پہنچا کر دو ہفتوں بہت حاصل کر لی ہے۔ اب میں جناب ایچٹو سے

یہ ایک خاص قسم کا بارودی مادہ ہے۔ اسے جب ایک خاص دھات کے پائپ میں بند کر کے ایئر پک کر دیا جاتا ہے تو یہ انتہائی خوفناک بم بن جاتا ہے۔ اس پائپ پر جسے ہی ضرب لگائی جائے۔ یعنی اسے توڑنے کی کوشش کی جائے تو یہ یقیناً چھٹ جاتا ہے۔ اور وہ چھٹا اس لئے ہے کہ جب اس میں ہوا کا ایک خلیہ بھی داخل ہو جاتا ہے۔ ویسے اس دھات پر وزن۔ پانی۔ ہوا کسی چیز کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر اسے اسرائیل کھولنے، اکھاڑنے یا توڑنے کی کوشش کرے گا تو دو کلومیٹر لپا پائپ بیک وقت بم کی صورت میں چھٹ جائے گا۔ شاکر سرات نے کہا۔

کیا اس سے چھوٹا بم بنا جا سکتا ہے۔ اور اُسے واٹر لیس یا کسی اور ذریعے سے پھارا جا سکتا ہے۔؟ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

جی ہاں! مجھے میرے سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے اس میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس بم پر واٹر لیس آپریشن فکس ہو جاتا ہے جو گھوم کر اس کا منہ کھول دے گا اور ہوا اندر داخل ہوتے ہی یہ چھٹ جلتے گا۔ شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تو پھر دو کلومیٹر سرنگیں کھودنے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈیم اور دفناتی لیس بارٹری کے اندر ان بموں کو چھپا دیا جائے اور پھر اسرائیل کو دھمکی دے دی جائے کہ اگر اس نے بیت المقدس کو نقصان پہنچایا تو یہ بم پھار ڈیتے جائیں گے۔ عمران نے کہا۔

بات کروں گا۔ اگر وہ تیار ہو گئے تو پھر منصوبہ بھی وہ خود سوچ لیں گے۔ عمران نے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ اسرائیل کا منصوبہ جب ان کے سامنے آئے گا۔ تو وہ ضرور ہماری امداد کریں گے۔ بہر حال ہم کیسے پتہ چلے گا کہ ایکٹو صاحب ہماری امداد پر تیار ہیں یا نہیں۔ شاکر سرت نے کہا۔

عمران! میری طرف سے بھی انہیں درخواست کر دو۔ جناب شاکر سرت صاحب نے اسرائیل کا جو حقیقہ منصوبہ بتایا۔ اس نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔ سر سلطان نے کہا۔

اگر یہ بات ہے جناب! تو چھاپ انہیں تیار نہ بھیجیں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جناب ایکٹو ساری دنیا کی بات مال جاتیں تو مال جاتیں۔ لیکن سر سلطان کی بات وہ نہیں مانتے۔ بنجانے انہوں نے انہیں کیا گھول کر بیلا رکھ دیا۔ شاید کوئی تعویذ آئینہ بنا رکھا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان ہنس پڑے۔ شاکر سرت صاحب بھی مسکرا دیئے ان کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

میری طرف سے خصوصی شکریہ ادا کر دیجئے۔ یہاں کا عالم اسلام پر اور خصوصاً ہم فلسطینیوں پر احسان ہو گا کہ وہ اسرائیل کو اس خوفناک منصوبے سے باز رکھ سکیں۔ میری طرف سے انہیں مزید فریاد دیجیے گا کہ اسرائیل میں ہر فلسطینی گور

ان کے حکم پر جان فدا کرنے کو اعزاز سمجھے گا اور ضرورت کے وقت وہ ہمارے خصوصی گوریلا گروپ ریڈ فائر کے انچارج حارث سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ حارث اور اس کے ساتھی فلسطینیوں کا فخر ہیں۔ شاکر سرت نے کہا۔

پہلے تو وہ ان ابوالفدا صاحب انچارج تھے۔ وہ تو شہید ہو گئے تھے۔ عمران نے کہا۔

ہاں!۔ ان کے بعد حارث کو انچارج بنایا گیا ہے اور گروپ کا نام عقاب سے بدل کر ریڈ فائر رکھ دیا گیا ہے۔ حارث سے رابطہ کا طریقہ بے حد آسان ہے۔ اسرائیل میں کوئین مار کے مالک یعقوب کا بڑی سے کہیں کو از میر سے ملنا ہے۔ بے دھڑک بڑو کر کہ دیں۔ حارث جہاں بھی ہو گا۔ ان سے رابطہ قائم کر دیا جائے گا۔ آپ ان سے سپیشل مشن کا کوڈ کدہ کر اپنے احکامات کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ ویسے میں بھی انہیں اپنے طور پر احکامات دے دوں گا۔ شاکر سرت نے کہا۔

ٹھسک ہے۔ پہلے میں جناب ایکٹو صاحب سے ناشتہ کرانے کی فرمائش تو کرتوں۔ اب تو انیس بیس کی بجائے پورے رمضان کی راتوں کی پڑھ چکی میں اور سلاطینی ٹنڈر اس جہوڑی دور میں بند ہو چکا ہے۔ اچھا خدا حافظ۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ارے ارے ٹھہرو!۔ میں راتوں ناشتہ ٹھہرو۔ سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

آپ نے جب تک ناشتہ کرنا ہے۔ پہنچ کا وقت ہو جانا ہے۔

اور جب تک لہجہ کرانے تو ڈنر کا۔ اس لئے خدا حافظ۔ عمران نے کہا اور سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل آیا۔ سر سلطان محبت بھرے انداز میں بندھے رہ گئے۔



پورے اسرائیل پر قیامت کا سماں طاری تھا وزیر عظیم اسرائیل پر اس طرح کا دلیرانہ حملہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اور پھر وزیر عظیم اسرائیل کی کارنامے والوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دنیا کی محفوظ ترین کاربے اور پھر جنگی اسکوڈ کے جنگی اسلحہ سے لیس میلی کا پڑ گئے۔ کیونکہ ان سب باتوں کے باوجود وزیر عظیم کی دونوں ٹانگیں گولیوں سے چھینٹی کر دی گئی تھیں۔ ان کے گولہوں پر شدید چوٹیں آئی تھیں۔ اور اگر انہیں فوری طور پر میلی کا پڑ کے ذریعے ہسپتال نہ پہنچایا جاتا تو ان کا بچنا ناممکن ہو جاتا۔ اور اب بھی ان کا صحیح معنوں میں نصحت مند ہونا شاید مہینوں کے وقفے کی بات تھی۔ دو میلی کا پڑ مع مسلح افراد کے ساتھ ہو چکے تھے۔ دو پاکٹ اور سپاہیوں سے بھری ہوئی دو جیبیں ختم ہو گئی تھیں۔ اور ان سب کے مقابلے میں صرف آٹھ فلسطینی گوریلوں کی لائیں ملی تھیں۔ زخمیہ ایک بھی اچھے نہ آیا تھا۔

حالانکہ میلی کا پڑوں کی رپورٹ تھی کہ دو افراد کو فرار ہوتے دیکھا گیا ہے حکومت اسرائیل نے اس سارے واقعہ کو پریس سے چھپانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن ایسی خبریں کیسے چھپ سکتی ہیں نتیجہ یہ کہ پورے اسرائیل میں سر شخص کی زبان پر اسی واقعے کا چرچا ہوتا۔ عربوں کے چہروں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ریگ رہی تھی جبکہ یہودیوں کے چہرے زرد پڑ گئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں فلسطینیوں کی اس بے پناہ دلیری اور جرات سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

اسرائیل کے صدارتی محل میں اعلیٰ سطحی میٹنگ جاری تھی۔ صدر مملکت کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جب کہ جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ یڈ آرمی کا نیا سربراہ کرنل مارگن۔ لٹلی انٹیلی جنس کا سربراہ کرنل کاسٹر اور اسی طرح کے دوسرے سربراہ سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے

پولیس چیف کا چہرہ بھی بری طرح بچھا ہوا تھا۔ فلسطینی گوریلوں نے اب اس حد تک دلیر ہو گئے ہیں کہ وہ عین اسرائیل کے قلب میں اسرائیل کے وزیر عظیم پر اس طرح کا حملہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر آپ سب لوگوں کو خود کشی کر لینا چاہیے۔ ڈوب مرنے چاہیے۔ صدر مملکت نے پوری قوت سے میز پر ہنک مارتے ہوئے کہا۔

جناب! ہم کے وزیر عظیم صاحب کو کئی بار درخواست کی تھی کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے مکمل گارڈ لے کر چلا کریں۔ لیکن انہوں نے کبھی پرواہ نہ کی۔ مہربان ہم کو شش کر رہے ہیں کہ ان ذار ہو جانے والے افراد کو ڈھونڈ نکالا جائے۔ پورے

ہال پر چند لمبے گہرا سکوت طاری رہا۔ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ صدر مملکت دانت پٹیتے ہوئے ایک ایک کی شکل دیکھ رہے تھے۔

سنو! — مجھے خفیہ اطلاعات ملی ہیں کہ شہزادہ سرت ایک بار پھر پاکستان سکیورٹی سروس کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ میٹل سلیمانی والے منصوبے کو برصورت میں ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے دو ہفتوں کے لئے یہ منصوبہ ملتوی کر دیا تھا۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ اس منصوبے کو فی الحال مکمل طور پر ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ جائے اور پھر کسی روز اچانک منصوبے پر عمل کر دیا جائے۔ لیکن اب وزیر اعظم پر اس حملے کے بعد یہ منصوبہ اسرائیل کے لئے چیلنج بن گیا ہے۔ اس لئے دو ہفتوں بعد اس پر لازماً عمل درآمد ہوگا۔ برصورت میں اور سر قیمت پر۔ ان دو ہفتوں کے دوران آپ تمام خفا خفیہ انتظامات مکمل کر لیں۔ اور اگر پاکستان سکیورٹی سروس یہاں داخل ہوتی ہے تو تمہارے لئے ہونے چاہئے دیکھنے کی بجائے میں ان کی کٹی ہوئی گردنیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ورنہ ان کی بجائے تمہاری گردنیں بھی کٹ سکتی ہیں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ صدر مملکت نے انتہائی جذباتی انداز میں گرجتے ہوئے کہا۔

آپ بے فکر رہیں سر! — اس بار پاکستان سکیورٹی سروس کسی صورت بھی ہتھیار نہ کرے گا۔ اول تو ہم انہیں اسرائیل

اسرائیل کی ناکہ بندی ہو چکی ہے۔ ایک ایک گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے۔ کرنل مارگن نے کہا۔

ہاں! تمہارا کام اب صرف ناکہ بندیاں کرنا اور تلاشیاں لینا رہ گیا ہے۔ کل وہ مجھے بھی ہسپتال باجرستان پہنچا دیں گے اور تم پھر یہی کہو گے کہ ہم گھر گھر کی تلاشی لے رہے ہیں۔ ہم نے پوری دنیا کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ صدر مملکت اور مجھی زیادہ غصہ آگیا۔

جناب! — جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس قدر دلیری کا مظاہرہ فلسطینی گوریلوں کا کام نہیں ہے۔ اس میں پاکستان سکیورٹی سروس ملوث ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے سہمے ہوئے بیچے میں کہا۔ جن آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں۔ وہ پاکستان کے تھے۔ یا فلسطینی۔ بولو جواب دو۔ تمہارے اعصاب پر پاکستان سکیورٹی سروس سوار ہو چکی ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو مجھے جواب دو کہ یہ سکیورٹی سروس جموں پر مشتمل ہے یا جنوں پر۔ کہ وہ کسی کو نظر آئے بغیر اسرائیل میں جس وقت بھی چاہے داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جس کو بھی چاہے زخمی کر دیتے ہیں۔ بولو! — تم لوگ کیا کرتے رہتے ہو۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ ایک مکھی بھی تمہاری نظروں میں آئے بغیر اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتی پھر۔ صدر مملکت نے غصے سے پوچھتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر جھکا لیا۔ اس کے پاس صدر مملکت کے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور وہ خاموش رہا۔

میں داخل ہی نہ ہونے دیں گے اور اگر وہ داخل ہو گئے تو پھر انکی لاشیں پر نیدرلینڈ ہاؤس کے دروازے پر لٹکی ہوئی ہونگی۔ کرنل مارگن نے پرجوش انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ بہر حال آپ کے پاس دو ہفتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ان دو ہفتوں میں پاکلیف سیکرٹ سروس اگر یہاں آتی ہے اور ان فلسطینی گورنروں کو جنہوں نے وزیرِ عظم پر حملہ کیا ہے۔ ان سب کی لاشیں میرے سامنے پیش کر دی جائیں۔ صدر مملکت نے اس بار نرم بلجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ خباب!۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔ سب نے بیٹ زبان ہو کر کہا۔

اور سفو!۔ آپ سب مل کر ایک ڈائریکٹوریٹ بنائیں اور ایک دوسرے کی امداد کریں۔ اس طرح آپ کی طاقت بڑھ جائے گی۔ کرنل مارگن آپ کا سربراہ ہوگا۔ صدر مملکت نے ایک اور حکم دیا جو سنے کہا اور سب نے فوری طور پر انبات میں سر ہلکا کر کرنل مارگن کو مشرف کو نورس کا سربراہ تسلیم کر لیا۔

کرنل مارگن کی آنکھوں میں چمک اچھڑائی اور سینہ چھوڑ گیا۔ اس کے بعد صدر مملکت نے چند مزید ہدایات جاری کر کے میٹنگ برخواست کر دی اور وہ سب میٹنگ ہال سے باہر آ گئے۔

والش منزل کے آپریشن روم پر کھرا سکوت طاری تھا۔ عمران اور بلیک زیرو اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کا سر سر کی پشت سے لگا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ لیکن فرانس پشانی پر موجود سلوٹس بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔ جب کہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے شاکر سرات سے ہونے والی تمام گفتگو بتا دی تھی اور اب مسئلہ تھا کوئی ایسی لائن آف ایکشن سوچنے کی جس کے تحت وہ اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے نہیں تو کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اس بیسکل سلیمانی والے منصوبے سے باز رکھ سکیں۔ لیکن کوئی ایسی لائن آف ایکشن بلیک زیرو کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

عمران نے بہر حال اسرائیل جانے کا فیصلہ تو کر لیا تھا کیونکہ جب سے شاکر سرات نے بیت المقدس کے متعلق اسرائیل کا خوفناک

میں اسرائیل کی طاقت کا گھمنڈ توڑنا چاہتا ہوں۔ میں اُسے اس حد تک ذلیل اور بے بس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے منصوبوں کے بارے میں سوچنے کی جرات ہی نہ کر سکے۔ میں اُسے خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔" — عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

لیکن اس کے لئے آپ کیا طریقہ کار استعمال کریں گے؟ اسرائیل کی اصل طاقت تو ایٹم بمیا ہے۔ کیا آپ ایٹم بمیا کو اسرائیل کے خلاف کرنا چاہتے ہیں؟ — بلیک زیرو نے کہا۔
نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ ایٹم بمیا مکمل طور پر یہودیوں کی گرفت میں ہے۔ اور اسرائیل یہودیوں کے لئے ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے پاکستان۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد ایک بار پھر کچھ دیر کے لئے خاموشی طاری ہو گئی۔

شاکر سرات صاحب کا منصوبہ تو شکیک ہے۔ اگر اس کو قابل عمل بنایا جائے۔ کافی دیر کے بعد عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ کیسے؟ — بلیک زیرو نے کہا۔
گروڈیم میں جس ایٹمی فیکٹری کو یوکرین کا نام نصب کر دیا جائے کہ جہاں سے کسی طرح بھی اسرائیل اُسے ڈھونڈ نہ سکے۔ اور یہی کام ایٹمی ایسٹابلیشمنٹ کے ساتھ کیا جائے۔ تو میرا خیال ہے کہ اسرائیل کو ہیکل سلیمانی والے منصوبے سے روکا جاسکتا ہے۔ عمران

منصوبہ بتایا تھا۔ عمران اسرائیل کو بر لحاظ سے مفلوج کر دینے کے لئے شدید بے چین تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسرائیل پر کوئی ایسی ضرب لگائی جائے کہ وہ سب کچھ موصول کر لیں اپنے زخم چاٹتا رہے اور شاید اس وقت عمران اسی لائن آف ایکشن کی سوچ میں گم تھا۔ عمران کے کہنے پر بلیک زیرو نے جو کیا کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ سب ممبران کو لے کر وائس مندر کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائے اور وقفے وقفے سے ممبران کی آمد ہو رہی تھی۔

اگر اسرائیل کا دفاعی سٹور اڑا دیا جائے تو اسرائیل کو انتہائی شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلیک زیرو نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

نہیں۔ اس طرح لاکھوں بے گناہ افراد موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ اسرائیل کا کیا ہے وہ ایٹم بمیا سے اور اس کو حاصل کر لے گا۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔
"تو پھر آخر آپ وہاں جا کر کیا کریں گے؟" — وزیر اعظم اور مندر دونوں کو ہلانگ کر دیر۔ بلیک زیرو نے جھنجھلااتے ہوئے بلیجے میں کہا۔

نیا وزیر اعظم اور نیا صدر منتخب ہو جائے گا۔ اور وہ بھی ہمارے یہودی ہی ہوں گے مسلمانوں کے دشمن۔" — ممبران نے اس کی بات رد کرتے ہوئے کہا۔
"تو پھر آپ کے کیا سوچا؟" — ممبران تو اب تقریباً اگلے روز پہلے ہیں۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن اگر وہاں سر سے ہم رکھے ہی نہ جائیں تو —“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”رکھے ہی نہیں کیا مطلب“ — بلیک زیرو کی حیرت
 میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔

”اسی بات پر تو نہیں رہا ہوں — اگر صرف پروپگنڈہ کر دیا
 جائے کہ ہم رکھ دیتے ہیں — لیکن وہاں ہم موجود ہی نہ ہوں
 تو پھر جدید ترین سائنسی آلات انہیں کیسے ڈھونڈیں گے“ —
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار ہنسنے کی باری بلیک زیرو

کی تھی۔
 ”گڈ آئیڈیا! — واقعی وہ چکر میں ہی رہیں گے — لیکن
 عمران صاحب! — اگر وہ اسی نتیجے پر پہنچ گئے کہ سر سے ہم موجود
 ہی نہیں ہیں تو پھر —“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تو کسی اور گھمنونے کے طور پر ہم فائر کر دیا جائے گا۔“ عمران
 نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — میں سمجھ گیا — یہ ترکیب واقعی ٹھیک ہے —
 تین چار گھنٹوں پر ہم نپٹ کر دیتے جائیں — لیکن پروپگنڈہ ان
 جگہوں کا کیا جاتے — واقعی اس طرح اسرائیل ہمیشہ خوفزدہ رہے
 گا — اور چونکہ ہم ہوں گے نہیں اس لئے انہیں طین گے نہیں
 واہ! — واقعی عمران صاحب! — آپ کے ذہن میں اللہ تعالیٰ
 نے ذہانت کا کچھ ہی نہیں نصب کر دیا ہے۔“ بلیک زیرو نے بڑے
 عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن سر! — آپ جانتے ہیں کہ جدید ترین سائنسی آلات
 بہر حال ان بموں کو ڈھونڈ نکالیں گے — اور پھر ان کے لئے
 انہیں بے کار کرنا کچھ زیادہ بڑا مسئلہ نہ ہوگا۔“ بلیک زیرو نے
 کہا اور عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور پھر کافی دیر تک
 ہنستا رہا۔

بلیک زیرو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے اس کو
 داغی صحت پر شک ہو گیا ہو۔ کیونکہ عمران دوسروں کو ہنسانے کا
 تو ماہر تھا۔ لیکن خود وہ اس طرح کبھی نہ ہنستا تھا۔ لیکن اب بغیر کسی
 بات کے وہ بے اختیار ہنسنے جا رہا تھا۔

”کیا ہوا عمران صاحب! — کیا داغ پر زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے
 بلیک زیرو نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہاری بات سن کر ایسا آئیڈیا سوجھا ہے کہ میں اسرائیل والا
 کی حالت پر پچھلی ہنس رہا ہوں۔“ عمران نے اسی سوجھنے
 ہوئے کہا۔

”کیا آئیڈیا ہے۔“ جس نے آپ کو اس طرح ہنسنے پر مجبور کر
 ہے۔؟ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے کہا ہے کہ اسرائیلی جدید ترین سائنسی آلات کی مدد سے
 ان بموں کو بہر حال تلاش کر لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ بالکل کہلے ہے۔ اور ایسا ہی ہوگا۔“ بلیک زیرو نے

”لیس ہاں! ہم سب یہاں موجود ہیں“۔ جولیا کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

آج تم جس مہم کو سرانجام دینے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہو سکتا ہے کہ یہ تم سب کی زندگیوں کی آخری مہم ہو۔ کیونکہ

اس مہم میں موت کا سایہ ہر لمحے سروں پر منڈلاتا رہے گا۔ سوچنے کی جو جرت کی ہے۔ اس کا انہیں صدیوں تک خمیاں ۱۰۰ سال پہلے نے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو بمبوں سے اڑا کر مسموم کر کے اور آواز نہیں بھوسو کے بھیڑیے جیسی غرابٹ ابھرا آئے مسلمانوں کے زبردست احتجاج کے باوجود وہ اپنے منصوبے میں غرابٹ کر بلیک زیرو کے جسم میں خوف کی سڑ لہریں پھیل رہی تھیں اور انہوں نے پل بصد ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس روز نے لکھیں۔ اس نے عمران کو اس قدر غمناک بنائی ہوئے پتے کبھی نے خفیہ طور پر یہ منصوبہ بنا لیا ہے کہ مسلمانوں کے زیادہ احتجاج ہو نہ دیکھا تھا۔

اسی لمحے سیٹی کی آواز ابھری اور بلیک زیرو نے چونک کر مینار سے اس سے پوری دنیا کے مسلمان دیوانہ وار اسرائیل پر چڑھ کر زمین گئے تو ایک یو ایس اور روسیہ جڑ پیلے ہی اس منصوبے کے حق میں۔ اسرائیل کو بچانے کے لئے دونوں مل کر مسلمانوں کے ذمہ جھگ کریں گے اور اس طرح بقول ان کے پوری دنیا سے

یہ عیسائی کے لئے مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اسرائیل ایسا اور روسیہ تو مسلمانوں کے معاملے میں آپس میں ایک ہیں جبکہ برقی ممالک بھی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ اس لئے اسرائیل کو ہی شملی ہوتی ہے۔ جناب شاکر سرت صاحب ایک خفیہ رہے یہاں پہنچے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے درخواست ہے کہ میں اسرائیل کے خلاف کوئی ایسا منصوبہ بروئے کار لاؤں

یہ تو بے اصل منصوبہ ہے جو ہمارے واپس آنے کے بعد ان کے اعصاب کو شل کر رہے گا۔ لیکن اس بار میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسرائیل کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ان کی آئندہ شکلیں بھی بالمشابہ سیکرٹ سروں کا نام لے لیکر زچوں کو ڈراتی رہیں گی۔ انہوں نے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ تم سب کی زندگیوں کی آخری مہم ہو۔ کیونکہ

اس مہم میں موت کا سایہ ہر لمحے سروں پر منڈلاتا رہے گا۔ سوچنے کی جو جرت کی ہے۔ اس کا انہیں صدیوں تک خمیاں ۱۰۰ سال پہلے نے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو بمبوں سے اڑا کر مسموم کر کے اور آواز نہیں بھوسو کے بھیڑیے جیسی غرابٹ ابھرا آئے مسلمانوں کے زبردست احتجاج کے باوجود وہ اپنے منصوبے میں غرابٹ کر بلیک زیرو کے جسم میں خوف کی سڑ لہریں پھیل رہی تھیں اور انہوں نے پل بصد ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس روز نے لکھیں۔ اس نے عمران کو اس قدر غمناک بنائی ہوئے پتے کبھی نے خفیہ طور پر یہ منصوبہ بنا لیا ہے کہ مسلمانوں کے زیادہ احتجاج ہو نہ دیکھا تھا۔

اسی لمحے سیٹی کی آواز ابھری اور بلیک زیرو نے چونک کر مینار سے اس سے پوری دنیا کے مسلمان دیوانہ وار اسرائیل پر چڑھ کر زمین گئے تو ایک یو ایس اور روسیہ جڑ پیلے ہی اس منصوبے کے حق میں۔ اسرائیل کو بچانے کے لئے دونوں مل کر مسلمانوں کے ذمہ جھگ کریں گے اور اس طرح بقول ان کے پوری دنیا سے

سے نہیں ڈرتے۔ اور اگر اس مشن کے دوران موت آجائے تو جس سے اسرائیل کی طاقت اور گھمبہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے اور ہم اسے اپنی زندگی کے لئے اعزاز سمجھیں گے۔ ہم سب وہ مسجد اقصیٰ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے باقی منصوبوں پر عمل درآمد اس مہم پر نہ صرف جانے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ آپ یقین رکھیں کی بھی جرات نہ کر سکے۔ اور میں نے حامی جبری ہے۔ اور آج تم کو ہم اسرائیل کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ اسرائیل ہمیشہ اپنے زخم اسی مقصد کے لئے اکٹھے ہوتے ہو۔ میں تمہیں اسرائیل کی پامائے گا۔ تنویر کی جوش سے بھر پور آواز سنانی دینی تنویر طاقت اور گھمبہ توڑنے کے لئے بھیجا جا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سب سے زیادہ جذباتی تھا اس لئے جواب دینے میں ہوں کہ تم اسرائیل کو ایسا سبق سکھاؤ کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی یہی چاہیں گی اسی نے کی تھی۔

مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے جھیاکھ منصوبے سوچنے کی جرات۔ گڈ! مجھے تم لوگوں کے جذبات کی قدر ہے۔ اور ہی نہ کر سکے۔ ظاہر ہے یہ ایک اندھا مشن ہوگا۔ اسرائیل کو اب سن لو کہ یہ غیر سرکاری مہم نہیں۔ بلکہ حکومت پاکستان کی لازماً شاکر سرات صاحب کے یہاں آنے کی سن گن مل گئی ہوگی ہر بات پر یہ مہم بھی جاری ہے۔ میں نے صرف اس لئے اور اس نے بھی اپنے طور پر ایکٹیا سیکرٹ سروس سے منٹنے کے لئے غیر سرکاری کہا تھا کہ اگر کوئی اسے مجبوری یا ڈیوٹی سمجھ کر لئے اختلافات کر لئے ہوں گے۔ ایسی صورت میں کسی کا زندہ باردا ہو تو وہ سامنے آجائے۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ آپ بچ کر واپس آنا عام حالات میں ممکن نہیں بھی ہو سکتا۔ یہاں آپ نے چہروں پر موجود جذبات میری توقع کے عین مطابق ہیں۔ اور لوگ اس مہم پر جانے کے لئے تیار رہیں۔ یہ چونکہ غیر سرکاری مہم تھی یقین ہے کہ آپ لوگ اپنے خون سے اسرائیل کی تاریخ میں جوگی اس لئے اگر کوئی ممبر اس مہم میں شامل نہ ہونا چاہے تو اسے رست اور بہادری کے ایسے باب رقم کریں گے جو صدیوں تک نہ جانے کی اجازت ہوگی۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ ایشال رہیں گے۔ عمران خود بھی بیذباتی ہو رہا تھا۔ اسی لمحے ایک زیرو نے میز کے کنارے گئے ہوئے مختلف بیڑا۔ سر اسکیا عمران اس مہم میں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوگا؛

دہلے تو سامنے دیوار پر مشینگ بال کے اندر کی تصویر ابھرتی۔ اوہانے جھکتے ہوئے پوچھا۔ وہ نہ صرف شامل ہوگا۔ بلکہ وہ اس مہم کا لیڈر ہوگا۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران واضح طور پر نظر آ رہے تھے ایک کی بات کا واضح رد عمل ان سب کے چہروں پر نمایاں تھا اور اب ایک لمحے کے لئے بھی یہ برداشت نہ کروں گا کہ کوئی ممبر اس کے چہرے جذبات سے سرنج پڑے ہوئے تھے۔

نمبر! موت تو بہر حال ایک دن آتی ہے۔ اس لئے ہم

کی تعمیل میں تذبذب ظاہر کرے۔ میں خود اس مہم میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ لیکن صرف نگرانی کی حد تک۔ آپ لوگوں کی ہر حرکت۔ آپ کے لبوں سے نکلنے والا ہر لفظ۔ اور آپ کے قدموں سے اٹھنے والی ہر چاب مجھ تک برابر پہنچتی رہے گی۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

سرا۔ آپ نے فکر نہیں۔ اسانہیں ہوگا۔ جولانے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ شاید عمران کے ساتھ جانے کا شش کر اسے دلی اطمینان ہوا تھا۔

ٹھیک ہے۔ اب آپ جا کر اس مہم پر جانے کی تیاری شروع کریں۔ کسی بھی لمحے آپ کو کال کیا جاسکتا ہے۔ عمران نے کہا اور بائیک آف کر دیا۔

آج تو اکیٹو بھی جذباتی ہو گیا ہے۔ ورنہ آج تک تو ہر موقع پر میز کو اس کی سرد مہر ہی کا ہی ٹکڑا رہا ہے۔ بلیک زیار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کم از کم میز کو یہ تو بہتہ چل جائے گا کہ اکیٹو انسان ہے۔ ورنہ میرا خیال ہے کہ اب تو انہوں نے اسے کوئی رولٹ یا کمپیوٹر ٹائپ مشین سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیار کو ہنس پڑا۔

کنرل مارگن کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دار الحکومت کے جنوبی حصے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ صدر مملکت کی سیکورٹی سٹنگ کے بعد وہ لے حد فعال ہو گیا تھا۔ صدر نے اسے تمام پیش قدمیوں کا سربراہ منتخب کر کے جو اعزاز دیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو ایسے اعزاز کا مستحق قرار دے رہا ہے۔ اس کے ریڈ آرمی میں آنے سے پہلے ریڈ آرمی مختصراً افراد پر مشتمل تھی۔ لیکن اس نے ریڈ آرمی کا سربراہ بننے ہی اسے ایک بڑی اور جامع تنظیم بنا دیا تھا۔ البتہ ایکشن گروپ میں اس نے خصوصی طور پر چین کر میں اضافہ دیکھے تھے۔ جو اس کے خیال کے مطابق چین میں مابہر اور کیا تھے۔ ایکشن گروپ کا ایڈریج ذرا کم کار میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھیل سیٹ پر ایکشن گروپ کے ہی دو افراد مابہر اور ٹوٹی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ دونوں

”وہ عرب کون تھے۔۔۔؟ کیا تم انہیں جانتے ہو؟۔۔۔؟ کرنل مارگن نے چونکتے ہوئے پوچھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھرا آئی۔
 ”ان میں سے ایک آدمی کو میں اچھی طرح جانتا ہوں جناب!۔۔۔
 اس کا نام سالم بن عتبہ ہے۔۔۔ وہ منشیات کی سنگٹاک سے وابستہ ہے۔۔۔ بات چیت بھی میری اسی ہوتی تھی۔۔۔ باقی اجنبی تھے،
 اور وہ خاموش رہے۔۔۔ سالم نے ان کا تعارف نہیں کرایا۔ اور میں
 نئے پوچھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔۔۔ یعقوب کا ڈبئی نے
 تھک دیتے ہوئے کہا۔۔۔

مٹھوں۔۔۔ سالم بن عتبہ کہاں ملے گا۔۔۔؟ کرنل مارگن نے انتہائی نرم
 طرح شفاف اور یقین ہو گیا تھا کہ یعقوب کا ڈبئی واقعی یہودی
 کی جھلکیاں تھیں۔۔۔

یہ یعقوب کا ڈبئی ہے باس!۔۔۔ یہ رہا کہاں ہوگا۔۔۔ البتہ
 کرنل مارگن سے سرکوشی کرتے ہوئے کہا اور کمرہ تصدیر میں ایک
 میں سر ہلادیا۔

”جانتے ہو مجھے۔۔۔؟ کرنل مارگن نے کاؤنٹر پر ہاتھ رکھ کر
 ترے منہ اور خیرے انداز میں یعقوب کا ڈبئی کی آنکھوں میں آنکھیں
 ڈالتے ہوئے کہا۔

آپ کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے۔۔۔ اتنی تو مجھے اطلاع ملی
 ہے۔۔۔ البتہ آپ سے براہ راست تعارف نہیں ہے۔۔۔ میرا نام
 یعقوب کا ڈبئی ہے اور میں اس بارہ کا مالک ہوں۔ البتہ فرانک صاحب
 سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔۔۔ یعقوب کا ڈبئی نے بڑے
 مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اگرچہ یہودی تھے اور وہاں کے معروف غنڈے تھے کہ کرنل مارگن نے
 انہیں اس تنظیم میں لیا تھا۔ کرنل مارگن نے ریڈ آرمی کے ذریعے
 ایسے کارنامے سرانجام دیتے تھے کہ جی۔ بی۔ نیو جس کا پہلے اسرائیل
 میں سکھایا جاتا تھا اس سے پیچھے رہ گئی تھی اور شاید اسی شہرت کی
 بنا پر ہی صدر نے اسے سپیشل فورسز کا سربراہ مقرر کر دیا تھا۔

اس کے آدمیوں نے دن رات تک دودھ کر کے اچھی تھوڑی ڈیر
 پیلا۔ اسے اطلاع دی تھی کہ جنوبی ساحل پر گولڈن بارہ کا مالک یعقوب
 کا ڈبئی فلسطینی گوریلوں کے اس گروپ سے جس نے وزیر عظم پر حملہ
 کیا تھا، یا تو براہ راست متعلق ہے یا کم از کم ان کے متعلق جانتا ضرور ہے
 کیونکہ یعقوب کا ڈبئی تھا تو یہودی، لیکن تسلط عرب ہے، اس لئے
 اس پر اعتماد نہ کیا جاسکتا تھا اور گذشتہ تہ روز کچھ پراسرار عرب اس
 کے دفتر میں آتے جاتے دیکھتے تھے جن کا تعاقب کیا گیا تو وہ نامعلوم
 طریقے سے غائب ہو گئے۔

کرنل مارگن کو جیسے ہی اطلاع ملی، اس نے فوری یعقوب کا ڈبئی
 کی چھان بھٹک کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ وقت ضائع
 کرنے کا بالکل قائل نہ تھا۔

باس!۔۔۔ یعقوب کا ڈبئی بے حد عیار اور چالاک آدمی ہے۔
 اور جنوبی ساحل کا چھٹا ہوا غنڈہ ہے۔ اسے ساؤتھ گنگ بھی
 کہا جاتا ہے۔۔۔ فرانک نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے بڑا غنڈہ اچھی تک کسی ماں نے پیدا نہیں کیا فرانک!
 تم دیکھا کہ میرے سامنے خوف کے مارے اس کے دانت کیسے بجتے

کارٹر فیکٹ بھی۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے آدمی تمہاری مسل
 نگرانی بھی کرتے رہیں گے۔ اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ اگر
 ہمیں ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو پھر تمہاری بوتلیاں کتے لوجے پھریں
 گے۔ کرنل مارگن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے
 واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی دروازے کی
 طرف مڑ گئے اور یعقوب کانڈی کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل
 گئی، وہ تیزی سے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان کی طرف مڑا۔
 "بالم۔ ریڈ لائٹس آن کر دینا۔ شاید مال براہ راست آجائے
 تو نگرانی کی زد میں نہیں آنا چاہیے۔" یعقوب کانڈی نے
 سخت لہجے میں کہا اور پھر بالم کے سر ہلاتے ہی وہ اپنے دفتری
 طرف مڑ گیا۔
 ادھر کرنل مارگن کی کار انتہائی تیز رفتاری سے قصبہ جیرم کی طرف
 بڑھی جا رہی تھی۔ یہ قصبہ دارالحکومت کے شمال میں بیس کلومیٹر کے
 فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔
 "ہاں۔۔۔ جس آسانی سے یعقوب کانڈی نے جوابات دیتے
 ہیں۔ مجھے یہ سارا معاملہ مشکوک لگتا ہے۔" ساتھ والی
 سیٹ پر بیٹھے ہوئے فرانک نے کرنل مارگن سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "مشکوک لگتا ہے کیا مطلب؟" وضاحت سے بات
 کر دے۔ کرنل مارگن نے چونکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
 "جناب!۔۔۔ یعقوب کانڈی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ لوظرف
 سے بھی زیادہ عیار آدمی ہے۔ اس لئے اس نے جس سیدھے

ظریقے سے سب کچھ بنا دیا ہے۔ مجھے اس بات پر شک ہے
 میجر فرانک نے کہا۔
 "ایسی بات نہیں۔ میرا تعارف اُسے سیدھا کرنے کے لئے
 کافی تھا۔" کرنل مارگن نے کہا اور میجر فرانک ہونٹ چھینچ کر
 خاموش ہو رہا۔
 تھوڑی دیر بعد کار قصبہ جیرم میں داخل ہوئی اور چند ہی لمحوں
 بعد وہ چلتے خانے کے سامنے رگ چکی تھی۔
 "ٹوٹی!۔۔۔ جاؤ اور سالم کو بلا لاؤ۔" کرنل مارگن نے پیچھے
 بیٹھ ہوئے ٹوٹی سے کہا اور ٹوٹی سر ہلانا ہوا کار سے نیچے اتر آ
 اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلے خانے کی طرف بڑھ گیا۔
 تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے ساتھ ایک ڈبلا پتلا
 عرب بھی تھا۔ عرب کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا
 جیسے وہ مذبح خانے کی طرف جا رہا ہو۔
 "تمہارا نام سالم بن عقبہ ہے۔" کرنل مارگن نے اس عرب
 کے قریب آتے ہی کرخت لہجے میں کہا۔
 "ہاں جناب!۔۔۔ میں خادم ہوں۔" سالم بن عقبہ نے
 سہجے ہوتے لہجے میں جواب دیا۔
 "تم یعقوب کانڈی کے پاس گئے تھے، کسی پاکستانی کی
 آمد کا پتہ کرنے۔" کرنل مارگن نے کرخت لہجے میں پوچھا۔
 "پاکستانی کا پتہ کرنے نہیں جناب!۔۔۔ میں یعقوب کانڈی
 کے پاس دو روز ہوئے گیا ضرور تھا۔ لیکن اس نے خود مجھے

لئے اسرائیل میں داخل ہوتے ہوں گے تو یعقوب کانڈی کو ضرور علم ہوگا۔ لیکن یعقوب کانڈی نے بتایا کہ اُسے کسی پاکستانی کی آمد کے بارے میں علم نہیں ہے جس پر ہم واپس چلے گئے۔" سالم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

وہ لوگ کون تھے؟ — ہ کرنل مارگن نے پوچھا۔

"وہ چیف سے آتے تھے کہتے تھے کہ ہم چیف کے طلحہ کے آدمی ہیں۔" سالم نے جواب دیا۔

"چیف کا طلحہ وہ کون ہے؟ — ہ کرنل مارگن نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں بتاؤں جناب! — طلحہ نشیات کا مشہور منگھر ہے۔ لیکن آج تک وہ کسی کے سامنے نہیں آیا۔ صرف اس کا نام ہی سننے میں آتا ہے۔ اس کے آدمیوں کا بھی کسی کو علم نہیں۔" یعقوب کانڈی نے کہا۔

"یہ درست کہہ رہے جناب! — طلحہ شیطان کی طرح مشہور ہونے کے باوجود آج تک کسی کے سامنے نہیں آیا۔" میجر فرانک نے یعقوب کانڈی کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ان لوگوں کو دوبارہ دیکھو تو انہیں پہچان لو گے؟" کرنل مارگن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل جناب! — فوراً پہچان جاؤں گا۔" سالم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب! — یہ اچھا آدمی ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو یہ ہمیشہ

آپ کی خدمت کرتا رہے گا۔" یعقوب کانڈی نے سالم کی سفارش کرتے ہوئے کہا۔

کیا خیال ہے میجر فرانک؟ — ہ کرنل مارگن نے میجر فرانک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جیسے آپ کا حکم ہو جناب۔ میجر فرانک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا سنو سالم! — تم نے طلحہ کے آدمیوں کو ڈھونڈ کر ان کے متعلق ہمیں اطلاع دینی ہے۔ اور یعقوب کانڈی! تمہیں جیسے ہی کسی پاکستانی کی اسرائیل میں آمد کا پتہ چلے — تم نے فوراً ہمیں مطلع کرنا ہے۔ تم دونوں کو عالم ہی دیا جائے گا اور سرٹیفکیٹ بھی" — کرنل مارگن نے کہا۔

ہم ہمیشہ آپ کے خدمت گار رہیں گے جناب! — ہمارا تو مزاجیسا اسرائیل سے ہے۔ یعقوب کانڈی اور سالم نے کہا۔

انہیں ہیڈ کوارٹر سے باہر بھجوا دو۔ اور تم میرے دفتر آؤ۔" — کرنل مارگن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے میجر فرانک سے کہا اور خود وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بیٹھے تھے۔

پچھلی جیب کو توڑ چلا رہا تھا اس کے ساتھ جو لیا بیٹھی ہوئی تھی وہ پچھلی سیٹوں پر صفدر، گیسٹن ٹیکل اور خاور بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اس بار ٹائیگر کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا۔ چونکہ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اب ٹائیگر سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے اس لئے ٹائیگر اب ان کے لئے اجنبی نہ تھا۔

عمران ٹیم کو لے کر پہلے ایک خصوصی طیارے کے ذریعے نصر پور چلا گیا اور پھر وہاں سے اس نے مخصوص آدمیوں کے ذریعے ایک بڑا ٹرانسپورٹ جہلی کا پٹر کر ایہ پر لیا اور انہی آدمیوں کے ذریعے یہ خصوصی جہیں حاصل کر کے ان پر اس ادارے کا نام لکھانے کے ساتھ ساتھ، اس نے اس ادارے سے متعلق جعلی کاغذات بھی تیار کرائے۔ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد سے متعلق اسرائیلیوں کو یقیناً علم ہو گیا ہوگا اور ان کی خصوصی فورسز کو بھی کتوں کی طرح اسرائیل کی سرحدوں پر پھیل کر ان کی ٹوسونگھ سے ہوں گے۔ اس لئے اس بار اس نے اسرائیل میں داخل ہونے

کا بالکل نیا ہی پروگرام مرتب کیا تھا۔ اسے چونکہ یہ علم تھا کہ اسرائیل نے عراقی سینا میں جگہ جگہ خفیہ اطلاع کی جو کیاں قائم کی ہوئی ہیں اس لئے وہ ان جہیوں کو ٹرانسپورٹ جہلی کا پٹر میں لا کر آدھے سے زیادہ صحرا کر اس کر کے اس مقام پر اترا جہاں سے اس کے خیال نے مطابق اسرائیلی چوکیوں کو ڈور ہونا چاہیے۔ چونکہ جنگی مشقوں کی وجہ سے اکثر جہلی کا پٹر صحرا میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے

خاک کی دوڑتی جہیں جن کے ماتر خصوصی طور پر ریت پر چلنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ دوڑ دوڑ تک پیلیے ہوئے صحرا میں خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھیں یہ دنیا کا مشہور صحرا سینا تھا۔ بڑھاپے کی طرح چمکتی ہوئی ریت اور ریت کے ٹیلے؟ ٹیلے نظر آ رہے تھے۔

جہیوں میں اس وقت سیکرٹ سروس کے ارکان موجود تھے جنہوں نے ایک زمین میک اپ کر رکھا تھا۔ جہیوں پر ایسے ادارے کا نام درج تھا جو صحرائیں مکڑیوں کے انڈے اور بچے ملت کرنے کا کام کرتا تھا۔ یہ ادارہ ورلڈ بینک کے تحت تھا۔ لیکن اس کی تمام انتظامی ذمہ داری حکومت ایگرمیا کے سپرد تھی۔

پہلی جیب میں ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا جب اس کے ساتھ عمران تھا۔ پچھلی سیٹوں پر چوہان، صدیقی اور نعمانی

اُسے یقین تھا کہ اس ہیلی کاپٹر کی زیادہ پرواہ نہ کی جائے گی۔ لیکن ساتھ ہی اس نے اپنے گھنٹوں پر ایک نقشہ پھیلا یا ہوا تھا جس کی اس کے باوجود وہ سب ہر قسم کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے مدد سے وہ ٹائیگر کو راستے کے متعلق ہدایات دے رہا تھا۔ جیپوں پوری طرح تیار تھے۔ ان کی بلگوں میں خصوصی قسم کی مشین گنیں لگی تھیں۔ اسٹیٹس کے نیچے خفیہ باکسز میں عمران نے انتہائی خطرناک قسم ہوائی ہتھیار جو حجم میں چھوٹی اور وزن میں ہلکی ہونے کے باوجود ماسک ٹھسایا ہوا تھا۔ اس اسٹیک کو ایسے محلول لگے کاغذوں میں لپیٹا گیا تھا جو کہ ہر قسم کی چپکنگ ریز کو روک دیتے تھے۔ اس لئے اُسے کارکردگی میں کسی طرح کم نہ تھیں۔

عمران نے پورا نقشہ اپنے ذہن میں آمار لیا تھا جہاں سے اُسے یقین تھا کہ ٹائیگر یا کسی اور مشین کے ذریعے اس اسٹیک کو چپک اسرائیل میں داخل ہونا تھا۔ اُسے لٹنے والی اطلاعات کے مطابق لپٹا جا سکے گا۔

تقریباً دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد ان کی جیپیں جسے ہی اہل ٹیلے کے گرد گھومتی ہوئی آگے بڑھیں کیلچت چند سڑجنگ کی بڑی بڑی جیپوں نے ٹیلوں کے پیچھے سے نکل کر ان کے گرد گھیر ڈال لیا۔ یہ کھلی جیپیں تھیں اور دوسرے لمحے ان میں سے مسیح اسرائیلی فوجی بائرنکلے اور جیپوں کے گرد پھیل گئے۔ عمران نے بین دبا کر جیب کے ٹیشے نیچے کر لئے اور شیشے نیچے کرتے ہی انتہائی گرم ٹوکے تھپیڑوں نے ان کے چہرے کیلچت سڑجنگ کر دیئے۔

سورج اب پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اس لئے صحرا کی ریت میں سے گرم ہوا کے پھبکے سے اٹھ رہے تھے۔ لیکن ایگزٹیشنڈ جیپوں کا اندرونی ماحول بے حد خوشگوار تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے بند شیشوں میں سے باہر صحرا کا نظارہ کر رہے تھے۔

انہیں جیپوں میں سفر کرتے ہوئے چار گھنٹے گزر چکے تھے۔ ٹائیگر عمران کی ہدایات کے مطابق جیب چلا رہا تھا اور توہر صرف عمران والی جیب کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ عمران کے اٹھ میں تطلب نما تھا۔ اور

لبجے میں کہا اور عمران برا سامنہ بنا تا ہوا چیپ سے باہر آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی دونوں جیپوں میں موجود اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔

میں حکومت اسرائیل سے بھرپور احتجاج کروں گا۔ تم لوگ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

زیادہ باتیں مت کرو۔ ادھر جیپوں میں بیٹھو۔ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر سٹیٹن گنوں کے محاصرے میں انہیں سُرخ جیپوں میں بٹھا دیا گیا۔ اور اس کے بعد سُرخ جیپوں کا یہ قافلہ تیزی سے ریگستان میں دوڑا گیا۔

عمران حیران تھا کہ آخر انہیں اس طرح کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ اسے کم از کم اس بات کا تو یقین تھا کہ ان کا راز فاش نہیں ہو سکتا۔ پھر آخر بات کیا ہو گئی ہے۔

جیپوں میں سٹیٹن گنوں سے مسلح فوجی بٹھے چونکے انداز میں بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ مجرموں کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہوں۔

یہ تم لوگ ہمیں کہاں لے جا رہے ہو۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ عمران نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

خاموش رہو۔ ابھی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور عمران سر ہلکا کر خاموش ہو گیا۔

جیپیں خاموشی تیز رفتاری سے دوڑتی رہیں اور تھوڑی دیر بعد

جیپیں اسرائیلی سرحدی چوکی کے گیٹ پر پہنچ گئیں۔ فوجی دستے کے انچارج نے نیچے اتر کر چوکی کے انچارج سے کچھ بات چیت کی اور سرحدی چوکی کا گیٹ کھول دیا گیا۔ دوسرے لمحے جیپیں گیٹ کو اس کرتی ہوئی اسرائیلی علاقے میں داخل ہو گئیں۔ دوسری طرف بھی اسی طرح کا ریگستان تھا۔

عمران نے اسرائیلی سرحد میں داخل ہوتے ہی اطمینان کا سانس لیا۔ ان کے ساتھ تو جو ہونا تھا ہونا رہے گا۔ کم از کم وہ زندہ سلامت اسرائیلی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔ اور اُسے یقین تھا کہ ان کی جیپیں بھی اس قافلے کے ساتھ ہی لائی جا رہی ہوں گی۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جیپیں ایک خاکی رنگ کی وسیع عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئیں۔ یہ عمارت سیرک نامی تھی اور پوری عمارت کے گرد اونچی اور بچی دیواریں تھیں تاکہ ریت کو اندر آنے سے روکا جاسکے۔ دیواروں کے اوپر خار دار تاروں کو اس انداز میں نصب کیا گیا تھا کہ نہ ہی کوئی اندر سے باہر جاسکے اور نہ باہر سے کوئی اندر آسکے۔

عمارت کا صدر دروازہ فولاد کا بنا ہوا تھا اور وہاں مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ گیٹ کے اندر دونوں اطراف میں تیز رفتار جیپیں کھڑی تھیں۔ ایک سائڈ پر دو جنگی ہیلی کاپٹر بھی موجود تھے۔ یہ اسرائیلیوں کا سرحدی فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ برآمدے کے ساتھ جیپوں کو روک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے اتارا گیا۔ نیچے اتر کر عمران نے دیکھا کہ ان کی جیپیں بھی اب گیٹ کے اندر

اس آفیسر کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ ایک برآمدے سے گذر کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک بڑی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا تھا جو رینک کے مطابق کرنل تھا۔ اس نے پوری دردی پہن رکھی تھی۔

”سر!۔۔۔ یہ گروپ انچارج میں ہنری آسکر“۔۔۔ عمران کے ساتھ آنے والے آفیسر نے کرنل سے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ خوش آمدید سر ہنری“۔۔۔ میرا نام کرنل تنگڑ ہے اور میں اس ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں۔ تشریف رکھیے“۔ کرنل نے مسکراتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران میز کے سامنے کبھی ہونی کر رہی پر بیٹھ گیا۔

”اگر آپ کے نزدیک مجھے مجموعوں کی طرح پکڑ کر لے کر کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ تو پھر ناخوش آمدید کیا ہوتا ہوگا“۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ انداز میں کہا۔

”اوہ ویری سو ری!۔۔۔ آپ کو تکلیف ہوئی۔۔۔ دراصل صورتحال یہ ہے کہ ہمیں سرکاری طور پر یہ ہدایات ملی ہیں کہ پالیٹیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ اسرائیل میں داخل ہونے والا ہے۔ اور ہدایات کے مطابق یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اور ہر روپ اختیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم بے حد محتاط ہیں اور اسی وجہ سے آپ کو اس طرح یہاں آنا پڑا“۔۔۔ کرنل نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے ہمیں یہاں لے آنے کی کیا ضرورت تھی۔

داخل ہو رہی تھیں۔ مختلف برآمدوں سے گذار کر انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا گیا جہاں لوہے کی ایسی کرسیاں موجود تھیں جن کے پائے فرش میں دھنسے ہوئے تھے۔ انہیں ان کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا اور کمرے میں دس کے قریب مسلح فوجی پھیل گئے۔

عمران اور اس کے تمام ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے صورتحال اتنی غیر متوقع تھی کہ انہیں اس کا کوئی جواز سمجھ میں نہ آ سکا تھا۔ اگر ان کی اصلیت معلوم ہو چکی تھی تو پھر اسرائیلی فوجی انہیں ٹھکانے لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کرتے۔ لیکن وہ نہ صرف زندہ تھے بلکہ کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسری طرف یہ بات بھی ذہن میں آ رہی تھی کہ اگر ان کی اصلیت معلوم نہیں ہوئی تو پھر ان کے ساتھ ایسا سوک کیوں ہو رہا ہے۔

”آپ کا آفیسر انچارج کون ہے۔۔۔؟“ اچانک کمرے میں ایک لمبے قد کے فوجی آفیسر نے داخل ہوتے ہوئے گزرت بلجے میں پوچھا۔

”میں ہنری آسکر“۔۔۔ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ میرے ساتھ آئیے!۔۔۔ کمانڈر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے کاغذات بھی ساتھ لے لیجیے۔“ فوجی آفیسر نے اس بار قدرے نرم بلجے میں کہا۔

”میرے پاس میں۔۔۔ عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور

ہمیں ٹرانسمٹ کر دو۔ کرنل نے کہا اور میجر رمنیہ سیلوٹ ماہر
دلپس مشگیا۔

ٹیلی ویو پر فلموں کی ٹرانسمٹ کا سسٹن کر عمران بری طرح چونک
پڑا۔ اب وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ چونکہ کاغذات بہر حال
یعنی تھے اس لئے ظاہر ہے کہ میجر کوارٹر سے یہی جواب ملنا تھا
کہ کاغذات جعلی ہیں۔ چنانچہ عمران کے اعصاب تن گئے اس نے
فوری طور پر ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

کرنل! کیا آپ ایک مہربانی کریں گے۔ میرے ساتھ چل
زمین کے ساتھیوں کو تسلی دے دیں۔ وہ بے حد کھلے ہوئے
ہیں۔ وہ انتہائی شریف لوگ ہیں۔ پڑھے لکھے شریف۔ زندگی
میں پہلے کبھی ان کے ساتھ ایسا واقعہ نہیں پیش آیا۔ اور
تو سبھی ایک مختصر مگر ریٹ بھی ہیں، وہ تو خوف اور پریشانی سے
دنے کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

اوه اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ وری سواری
میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہ تھا۔ بس ہدایات ہی کچھ ایسی
ہیں۔ ٹھیک ہے۔ آئیے میں بات کرتا ہوں۔ سیدھے
موسے فوجی کرنل نے بڑے شریفانہ انداز میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
ب اے یہ تو معلوم نہ تھا کہ اس کا واسطہ واقعی پاکتیا سیکرٹ سروس
سے پڑ چکا ہے۔

برآمدے میں سے گذر کر عمران اور کرنل دونوں اس بڑے کمرے
میں داخل ہوئے جہاں عمران کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پریشانی

آپ کے آدمی ہمارے کاغذات چیک کر سکتے تھے۔ گاڑیاں
چیک ہو سکتی تھیں۔ عمران نے اسی طرح خاموش لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

سواری! میں نے بتایا ہے کہ ہدایات بے حد سخت ہیں۔
ہمیں مکمل چیکنگ کرنی ہوگی۔ آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں
کے کاغذات میجر رمنیہ کے حوالے کر دیں۔ یہ دار الحکومت سے
رابطہ قائم کر کے آپ کے کاغذات چیک کریں گے۔ اگر آپ
کے کاغذات درست ثابت ہوئے تو پھر آپ کو عزت و احترام سے
والیں پہنچا دیا جائے گا۔ کرنل نیچرو نے اس بار سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

لیکن کیسے چیک ہوں گے۔ کاغذات فون پر تو چیک ہونے
سے رہے۔ آپ کسی آدمی کو کاغذات دے کر ہمارے سینیڈ کوارٹر
بھیجیں۔ عمران نے کہا۔

آنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ بہر حال ہم اپنی تسلی کرنا
چاہتے ہیں۔ آپ کاغذات دے دیں۔ کرنل نے کہا اور
عمران نے جیب سے کاغذات نکالے اور ساتھ کھڑے ہوئے میجر
رمنیہ کے حوالے کر دیتے۔

میجر رمنیہ! ان کی گاڑیاں چیک کر لی ہیں۔ ہ کرنل
نے پوچھا۔

لیس سر۔ وہ اوکے ہیں۔ میجر رمنیہ نے جواب دیا۔
اوکے! جا کر کاغذات چیک کراؤ۔ ٹیلی ویز پر ان کی

میں پہنچے۔

”اپنی جیبوں کی طرف پوزیشن لے کر“۔ عمران نے ایک ستون کی آڑ لیتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ماتحتی تیزی سے اُدھر اُدھر بکھر گئے۔ جیپیں ان کے دائیں ہاتھ پر کافی فاصلے پر موجود تھیں۔

اسی لمحے ان جیبوں کی طرف سے کئی فوجی دوڑ کر اُدھر آنے لگے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا اور پھر ملٹی میڈیوٹر سٹین گنوں کی بے تمنا فائرنگ سے گونج اٹھا۔ وہ سب فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے جیبوں کی طرف بڑھتے تھے کہ سب کو لارٹر کے دونوں اطراف اور دوسری سیرکوں سے فوجی ٹیکل مکمل رادھرٹھن لگے اب عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے لپٹیں ملائیں اور پھر وہ اسی انداز میں دونوں اطراف پر بے تمنا فائرنگ کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر میں اپنی جیبوں تک پہنچ گئے۔ اب فوجیوں کی طرف سے بھی پوزیشن لے کر فائرنگ ہو رہی تھی۔

صفدر!۔ جیپ سے ہم گن نکالو۔ جلدی“۔ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر اچھل کر ایک جیپ میں گھس گیا اور چند ہی لمحوں بعد ہم گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکا تھی۔

”جلدی جیبوں میں چڑھو۔ جلدی کرو“۔ عمران نے دوبارہ چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائرنگ کرنے والے فوجیوں پر پھوٹے لیکن طاقت ور ہمارے کرنے شروع کر دیئے۔ اب

واقعی ان کے چہروں سے نمایاں تھی۔

کرنل!۔ آپ تو اس قدر مہربان ہیں۔ لیکن آپ کے یہ فوجی تو یوں سٹیٹ گنیں اٹھانے کھڑے ہیں جیسے ہم کوئی بین الاقوامی مجرم ہوں اور وہ کسی بھی لمحے ہمیں گولی مار دینا چاہتے ہوں۔ عزرا نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کے قریب کھڑے ایک فوجی کی طرف بڑھ گیا۔

”دیکھیے!۔ ذرا ان صاحب کو دیکھئے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل یا وہ فوجی سنبھلتا، عمران نے ایک جھٹکے سے سٹین گن اس کے ہاتھوں سے چھینی اور دوسرے لمحے مکہ سٹین گن کی ریٹ ٹیٹ اور فوجیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ایک ہی کھومتے ہوئے برسٹ سے کرنل ٹنکر وسمیٹ کمرہ میں موجود تمام فوجی فرسٹ پر گر چکے تھے۔

”اٹھاؤ ان کی سٹین گنیں۔ اٹھاؤ جلدی“۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ماتحتی سبکی کی سی تیزی سے حرکت میں آگئے اور دوسرے لمحے فوجیوں کی سٹیٹ گنیں ان کے ہاتھوں میں گھٹیں۔

عمران سٹین گن اٹھانے تیزی سے باہر کی طرف دوڑا۔ اس کے ماتحتی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

ابھی وہ برآمدے تک نہ پہنچے تھے کہ چار فوجی دوڑ کر زامباری لگا رہے۔ وہ شانہ فائرنگ کی آواز سن کر گئے تھے۔ عمران کی سٹین گن نے شیلے اگلے اور وہ چاروں ہی ایک لمحے میں ڈھیر ہو گئے عمران اور اس کے ساتھی ان کی لاشوں کو چھلانگتے ہوئے باہر برآمدے

ہوں نے تو قیامت برپا کر دی اور چند لمحوں میں ہی میدان صاف ہو گیا۔

عمران جھانکتا ہوا واپس چپ میں پہنچا اور پھر اس کی چپ تباہ شدہ گیٹ سے باہر آگئی۔ جہاں پہلی چپ ان کے نشانہ کے لئے موجود تھی۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے دوسری چپ کو پہلی چپ سے آگے کیا اور ایک بار پھر دونوں چپیں ٹیٹان میں دوڑنے لگیں۔ لیکن اب وہ اسرائیل کی حدود کے درمیتھے۔ جہیڈ کوارٹر جو کچھ انتظامی نوعیت کا تھا اور اس کا نند صرف سرحدی چوکیوں پر کنٹرول کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ میڈیکل ڈسٹریکٹ کی زیادہ نفری نہ تھی۔ اور وہ اسے تباہ کر کے آسانی سے آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن عمران جانا مہمت کرنا چاہتے تھے۔ یہ صحیح سالم موجود تھی۔ عمران کے پاس یہ بت نہ تھا کہ وہ پوری عمارت اڑا سکتا۔ اس لئے اس عمارت کے زینلی کمیونیکیشن کے جدید آلات کے ذریعے جہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی چند لمحوں میں پورے اسرائیل میں گھوم جائے گی اور ان کے بعد ہو سکتا ہے کہ اسرائیل کی پوری فوج ہی ان پر چڑھ دیتی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹائیگر کو جیپ کی رفتار انتہائی سن حد تک تیز رکھنے کے لئے کہا۔

عمران صاحب! — اگر ہم پہلی کا پٹر لے اڑتے تو میرے خیال میں خلدی یہ صحرا پار کر جاتے۔ ٹائیگر نے چند لمحوں بعد کہا۔

عمران اچھل کر پھیلی جیپ پر چڑھا اور اس کے ساتھ ہی دونوں چپیں حرکت میں آکر دروازے کی طرف بڑھیں۔ جیپ کے مڑنے پر عمران نے سرنج رنگ کی جیپوں پر ہم فائر کئے اور جیپوں کے پڑنے ہوا میں بکھر گئے۔ ہم گن کے ساتھ پچیس بموں کا میگزین مٹھا۔ اور ابھی کافی میگزین باقی تھا۔

اسی لمحے گیٹ پر سے ان کی جیپوں پر فائرنگ ہوئی اور عمران نے گیٹ پر مسلسل بم برسائے شروع کر دیئے۔ فولادی دروازہ اور اس کی سائیدوں میں موجود ستون بموں سے اڑ کر ڈور جا کر سے اور ان کی اوٹ میں فائرنگ کرنے والوں کی چھینیں بموں کے دھماکوں میں ڈوب گئیں۔ اب دونوں جیپیں گیٹ تک پہنچ چکی تھیں۔ عمران والی جیپ ٹائیگر چلا رہا تھا۔

جیپ روکو! — عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے پوری قوت سے بریک لگائے۔ عمران کے جسم کو جھٹکا لگا۔ لیکن وہ اچھل کر نیچے اترتا اور دوسرے لمحے وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں دو جنگی ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ چونکہ پہلی کا پٹر خالصے فاصلے پر بھٹے تھے اس لئے وہ ہم ریج سے دوڑتے لیکن عمران بے سہاشا بھاگتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ اب دونوں ہیلی کاپٹر ہم ریج کے اندر پہنچ چکے ہیں اس نے فائر کھول دیا۔ غوغاگ دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں

”ابھی ایرنورس کے جنگی جہاز فضا میں پھیل جائیں گے، ایتلا کا ندھے پر لاوا ہوا تھا۔

ہیل کا پٹرے چارہ ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ آسمان پر ایک بار پھر جنگی جہازوں کی چنگھاڑتی ہوئی آوازیں ان جیبوں میں جھانکتی تھیں۔ ”عمران نے غصے سے کہا اور تھکا ہوا اسنے ساتھیوں کو وضاحت کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلایا۔

جیبوں کو پوری رفتار سے صبحا میں دوڑتے ہوئے ابھی ہی دیگر گزری ہوئی کہ آسمان پر چنگھاڑیں سنائی دینے لگیں، عمران نے سر بائیں نکال کر اوپر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے جیبوں کو پوری رفتار سے دوڑتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔

جنگی جہازوں نے نیچے اذھادھندہ ہم برسنے شروع کر دیے۔ لیکن یہ ہم جیبوں سے خاصے فاصلے پر ریت میں نظر آ رہے تھے۔ جلد ہی کرو۔ جیب ٹیلے کی آڑ میں روک دو۔ عمران نے جیبوں سے سر نکال کر اس نے پچھلی جیب میں سے تھوڑا سا پتھر لیا اور اسے پھینک دیا۔

جنگی جہازوں نے نیچے اذھادھندہ ہم برسنے شروع کر دیے۔ لیکن یہ ہم جیبوں سے خاصے فاصلے پر ریت میں نظر آ رہے تھے۔ جلد ہی کرو۔ جیب ٹیلے کی آڑ میں روک دو۔ عمران نے جیبوں سے سر نکال کر اس نے پچھلی جیب میں سے تھوڑا سا پتھر لیا اور اسے پھینک دیا۔

جنگی جہازوں نے نیچے اذھادھندہ ہم برسنے شروع کر دیے۔ لیکن یہ ہم جیبوں سے خاصے فاصلے پر ریت میں نظر آ رہے تھے۔ جلد ہی کرو۔ جیب ٹیلے کی آڑ میں روک دو۔ عمران نے جیبوں سے سر نکال کر اس نے پچھلی جیب میں سے تھوڑا سا پتھر لیا اور اسے پھینک دیا۔

جنگی جہازوں نے نیچے اذھادھندہ ہم برسنے شروع کر دیے۔ لیکن یہ ہم جیبوں سے خاصے فاصلے پر ریت میں نظر آ رہے تھے۔ جلد ہی کرو۔ جیب ٹیلے کی آڑ میں روک دو۔ عمران نے جیبوں سے سر نکال کر اس نے پچھلی جیب میں سے تھوڑا سا پتھر لیا اور اسے پھینک دیا۔

ایک سرحدی قصبہ تھا اور پورا قصبہ عربوں پر مشتمل تھا۔ اور واقعی ایک ٹیلے کی اوٹ سے جیسے ہی وہ نکلے، دوسرے قصبے کی کچی عماریاں انہیں نظر آنے لگ گئیں۔

قصبہ کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔ وہاں البتہ کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ کافی تعداد میں تھے۔ پرانے زمانے میں یہ نخلستان ہوگا جس نے اب قصبے کی شکل اختیار کر لی تھی۔

ان کی چمپیں ابھی قصبے سے خاصی دور تھیں کہ ایک ٹیلے کے پیچھے سے ایک عرب نوجوان دوڑتا ہوا ان کی طرف آنا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں سونے رنگ کا چھوٹا سا جھنڈا تھا اور وہ جھنڈے کو زور زور سے اہرا رہا تھا۔

عمران نے ٹائیگر کو جیپ روکنے کو کہا اور پھر جیپ کے رکنے پر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ دوسرے ٹیلے نوجوان ان کے قریب پہنچ گیا۔ نوجوان کی تیز نظریں عمران کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”حوالہ میں پاس بہت لگتی ہے دوست“ عمران نے مسکراتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمارے پاس پانی موجود ہے۔“ نوجوان نے مختصر سا جواب دیا لیکن لہجہ اجنبی اور سرد تھا۔

”پانی تو ہمارے پاس بھی ہے۔ ہمیں تو آب حیات کی تلاش ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ! آپ سب بخیر تو ہیں۔ ابھی بمباری کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ میرا نام یعقوب ہے۔“ نوجوان نے اس

ہی نقصان ہوا کہ ریت کے بادلوں کی وجہ سے عمران اور اس ساتھ ساتھ ان کی چمپیں بھی یکسر چھپ گئیں اور اس طرح وہ ہرا سے جنگی جہازوں کے پائلٹوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ جنگی جہازوں نے ایک راڈر اور لگایا اور ایک بار پھر اندھا دہ بمباری کی۔ لیکن اس بار یہ بمباری پہلی جگہ سے کافی دور ہوئی اس کے بعد جہازوں کی چنگھاڑتی ہوئی آوازیں کافی دور جا ہوتی معدوم ہو گئیں۔

تصدیقاتی دور بعد جب ریت کے بادل بٹھ گئے اور فضا پاک صاف ہوئی تو عمران آٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کی تقلید میں اٹھے۔ ریت نے ان سب کے چلنے بگاڑ دیتے تھے۔ چلو۔ جلدی سے چمپوں میں بھینٹو۔ اب یقیناً وہ ہمارے لاشوں کی تلاش میں بسلی کا پٹر بھیجیں گے یا چمپیں۔ اور اس سے پہلے پہلے قصبہ طاغہ پہنچنا ہے۔“ عمران نے کہ چند ہی لمحوں بعد ان کی چمپیں ایک بار پھر حرکت میں آچکی تھیں۔ عمران کی نظریں ڈنڈسکریں سے بار بار آسمان کا جائزہ لے رہی تھیں اور ساتھ ساتھ وہ نقشہ دیکھ کر اور قطب نما کی مدد لے لیا ٹیگر کو راستہ بھی بتا جا رہا تھا۔

لیکن تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کے باوجود کوئی پہلو آسمان پر نظر نہ آیا تو عمران نے یہی اندازہ لگایا کہ ان کی تلاش کے لئے کسی اور چوٹی یا ہائیڈروگراف سے چمپیں روانہ کی گئی ہوں۔ نقشے کے مطابق وہ اب قصبہ طاغہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

بار مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں! ہم سب بخیریت ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمیں تلاش کرنے کے لئے اسرائیل کی پوری فوج صحرا کا ایک ایک ذرہ الٹ پلٹ کر دیکھے گی۔ ہم نے ان کا سرحدی ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سرحدی ہیڈ کوارٹر۔ ان دو جیپوں سے"۔ یعقوب کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

صرف حیرت کا اظہار ہی کرتے رہو گے۔ یا پروگرام کے مطابق عملدرآمد بھی ہوگا"۔ اس بار عمران نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

اوہ! ہاں آئیے!۔ جیپیں اوھر مغرب کی طرف لے چلیے"۔ یعقوب نے جلدی سے کہا۔

"میرے ساتھ جیپ میں آ جاؤ"۔ عمران نے کہا اور یعقوب اچھل کر جیپ میں سوار ہو گیا اور پھر اس نے ٹائیگر کو راستہ بتانا شروع کر دیا۔

جیپیں اب قصبے کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتی گئیں۔ قصبے سے فاصلے پر سے ہی وہ صحرا میں آگے بڑھتے گئے۔

کافی دور آنے کے بعد یعقوب نے بائیں طرف مڑنے کے لئے کہا اور پھر ایک ٹیلے کے پاس جا کر اس نے جیپ رکوائی اور اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا ریت کے اونچے اور بڑے ٹیلے کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ریت میں اپنا ہاتھ گھسایا تو ایک زوردار کھٹکے کی آواز

سنائی وہی اور ٹیلے کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا۔ نیچے جا ہوا ہوا چوڑا راستہ صاف نظر آ رہا تھا۔ یعقوب نے ہتھ کے اشارے سے جیپوں کو اندر لے آنے کے لئے کہا اور خود دڑتا ہوا پہلے اندر داخل ہو گیا۔

دونوں جیپیں اس راستے پر چلتی ہوئی نیچے اتر گئیں یہ راستہ نامی گہرائی میں جا کر پھر سیدھا ہو گیا تھا اس کے دونوں اطراف میں موجود دیواریں اور چھت انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی تھیں۔ کچھ دور جا کر راستہ بند ہو گیا۔ اب سامنے ایک دروازہ تھا۔ عمران نے جیپ رکوائی اور نیچے اتر آیا۔ اس کے سامنے یہی نیچے اتر آتے۔

یعقوب دوڑتا ہوا اب قصبے سے ان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ ٹٹاؤں میں راستے کو بند کرنے کے لئے وہیں ٹرک گیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر عرب باہر آ گیا۔ اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی چونکہ ایک دوسرے میں ایک آپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے وہ انہیں پہچان نہ سکتا تھا۔

"آپ کا نام اگر جمال ہے تو پھر میرا نام ع سے شروع ہوتا ہے" عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے ادھیڑ عمر سے کہا۔

ع سے۔ اچھا تو تم عمران ہو۔ ٹھیک ہے یہی نام بتایا گیا تھا۔ میرا نام جمال ہے۔ خوش آمدید۔ ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں عمران سے مصافحہ کیا۔

• تم عمران نہیں محترم:۔ علی عمرانؑ۔۔۔۔۔ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جمال کے حلق سے قبضہ بے اختیار نکل گیا۔

اوہ اچھا اچھا۔۔۔ علی عمران۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ جمال نے سنتے ہوئے کہا۔

آئیے میرے ساتھ۔۔۔ آپ لوگ توریت کے بھوت بنے ہوئے ہیں۔۔۔ جمال نے مسکراتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حیلوں کی طرف اشارہ کیا۔

بھوتوں نے اپنے مسکن پر ہی آنا تھا۔۔۔ چنانچہ آگئے۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور جمال ایک بار پھر قبضہ مار کر ہنس پڑا اور پھر جمال کی رہنمائی میں وہ سب اس دروازے سے گذر کر اندر دلی کمرے میں داخل ہو گئے۔

کرنل ہارگن بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا جی۔ پی۔ نائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ، ملٹری آئنٹی جنس کا سربراہ کرنل کاسٹر کرسوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں سے بھی شدید بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ یہ ان کا مشترکہ آپریشن روم تھا۔ اور جب سے صدر مملکت نے انہیں اکٹھا کام کرنے کا حکم دیا تھا وہ تینوں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود رہتے تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے پورے اسرائیل میں پھیلی ہوئی جی۔ پی۔ نائیو کو پوری طرح الرٹ کر دیا تھا۔ پورے اسرائیل میں سرخروک آدمی کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ جی۔ پی۔ نائیو کے کارکن شکاری کتوں کی طرح ایک ایک آدمی کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ اسرائیل میں موجود چھوٹے بڑے ہر قسم کے ہوائی اڈے۔ بار۔ تہذیب خانے اور جوتے خانوں کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ ہوائی اڈے۔ ایس شاپ۔ ریڈوے اسٹیشن اور

شاہراہوں پر ملٹری اٹیلی جنس کے کارکن پہرہ دے رہے تھے ریڈ آرمی کے وٹمز زیر زمین دنیا کے افزاد کی چکنگ تھی۔ اس طرح انہوں نے اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اسرائیل میں داخلے کو ہر لحاظ سے روکنے کی کوشش کر رکھی تھی کیونکہ ایک برکھ کے سربراہ نے یہ مصدقہ خبر ان تک پہنچا دی تھی کہ کراچی کے سڑکوں پر پاکیشیا کا خفیہ دورہ کیا ہے۔ اس طرح یہ بات اب حکومتی سطح پر طے کر لی گئی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً کراچی کے کچھنے پر پہلے کی طرح اسرائیل میں مجرموں کے طور پر داخل ہوگی اور جہاں تک ان کا اندازہ تھا اس کا مارگٹ لازماً ایچی لیبائٹری اور دفنامعی سٹور نمبروں ہوگا۔

ذریعہ نام آکر ہسپتال میں بہت دور زیر علاج تھے جب کہ صدر مملکت کا کسی بارخون آچکا تھا کہ وہ ہفتوں کے دوران ہر صورت میں فلسطینی گوریلا گروپ کا خاتمہ کیا جائے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہونے سے منع کر دیا جائے۔

میجر فرانک کے ذمے فلسطینی گوریلا گروپ کی تلاش تھی۔ لیکن باوجود شدید کوششوں کے ان میں سے کسی کا اتہ پتہ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ البتہ وہ یعقوب کا ندھی کی فطرت سے ایچی طرح واقف تھا۔ اس کے پاس ایسی اطلاعات موجود تھیں کہ یعقوب کا ندھی دربرہ فلسطینیوں سے ملا ہوا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو یعقوب کا ندھی پر تشدد کر کے بھی اصل بات اگلوا لیتا۔ لیکن اس نے جذباتی اقدام کرنے کی بجائے علم مندی کا مظاہرہ کیا اور یعقوب کا ندھی کی صرف

نگرانی تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا کیونکہ اس کی چھٹی حس کبر رہی تھی کہ اگر پاکیشیا بی اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو وہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی صورت میں یعقوب کا ندھی سے ضرور رابطہ رکھیں گے۔

اس وقت ان تینوں کی شدید بے چینی کی وجہ شمالی سرحدی ہیڈ کوارٹر سے آنے والی ایک جوہکا دینے والی اطلاع تھی کہ کچھ ایکریمن جو کھرا میں ہڈی دلی کے خاتمے کرنے والے اور اسے منسلک نظر آتے تھے دو جیپوں میں صحرائے سینا کی طرف سے شمالی سرحد کے قریب پہنچے تو ہدایات کے مطابق ان کی عمل اور تفصیلی چکنگ کے لئے انہیں سرحدی ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا۔ لیکن وہ لوگ اچانک ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے جیپوں میں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اطلاع کے ملنے ہی کنٹرول کاسٹرنے ایئر فورس کے قریبی اڈے سے جنگی جہازوں کے سکوارڈن کو ان پر بمباری کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہیں واپسی اطلاع مل چکی تھی کہ دو خالی رنگ کی جیپیں حرکت کرتی ہوئی دو کچی گتیں اور ان پر بم برسائے گئے۔ یہ اطلاع ملنے ہی کنٹرول کاسٹرنے دوسرے سرحدی ہیڈ کوارٹر کو ان کی لاشوں کی تلاش کا حکم صادر کر دیا تھا۔ اور اب وہ ان لاشوں کی دستیابی کی رورٹ سننے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔ ان تینوں کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ ایکریمن کے روپ میں یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہوں گے کیونکہ ایکریمن کبھی اس طرح چکنگ کا نام سن کر سرحدی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے نہ بھاگتے۔ انہیں ایسی

پوچھیں کہ یہ لوگ کیا ہیں۔ اور ابھی ابتدا میں ہی آپ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ چند لوگ ہیڈ کوارٹر تباہ کیے کر کے نکل گئے ہیں۔ میں حقیقت پسند ہوں اس لئے آپ کو پیشگی کہہ رہا ہوں۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میرے دل میں اشتیاق کی آگ کا الٹا جھڑک رہا ہے۔ میں نے اس بار فیصد کیا ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا حشر کروں گا کہ ان کی رودیں بھی صدیوں تک اندھیری قبروں میں بلبلائی رہیں گی۔ کرنل ڈیوڈ کا نتیجہ بے حد تلخ ہو گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، مینز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹ سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور کرنل کا سٹر نے جلدی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ مارٹھ یا ڈیوڈ میری میجر نشپور کا لنگ اور ڈیوڈ بن آن ہوتے ہی ایک جھنجھٹی ہوئی آواز سنانی دی۔

ہیں۔ کرنل کا سٹرائڈنگ ٹیو۔ اور۔۔۔ کرنل کا سٹر نے بڑے باوقار اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سر!۔ ہم نے ہیڈ کوارٹر نمبر ایک کے گرد بیس کو میٹر کا ایریا اچھی طرح چھان لیا ہے۔ وہاں نہ جیپیں ہیں۔ نہ ان کا طبرہ اور نہ ہی کوئی ایکریٹین پلاٹے۔ اور نہ ان لوگوں کی لائیں۔ اور۔۔۔ میجر نشپور نے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آئی فورس ہیڈ کوارٹر سے اطلاع دی گئی ہے کہ جیپوں پر بمباری کی گئی ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو

حرکت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور کسی فلسطینی گروپ کو اس طرح اندر داخل ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے آنے جانے کے خصوصی راستے پہلے ہی متعین کر رکھے تھے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آٹھ دس آدمی آخر اتنے بڑے ہیڈ کوارٹر کو کیسے تباہ کر کے نکل گئے۔ اطلاع کے مطابق چھ جیپیں۔ دو ہیلی کاپٹر۔ اور بیس کے قریب نو ہی ملاک ہو گئے ہیں۔ کرنل مارگن نے واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں۔ تو پھر ان کے لئے یہ معمولی بات ہے۔ اور مجھے اب بھی شک ہے کہ آئی فورس ان کا خاتمہ نہ کر سکی ہوگی۔ وہ شیطان ہی نہیں۔ بلکہ شیطانی رُوحیں ہیں۔ جی۔ پی۔ نائیو کے کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ابھی آپیں آخر آپ کیوں کرتے ہیں۔ آپ دنیا کی طاقتور ترین قوم کے فرد ہیں۔ یہ پاکیشیا آخر ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ ہم جب چاہیں پورے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادیں۔ مٹھی مٹھی افراد کی آخر حیثیت کیا ہے۔؟ کرنل مارگن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

کرنل مارگن!۔ آپ نے ریڈ آرمی میں آئے ہیں۔ آپ کا واسطہ ابھی ان لوگوں سے نہیں پڑا۔ کرنل میجر کسی طرح کم نہ تھا۔ لیکن اس کا کیا حشر ہوا۔ میجر ہیرس کی لاش سے

کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اور۔۔۔ کرنل کا مرنے کا حلقہ بل جیتنے ہوئے پوچھا۔

”میں ٹھسک کر رہا ہوں جناب!۔۔۔ میں نے خود سرحدگ پارٹی کی قیادت کی ہے۔ اور۔۔۔ میجر نشپور نے با اعتماد ہتھیے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آخر وہ لوگ کہاں گئے؟ انہیں آسمان گل بگ یا زمین کھا گئی اور۔۔۔؟“ کرنل کا مرنے کا انت ہیٹھے ہونے انتہائی غصے لہجے میں پوچھا۔

”ٹھہرو! میں بات کرتا ہوں۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر سوچ آن کیا۔

”ہیلو!۔۔۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔“ کرنل ڈیوڈ آت جی پی۔ فائیو۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یہیں سر!۔۔۔ میں انڈ کر رہا ہوں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے میجر نشپور نے جواب دیا۔

”میجر نشپور!۔۔۔ یہ بتائیں کہ ہیڈ کوارٹر نمبر ایک کے قریب کوئی قصبہ یا ٹھکان وغیرہ ہے۔ اور۔۔۔؟“ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا

”یہیں سر!۔۔۔ جہاں بمباری ہوتی ہے اس سے ہمیں کلومیٹر شمال میں ایک عرب قصبہ طاغٹہ ہے۔ اس قصبے سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے تک اور کوئی قصبہ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے قصبہ طاغٹہ کی پوری تلاشی لی ہے۔ ہم نے ایک ایک گھر کی تلاشی لی ہے۔ ایک ایک کمرہ دیکھا ہے۔ ہمارے وہاں

مخبر بھی ہیں۔ ہم نے ان کو بھی ٹھولا ہے۔ لیکن وہ سب لوگ بالکل کچھ نہیں جانتے۔ یہ جہیں قصبے میں آتی ہی نہیں اور نہ ان میں سے کسی نے ان جہیوں کو دیکھا ہے۔ اور۔۔۔

میجر نشپور نے جواب دیا۔

”جہیوں کے ٹائزوں کے نشانات وغیرہ ملے ہیں۔ اور۔۔۔؟“ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”نوسرا!۔۔۔ ہوا چلنے کی وجہ سے ریت فوراً برابر ہو جاتی ہے اس لئے نشانات ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور۔۔۔ میجر نشپور نے جواب دیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کرنل ڈیوڈ کے اس سوال پر حیرت ہو رہی ہو۔

میجر نشپور!۔۔۔ اگر اس علاقے سے شہر ان علاقے میں کوئی داخل ہونا چاہے تو اسے کہاں پہنچنا ہوگا۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جناب!۔۔۔ نزدیک ترین شہری علاقہ پاکامہ ہے۔ جو سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک سے اسی کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں سے پڑیہ ترین جی مرفعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد اسرائیل کا مکمل شہری علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور۔۔۔ میجر نشپور نے کرنل ڈیوڈ کو اس طرح بتایا جیسے کرنل ڈیوڈ کبھی اسرائیل میں آیا ہی نہ ہو۔

اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ لازماً پاکامہ پہنچیں گے۔ وہاں پہنچنے بغیر وہ مرفعہ نہیں پہنچ سکتے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا

نزہل ڈیوڈ طفسر یہ انداز میں مسکرایا۔

بالکل جناب! آپ کا خیال درست ہے، اور۔۔۔ میجر نشپور نے کہا۔

تھیک ہے تم ایسا کرو کہ بستی طاغہ سے پاکامہ تک مکمل پکنگ کرو۔ فضائی پکنگ۔ تاکہ اگر وہ لوگ کسی بھی انداز میں پاکامہ کی طرف روانہ ہوں تو انہیں چیک کیا جاسکے۔ آگے ہم خود نبھال لیں گے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

لیس سر! حکم کی تعمیل ہوگی۔ لیکن اگر یہ لوگ کہیں چپکے ہو جائیں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ اطلاع دی جائے یا ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور۔۔۔؟ میجر نشپور نے کہا۔

پہلے ان کا خاتمہ کرو۔ پھر اطلاع دو۔ ان کے خاتمہ پر ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیے۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کزخت لہجے میں کہا۔

لیس سر۔ اور۔۔۔ میجر نشپور نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے "اور اینڈ آل" کہہ کر ٹرانسیر کا میں مین آف کر دیا۔

یہاں تک میلا آئیٹیا ہے۔ یہ لوگ اسی قصد طاغہ کے قریب و حوالہ میں کسی خفیہ اڈے میں چھپے ہوئے ہیں۔ ورنہ اتنے جلد یہ لوگ جیلوں سمیت کبھی کہیں نہیں جاسکتے۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسیر آف کرنے کے بعد باقی مامیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

خفیہ اڈہ! کس کا خفیہ اڈہ۔ کیا پاکیشا کے یہاں خفیہ اڈے ہیں۔؟ کرنل مارگن نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا

لیکن ہمارا کھیل لیا ہونا چاہیے کہ ظاہر پاکیشا کیرٹ سروس کو اس نگرانی کا علم نہ ہو سکے۔ تاکہ وہ موقع کی مناسبت سے اپنی حکمت عملی بننے لگی بجائے مطمئن ہو کر آگے بڑھتے آئیں اور ہم اچانک ان پر چھیٹ پڑیں۔ اس طرح ہم ان کو یقینی طور پر تہس نہس کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

اگر یہ بات ہے تو جیسر اس کے لئے ہمیں آئی ٹاک استعمال کرنا چاہیے جو اس قدر بلندی پر پرواز کرتا ہے کہ انسانی آنکھ اُسے

چیک نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ سوکھو میٹر کے ایریے میں پھیلی ہوئی ریت کے ایک ایک ذرے کو یوں دیکھ سکتی ہے جیسے خوردبین سے دیکھا جا رہا ہو۔ پاکامہ میں اس کا ریونگ مشین بنایا جاتے۔ اور وہ وہیں سے ان پر چیلے کا پروگرام بنایا جاتے۔ کزنل کا ٹرنے کا گاگڈ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ اس طرح یہ لوگ حقیقہ حرموں کی طرح جو سے دان میں بیٹھ جاتیں گے بلکہ ایسی صورت میں تو بہتر ہے سے کہ میجر نشپور کی نگرانی کو بھی ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کے جینی کا پرنٹر کی وجہ سے بھی یہ لوگ باہر نہ نکلیں گے۔ کزنل ڈیو نے سترت بھرے لیجے میں کہا۔

درہمیانی میٹر پر اسرائیل کا تفصیلی نقشہ پیش کیا ہوا تھا اور عمران اس کے ساتھی اس نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ آئندہ کا لائن عمل کرنے کے لئے عمران یہیں سے فیصلے کر لینا چاہتا تھا۔ آئیڈیا نے طاعنہ اڑے کے انچارج جمال سے یہ تفصیلی نقشہ منگوایا تھا۔ ہمارا اسرائیل میں مشن کیا ہوگا۔؟ جو لیانے پوچھا۔

یہ بات یہاں تہنے والی نہیں۔ دیواروں کے بھی کان تھے میں۔ اور ریت کی دیواروں کے تو کوڑوں کاں ہو سکتے تھے۔ اس وقت مسلہ عمارتوں کا یہی صحیح سلامت پہنچنے سے باقی نہیں ہوئی گی۔ عمران نے بے حد یہ بوجھ میں کہا اور جو لیانے اور اس کے ساتھ ساتھ باقی ممبران نے ہر ہلاوئے، وہ سب سچویشن کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔ ہلے عمران کی ایسی احتیاط سے بہر حال وہ اختلاف نہ کر

تھیک ہے۔ مجھے اس تجویز سے اتفاق ہے۔ کزنل کا آپ میجر نشپور کو واپس لینے ہنگو وارٹر۔ جانے کے احکامات جاری ہیں۔ میں ریڈ آرمی کے ایجنٹ کرپ کو پاکامہ پہنچنے کے احکامات دیتا ہوں۔ اور کزنل ڈیوڈ!۔ آپ پاکامہ میں موجود تھی۔ بی۔ فائیو کا چونکا کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ایسی عمارت کا بندوبست کریں جو آئی ہاک کا ریونگ مشین بنانے کے ساتھ آئیشن ہنگو وارٹر بھی قائم کر لیا سکے۔ اس کے بعد کزنل کا آئی ہاک کو وہاں بھیجیں اور تمام انتظامات مکمل ہونے کے بعد ہم سب خصوصی جینی کا پرنٹر کے ذریعے آئیشن ہنگو وارٹر پہنچ جائیں گے۔ ہاک وہاں منتقلہ فیصلے کئے جائیں گے۔ کزنل ڈیوڈ نے تفصیلی پروگرام مرتب کیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا کر اس پروگرام کی منظوری دے دی۔

جو لیا نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ایک راستہ ہے تو سہی۔ لیکن وہ اس قدر لمبا پڑ جائے گا کہ باوجود انتہائی تیز رفتاری کے ہمیں تل ابیب پہنچتے پہنچتے دو ہفتے لگ جائیں گے۔ اور دو ہفتے کا بھی ہمارے پاس وقت ہے۔ میں ان دو ہفتوں کے اندر امرتیل کو کوئی ایسا سبق سکھانا سے کہ وہ مدتوں اس کے زخم پاتا رہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے اس سلسلے میں جمال سے بات کی جائے۔ ہو سکتا ہے ان کے پاس کوئی ایسے ذرائع ہوں۔ یا انہیں ایسے راستوں کا علم ہو کہ ہم گھیرا توڑ کر نکل جائے میں کامیاب ہو جائیں۔" یٹین شکیل نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں ٹھیک ہے۔ ذرا جمال کو بلاؤ۔ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور یٹین شکیل ہنڈ کر کے باہر نکل گیا۔

جمال صاحب اڑ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے ذہنوں کا کہنا ہے کہ وہ ابھی واپس آنے والے ہیں۔ چند منوں بعد ہی یٹین شکیل نے واپس آ کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

" میرا خیال ہے۔ اگر ہم کوئی تیز رفتار ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو زیادہ آسانی سے اس صحرا کو پار کر سکیں گے۔" تنویر نے کہا۔

" ہیلی کاپٹر کہاں سے حاصل کریں۔ اور پھر ہیلی کاپٹر فوراً

سکتے تھے۔

" یہ بات تو طے ہے کہ ہماری تلاش سر طرف جاری ہوگی۔ جب انہیں تباہ شدہ جینسپس اور ہماری لاشوں کے ٹکڑے مبارزہ والے علاقے میں نہیں ملیں گے تو وہ لازماً سمجھ جائیں گے کہ ہم کہاں پناہ لئے ہوئے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

" نہ صرف تلاش جاری ہوگی۔ بلکہ تارے گر و گھیرا بھی آہستہ آہستہ کر دیا گیا ہوگا۔ اور ہماری کامیابی یہ ہے کہ ہم اس گھیرے کو اس طرح توڑ کر نکل جائیں کہ وہ منہ دیکھتے رہ جائیں۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" یہاں سے قریب ترین شہری علاقہ پاکامر ہے۔ اور پاکامر سے بذریعہ ٹرین مراجعہ پہنچا جا سکتا ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد سی ایم تل ابیب پہنچ سکتے ہیں۔ تنویر نے نقشے کی غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس بار ایشیو کی ہدایات جید خدمت تھیں اور تنویر خود بھی اس مشن کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا اس لئے وہ بہر لحاظ سے عمران کے ساتھ تعاون کر رہا تھا۔

" یہی بات لازماً انہوں نے بھی سوچی ہوگی۔ اور انہی جگہ کے گر و گھیرا بھی ڈالا گیا ہوگا۔ لیکن اگر ہم کوئی نیا راستہ ڈھونڈ لیں تو یہ لوگ ان علاقوں کی نگرانی کرتے رہ جائیں گے۔ اور تل ابیب پہنچ جائیں گے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن کہہ رہے۔ اور تو کوئی ایسا راستہ مجھے نظر نہیں آتا۔"

نظروں میں آجاستے گا۔۔۔ صفدر نے کہا۔
ابھی وہ اسی طرح کی مختلف تجویزوں پر گفتگو کر رہی تھی کہ جمال اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
”کیا ہوا۔۔۔؟“ عمران نے اس کا چہرہ دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔

”جناب!۔۔۔ ابھی پاکامہ سے ہمارے آدمی نے ایک خفیہ اطلاع دی ہے کہ پاکامہ میں زبردست نقل و حرکت ہو رہی ہے۔ ریڈ۔ آرمی۔ جی۔ پی۔ نائیو کے ساتھ ساتھ ملٹری مشین گنز کا سرباہ بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔ انہوں نے ایک عمارت کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔ اور سب سے خطرناک اطلاع یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو تلاش کرنے کے لئے آئی ہاک سے مدد لے رہے ہیں۔۔۔“ جمال نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”آئی ہاک سے۔۔۔ وہ کیا چیز ہے۔۔۔؟“ عمران کے ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔ جب کہ عمران ہنست مہینچے خاموش بیٹھا رہا۔ وہ اس جاہل سوسائٹی کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا جسے آئی ہاک کہا جاتا تھا۔ یہ ایک ریگیا کی خصوصی ایجاد تھی اور اس کی منطقی نظروں سے مکھی بھی بچ کر نہ نکل سکتی تھی۔ جب کہ وہ اس قدر بلند ہی پرواز کرتا ہے کہ انسانی آنکھ تو کجا طاقت ور دوربین سے بھی اُسے چیک نہیں کیا جاسکتا۔ جمال آئی ہاک کے بارے میں بھی تفصیل عمران کے ساتھیوں کو بتا رہا تھا۔ آئی ہاک کے بارے میں

تفصیل سن کر سب کے چہرے ٹلک گئے تھے۔
”کیا یہ بات یقینی ہے کہ وہ لوگ آئی ہاک کے ذریعے ہمیں تلاش کریں گے۔۔۔؟“ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں!۔۔۔ جس آدمی نے اطلاع دی ہے وہ جی۔ پی۔ نائیو کا علاقائی انچارج ہے۔ اور ہمارا خاص منجر ہے۔۔۔ جمال نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ پھر ہمارے بچ نکلنے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے۔۔۔؟“ جمال نے آنکھیں جھاڑتے ہوئے پوچھا۔
”آئی ہاک کی جینک ریز ہرل میک آپ کو چیک نہیں کر سکتیں اس لئے ہرل میک آپ کر کے ہم بڑی آسانی سے آئی ہاک کو چکر دے سکتے ہیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہرل میک آپ!۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے جناب۔۔۔؟“ جمال نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ہرل جڑی بوٹیوں کو کہتے ہیں مسٹر جمال!۔۔۔ اور یہ خصوصی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ میک آپ ہوتا ہے۔ میچے پاس اس کی ایک بڑی کٹ موجود ہے۔ تم بس اٹنا کر کہو کہ ہماری قدامت ورجہ ادا ملتے جلتے نقش و نگار کے افراد ڈھونڈو۔۔۔ ہم ان کے میک آپ میں جائیں گے۔ اور جب تک ہم تل ایسپ پہنچنے کی نہیں اطلاع نہ دیں وہ لوگ اس اڈے میں رہیں گے۔“ عمران

نے سجدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ ویری کٹھ! جناب! آپ تو واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ورنہ آئی ہاک کی خبر سن کر میرے تو ہوش اڑ گئے تھے۔ میں ایسے آدمیوں کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ جمال نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوتے مرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسے آدمی ڈھونڈنا جن کے کاغذات اصلی اور مکمل ہوں۔ عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب! ایسا ہی ہوگا۔ جمال نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ہم اب جیلوں میں جائیں گے۔ جو یوانے پوچھا۔
”نہیں! یہ جیلوں تو ان کی نظروں میں ہوں گی۔ جمال کے آدمی جس طرح آتے جاتے ہوں گے۔ اسی طرح جائیں گے تم سب الیا کرو کہ جیلوں سے تمام ضروری سامان اور اسلحہ نکال لو۔ عمران نے کہا اور وہ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

پھر تقریباً دو گھنٹے بعد قصبہ طاغذہ سے دو پرانے ٹرکوں اور ایک پرانی سی جیپ پر مشتمل تانفد یا کامر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ٹرکوں پر چپڑے کے ٹپے بڑے ٹرکوں سے لہے ہوئے تھے۔ قصبہ طاغذہ میں چپڑے کی رنگائی کا کام صدیوں سے ہوتا چلا آ رہا تھا۔ اور قصبہ طاغذہ اسی کام کی وجہ سے دور دور تک مشہور تھا۔

دونوں ٹرکوں کو تنور اور صفدر چلا رہے تھے۔ ان کے ساتھ کیپٹن ٹیکل۔ چوہان۔ صدر لیتی اور لغمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ پرانی

لٹنڈرہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جمال موجود تھا۔ اور اس کے ساتھ ان بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کی پچھلی سیٹ پر جو یوانے اور خاور بیٹھے رہے تھے۔

وہ سب مقامی عربوں کے لباس اور میک اپ میں تھے۔ جو یوانے کی بیٹی ماریہ کے میک اپ میں تھی اور اس نے مقامی لباس پہن رکھا تھا۔ بہر حال میک اپ کی وجہ سے وہ مکمل طور پر عرب لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر اور خاور دونوں جمال کے بیٹے شہاب اور امیر کے میک اپ میں تھے۔ اس طرح جیپ کی پچھلی سیٹ پر اس وقت تینوں بہن بھائی موجود تھے۔

عمران نے بستی طاغذہ کے ایک چمڑہ رنگنے والی چھوٹی سی نیکلری ہاؤس کے مالک عامر کا روپ دھار رکھا تھا۔ جمال اس کا میگزین تھا جب کہ ان میں موجود دوسرے لوگ عامر کے ماتحت تھے۔ یہ سب لوگ بستی طاغذہ میں ہی رہتے تھے۔ اور چونکہ عامر اور جمال اسی طرح اکثر باہر لاد کر پکا ماہ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس لئے انہیں یقین تھا کہ ایک ننگ بھی ہوتی تو وہ بیچ نکلیں گے۔ عمران نے جو مخصوص بہرہ لی بآپ کیا تھا وہ صرف مخصوص جڑی بوٹیوں کے مکلوں سے ہی بن ہو سکتا تھا۔ پانی یا دیگر کمیکنز سے وہ صاف نہ ہو سکتا تھا۔ ان سب کے اس اصلی کاغذات موجود تھے۔ اس لئے وہ سب مطمئن اور زمین سحر میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ پاکمر شہر کی حدوں میں داخل ہو گئے۔ ابھی انہیں چند ہی گھنٹے گزرنے کے ہونے کے باوجود

رہت کے ٹیلوں کے پیچھے سے دس بارہ چیمپیں تیزی سے نکلیں اور انہیں گھیر لیا گیا۔ دوسرے لمحے تقریباً پچاس کے قریب شیپوں سے مسلح افراد نے ان کے ٹرکوں اور جیپ کو گھیرے میں لے لیا۔ کیا بات ہے جناب! کیا جوائے؟ جمال نے؟ جیت بھرے انداز میں ایک آدمی سے پوچھا۔

۱۱۶ کاغذات دکھاؤ۔ اسی انچارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اور عمران کے کہنے پر جمال نے جیپ کے ایک خانے سے سب کاغذات نکال کر اس انچارج کے حوالے کر دیئے۔

چکنگ پارٹی کے ارکان ٹرکوں اور جیپ کی تفصیلی تلاشی لینے لگے۔ انہیں اتنے میں ایک آدمی نے فوری طرح چینیٹے ہوئے کہا اور اور اس کے سارے ساتھی انتہائی تیزی سے باہر آگئے۔ جمال نے انہیں پہلے ہی یہ بات بتا رکھی تھی کہ یہاں عرلوں کو دوسرے درجے شہری سمجھا جاتا ہے اور یہودی اپنے احکامات کی تعمیل میں ذرا غفلت پر بیدار لیٹ گولی چلا دیتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ سب طرح تیزی سے باہر نکل آئے تھے۔ جیسے اگر انہیں ایک لمحے کی دیر ہو گئی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

تم لوگ کہاں سے آ رہے ہو۔ اپنے کاغذات نکالو۔ چکنگ پارٹی والے نے چینیٹے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس چکنگ پارٹی انچارج تھا۔

جناب! ہم طاغیہ سے مال لے کر آ رہے ہیں۔ میرا نام ہے۔ میں نیکیٹری اور ہوں اور یہ میرا منیجر جمال اور یہ اس کی ماریہ اور یہ اس کے بیٹے شہاب اور قاسم ہیں۔ اور بانی میٹ نیکیٹری کے ملازم ہیں جناب۔ عمران نے بڑے موڈو باؤ انداز میں جواب دیتے ہوئے جیپ سے نکلنے والے افراد کا تعارف ہ

کو دلپس دیتے ہوئے اس بار زم لہجے میں کہا۔
 "بہت بہت شکریہ جناب! ہم تو جناب اسرائیل کے
 ہیں۔ جمال نے خوشامدانی لہجے میں کہا اور انچارج نے سر ہلا دیا۔
 وہ سب اپنی اپنی سواروں کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن ابھی
 نے گاڑیوں کو سٹارٹ ہی کیا تھا کہ وہ انچارج بھاگتا ہوا جیپ سے
 پاس آیا۔
 "سنو! تم سے جی۔ پی نائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ملنا چاہتا
 ہے۔ اس لئے تم سب میرے پیچھے آؤ۔" انچارج نے
 کرخت لہجے میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جمال سے مخاطب
 ہو کر کہا۔
 "کرنل ڈیوڈ۔ لیکن جناب! ہم تو عام شہری ہیں
 ہمارا کیا قصور ہے جناب۔ جمال نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
 "سٹ آپ! جیسا کہا جا رہا ہے۔ ویسے ہی کرو۔
 اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو تمہوں سے اڑا
 جائے گا۔" انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جمال
 سر ہلا دیا۔
 چند لمحوں بعد انچارج کی جیپ ان کے آگے آگے چل رہی تھی
 اور سپاہیوں سے مبرری ہوتی دوسری جیپیں ان کے ساتھ ساتھ
 پیچھے چل رہی تھیں۔ اس طرح انہیں باقاعدہ گھیرے میں لے کر پکا
 قبضے کی طرف بڑھایا جا رہا تھا۔
 جمال نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران کے

چہرے پر سکون تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے انہیں
 خاص طور پر منع کر دیا تھا کہ وہ کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ نکالیں جو
 مشکوک ہو سکتا ہو۔ کیونکہ آئی آگ نے ان کی گفتگو بھی ٹیپ کر لینی ہے
 عمران کے چہرے پر سکون دیکھنے کے باوجود جمال کے چہرے میں گونے
 سے پھٹ رہے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اسرائیل کا انتہائی
 وحشی و زندہ ما آدمی ہے۔ وہ عربوں کو بلاوجہ بھی قتل کر کے لطف
 اٹھاتا ہے۔ اس لئے اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پکا مہر کی
 طرف جانے کی بجائے چھانسی گند کی طرف جا رہا ہو۔ لیکن ظاہر ہے
 اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ البتہ اُسے کچھ ڈھارس
 تھی تو پکا مہر میں جی۔ پی۔ نائیو کے مقامی انچارج کیسٹن رابرٹ سے
 تھی جو کہ ان کا خاص آدمی تھا۔ اور جمال نے اُسے سے چلنے سے
 پیسے اپنی روانگی کی اطلاع اُسے دے دی تھی تاکہ اگر ضرورت
 پڑے تو وہ ان کی امداد کر سکے۔

کے قرب و جوار سے پاکا مہر کی طرف بڑھتا دکھائی دیا تو وہ سب
چونک پڑے۔ لیکن آئی ہاک کی رپورٹ کلینر تھی۔ یہ لوگ تقاضی عرب
تھے اور ان کے پاس نہ ہی کوئی اسلحہ تھا اور نہ ہی اس قسم کی
نوٹی دوسری مشکوک چیز۔ ٹرکوں میں رنگے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے
لہے ہوئے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بائیکاٹ سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔
آئی ہاک نے ان میں ایک لڑکی کی بھی نشاندہی کی ہے۔ اور
سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک سے بھی اس قافلے میں ایک لڑکی کی موجودگی
کی رپورٹ ملی تھی۔ کزنل ڈیوڈ نے کہا۔

لڑکیاں تو بستی طاعنہ میں بھی رہتی ہوں گی۔ اور وہ پاکا مہر
آئی جاتی رہتی ہوں گی۔ اگر یہ لوگ مشکوک ہوتے تو آئی ہاک
کی نظروں سے نہ بچ سکتے۔ کزنل مارگن نے منہ ہاتھ
موئے کہا۔

بہر حال ان کے کاغذات کی چھانگ سے اصل صورت حال سامنے
آجائے گی۔ کزنل کاسٹرنے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ان
کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی آئی ہاک کے ذریعے کمرے
میں نشر ہو رہی تھی۔ وہ سب آپس میں کاروباری باتیں کر رہے تھے
اور ان کا لہجہ بھی تقاضی عربوں جیسا تھا۔

کزنل ڈیوڈ کو بیٹھے بیٹھے اچانک ایک خیال آیا تو وہ اٹھ کر
سے باہر نکل گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑے ربا
تھا جہاں جی۔ پی۔ فائیو کے تقاضی انچارج کمیٹین بابرٹ کا دفتر تھا۔

پاکا مہر میں جی۔ پی۔ فائیو کے تقاضی ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں
اس وقت تینوں کزنل موجود تھے۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین
روکن تھی۔ جس پر آئی ہاک کی طرف سے سولہ فریمز کے ایسے کامیجے
چلنے والا عکس صاف نظر آ رہا تھا۔ آئی ہاک اس وقت آسمان کی
انتہائی بلندیوں پر پرواز کر رہا تھا۔ اس کا ریونگ سیٹ جو ایک ٹھکانا
بڑی مشین پر مشتمل تھا کمرے کے ایک کونے میں رکھا ہوا تھا۔ اس
کے سامنے دو آپریٹر موجود تھے جو اس کی بھیجی جاتی معلومات کو
مسلل چیک کر رہے تھے۔ سکرین پر صرف منظر نظر آ رہا تھا سکرین
پر ایک بڑا سا نقشہ نظر آ رہا تھا۔ جس کے ذریعے انہیں بستی طاعنہ
سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر ایک۔ سرحدی ہیڈ کوارٹر نمبر دو۔ اور پاکا مہر
صاف نظر آ رہا تھا۔

اور پھر جب انہیں دو ٹرکوں اور ایک جیب پر مشتمل ٹانڈا بستی طاعنہ

کرنل مارگن کے کہنے پر کرنل ڈیوڈ نے پاکامیہ میں موجود جی۔ پی۔ فائبر کے ارکان کو عمارت تک ہی محدود کر دیا تھا۔ اور چکنگ کا تمام نظام ریڈ آرمی کے آدمیوں نے سنبھال لیا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کو یقین تھا کہ مقامی انچارج کیپٹن رابرٹ اپنے دفتر میں ہی ہوگا۔

دفتر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کیپٹن رابرٹ بڑی سی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا کسی کاغذ کے مطالعے میں مصروف تھا کرنل ڈیوڈ جیسے ہی اچانک اندر داخل ہوا۔ کیپٹن رابرٹ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے بڑی بوکھلاہٹ کے عالم میں سیلیورٹ کیا۔
”بلٹیو“ کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیپٹن رابرٹ واپسی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کا انداز بے حد مودبانہ تھا۔

”تم کب سے یہاں ڈیوڈ پر ہو؟“ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔
لہجہ بے حد سرد تھا۔

”تین سالوں سے جناب“ کیپٹن رابرٹ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور ان تین سالوں میں تم نے یہاں فلسطینی گوریلوں کے کتنے خفیہ اڈے تلاش کئے ہیں؟“ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”خفیہ اڈے! جناب! یہاں کوئی ایسا خفیہ اڈہ نہیں ہے۔ میں نے یہاں آتے ہی ہر طرح سے چکنگ کر لی تھی“ کیپٹن

رابرٹ نے جواب دیا۔

”تمہارا جواب غلط ہے۔ بسٹی طاغہ میں فلسطینی گوریلوں کا خفیہ اڈہ موجود ہے اور مجرم اس وقت اسی اڈے میں چھپے ہوئے ہیں“ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ اور سرد ہو گیا تھا۔

جناب! ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیپٹن رابرٹ نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا یہ تباؤ کہ طاغہ میں چھڑہ رنگنے کی کتنی فیکٹریاں ہیں؟“ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد موضوع بدل کر پوچھا۔

”پانچ جناب! میرے پاس ان کے کل کوالٹ موجود ہیں“ کیپٹن رابرٹ نے جواب دیا۔

”نکالو! کہاں ہیں وہ کوالٹ؟“ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن رابرٹ نے اٹھ کر ایک الماری سے ایک بڑی سی

فائل نکالی اور مودبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کے سامنے رکھ دی۔ کرنل ڈیوڈ نے فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذات چیک کرنے لگا۔

ان کاغذات میں چھڑہ رنگنے والی فیکٹریوں کے بارے میں تمام تفصیلات موجود تھیں۔ ان کے مالکان کے نام۔ ان میں کام کرنے والے

ملازمین۔ اور ان سب کے بوری بچوں کے نام بھی موجود تھے اور ان کے فوٹو بھی۔

گڈ! اچھی تفصیلات جمع کی ہیں“ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن رابرٹ کے ہاتھ چوس کر پر

اطمینان کے تاثرات ابھراتے۔

”شکریہ جناب!۔ یہ ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے جناب“۔
لیکٹن رابرٹ نے کہا۔

”او۔ کے! تم ہمیں رہنا۔ شاید مجھے تمہاری ضرورت پڑ
جائے۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فائل اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا
اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ جب وہ واپس آپریشن روم میں پہنچا تو
سکریں پر ریڈ آرمی کے افراد ٹرکوں اور جیب سے برآمد ہوئے۔
افراد کی تلاشیں لینے میں مصروف تھے۔ کرنل مارگن اور کرنل کاسٹر
دونوں خاموش بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے میز پر فائل رکھ کر کھولی اور پھر اس میں سے
وہ کاغذات نکالے جن میں موجود نوٹوں ٹرکوں اور جیب سے برآمد
ہونے والے افراد سے ملتے جلتے تھے۔
”یہ کیا ہے کرنل“۔ کرنل مارگن نے پوچھا اور کرنل
ڈیوڈ نے اسے تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

”گڈ! اس کا مطلب ہے کہ جی۔ پی نایتو بے حد باخبر اور اہل
ہے۔“ کرنل کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ کا
سینہ جھول گیا۔

”آرمی تو یہی ہیں۔ لیکن میری چھٹی جس بتا رہی ہے کہ ہمیں
نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے سکریں کو
نور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیسی گڑبڑ کرنل“۔ کرنل کاسٹر اور مارگن دونوں نے
پوچھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ لوگ بغاوت عرب نظر آ رہے ہیں۔ لیکن میری چھٹی جس
کہہ رہی ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ گومیس پاس اس کا کوئی
ثبوت نہیں ہے۔ لیکن۔ ارے۔ ارے۔ ہٹھو۔ ارے
واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آتی تھی۔“ کرنل
ڈیوڈ نے اچانک پوچھتے ہوئے کہا اور باقی دونوں کرنل بھی اس
کے پوچھنے پر اچھل پڑے۔

”کیا ہوا۔؟ کیا بات ہے۔ جلد ہی بتائیے۔“ دونوں
نے استہانی بے چینی سے کہا۔

”ان کاغذات میں ان کا پورا شجرہ نسب درج ہے۔ ان
کے پر دادا تک کے نام۔ اور عرب اپنا شجرہ نسب یاد رکھنے
میں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ اگر ہم ان لوگوں سے ان کا شجرہ
نسب پوچھیں تو مجھے یقین ہے کہ اگر یہ واقعی اصل لوگ ہیں تو
شجرہ نسب ذفر بتا دیں گے۔ اور اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
سے متعلق ہیں تو پھر انہیں اس بات کا خیال بھی نہ آیا ہوگا کیونکہ
پاکیشانی عرب نہیں۔ اس لئے وہ شجرہ نسب کا اتنا خیال
نہیں رکھتے۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”درونی گڈ! کرنل ڈیوڈ!۔ آپ نے واقعی بے پناہ ذہانت
کا مظاہرہ کیا ہے۔ اودہ!۔ یہ لوگ تو واپس بیٹھے ہی ہیں۔
شاید اینچارج نے انہیں اور کے کر دیا ہے۔“ کرنل مارگن
نے پوچھتے ہوئے کہا۔

”انہیں یہیں ہیڈ کوارٹر بلوا لیجئے۔ میرا نام لیجئے گا۔ یہ

عرب میرے نام سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم یہاں ان سے پوری تسلی کر کے انہیں واپس پھینچیں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل مارگن نے جلدی سے ڈرائیوٹر کا بیٹن آن کیا اور پھر انچارج کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے ہمراہ ہرے میں لیکر میڈیکو لٹری رہنچے۔ انہیں کوچہ دیا جائے کہ جی۔ پی فائونڈیشن کا سربراہ کرنل ڈیوڈ ان سے ملنا چاہتا ہے۔ اور پھر انہوں نے ریڈ آرمی کی جیسوں کو ان کے آگے بھیجتے ہوئے سکریٹ پر دیکھ لیا۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا انٹرکام اپنی طرف کھسکایا اور اس کا ریسیور اٹھالیا۔

یس سر!۔ کیپٹن رابرٹ سپینگ۔ ریسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن رابرٹ کی آواز سنائی دی۔ کیپٹن رابرٹ!۔ ریڈ آرمی دو ڈرگول اور ایک جیپ کو ہیڈ کوارٹر لے آ رہی ہے۔ ان میں موجود آواز مشکوک ہیں۔ عمان سے خود پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تم انہیں بڑے ہال میں اکٹھا کرو۔ اپنے مسلح آدمی ہر طرف پھیلا دو تاکہ یہ کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں۔ جب یہ لوگ ہال میں پہنچ جائیں تو ہمیں اطلاع دینا۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

یس سر۔ دوسری طرف سے کیپٹن رابرٹ کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے ریسیور کو ڈنڈل پر رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں جھپٹتے جیسی چمک پیدا ہو گئی تھی جیسے اسے اچانک شکار نظر آ گیا ہو۔

ہارٹ بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں مہل رہا تھا۔ چیف ٹاکرسٹ کی طرف سے اسے احکامات مل چکے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ رہی ہے اور پھر ٹاکرسٹ کے ذریعے ڈرائیوٹر پر ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نمائندے علی عمران سے اس کی بات چیت ہوئی۔ عمران نے سیکرٹ سروس کے اسرائیل میں داخل ہونے کا اپنا پلان بتایا کہ وہ صحرائے سینا کی طرف سے ٹیڈی دل کے خلاؤں کا گزرنے والے ایک زمین غلطی کے ذریعے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ درحالیہ کو یہ فائنٹ امینز پلان بے حد پسند آیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق موجودہ حالات میں یہ سب سے بہترین پلان تھا۔ کیونکہ وزیر اعظم بیکامیاب حملے کے بعد اسے اطلاعات مل رہی تھیں کہ ملٹری ایٹمی فہنس۔ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائونڈیشن پیشیل سروسز آگھی

ہو کر حرکت میں آگئی تھیں۔ اور صدر مملکت نے ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل مارگن کو ان کا سربراہ مقرر کر دیا تھا۔ اور انہیں پاکپٹیا سیکرٹ سروس کی آمد کے بارے میں بھی اطلاعات مل چکی تھیں اور انہوں نے سرحدوں کی انتہائی سخت ترین نگرانی شروع کر دی تھی۔ ایسے حالات میں یہ بہترین پلان تھا۔ اور پھر عمران اور عارث کے درمیان ساری بات چیت طے ہو گئی۔

عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت قصبہ طاغہ پہنچا تھا۔ جہاں فلسطینی گوریلوں کا ایک بڑا خفیہ اڈہ تھا جس کا انچارج جمال تھا۔ وہاں سے انہیں پاکپٹیا سیکرٹ سروس سے مل چکی تھی۔ انہیں پہنچنا تھا۔ چنانچہ جمال کے اڈے سے متعلق کوٹو بھی طے کر لیا گیا تاکہ کوئی دشواری نہ ہو۔ لیکن پھر عارث کو اطلاعات ملیں کہ کچھ آئیر میٹین جگرہ دو جیسوں میں سوار تھے اور ٹڈی دل کے خاتمے کے بین الاقوامی ادارہ سے متعلق تھے، سرحدی ہیڈ کوارٹر لے جاتے گئے۔ اور عارث سمجھ گیا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ ان کے اس طرح کپڑے جانے پر وہ بڑا پریشان ہوا۔ لیکن بعد میں جمال نے اطلاع دی کہ یہ لوگ اس کے پاس بخیریت پہنچ گئے ہیں انہوں نے سرحدی ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا۔ ایئر فورس کے جہازوں نے ان پر بمباری کی لیکن وہ بچ کر پہنچ گئے۔ اور اب پورے علاقے میں انتہائی سخت چکنگ ہو رہی ہے۔ یہ اطلاعات جمال نے کسی آدمی کے ذریعے پہنچائی تھیں۔ کیونکہ سخت چکنگ کے دوران ٹرانزیشن استعمال کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ اس کے بعد ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے اطلاع ملی

تھی کہ جمال بستی طاغہ کے عربوں کے ساتھ جن میں اس کی بیٹی اور دو بیٹے بھی شامل ہیں، دو ٹرکوں اور ایک جیپ کے ذریعے پاکپٹیا آ رہا ہے۔ اور پاکپٹیا میں جی۔ پی ٹی فائر کے انچارج کیپٹن رابرٹ جوائن کا تنخواہ دار ایجنٹ تھا، لے یہ اطلاع دی تھی کہ جمال کے ساتھ آنے والے وہی لوگ ہیں جن کا انتظار عارث کو تھا۔ اور ساتھ ہی اسے یہ اطلاع بھی مل گئی تھی کہ پاکپٹیا میں سپیشل فورسز نے اپنا عارضی ہیڈ کوارٹر قائم کر لیا ہے۔ جی۔ پی ٹی فائر کو صرف ہیڈ کوارٹر تک محدود کر دیا گیا تھا۔ اور ریڈ آرمی اور ملٹری انٹیلی جنس نے پورے علاقے کا چارج سنبھال لیا ہے۔ اور سب سے پریشان کن اطلاع یہ تھی کہ کرنل مارگن نے سیکرٹ سروس کو تلاش کرنے کے لئے آئی ہاک طیارہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

ان سب واقعات سے عارث نے یہی نتیجہ نکالا کہ کرنل مارگن کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکپٹیا سیکرٹ کے ارکان طاغہ میں یا اس کے قریب چھپے ہوئے ہیں اور وہ لازماً پاکپٹیا کے راستے شہری علاقوں میں داخل ہوں گے۔ اور آئی ہاک نے تو سارا معاملہ ہی ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ عارث جانتا تھا کہ آئی ہاک کی میٹنی نظروں سے کسی صورت بھی بچا نہیں جاسکتا۔ اور اب وہ ایسی کسی اطلاع کے لئے بے چین تھا کہ جمال اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا۔ چند لمحوں بعد مین پورہ رکھے ہوئے ٹرانزیشن سے سیٹی کی آواز گونجی تو عارث تیزی سے مڑا اور اس نے انتہائی چھٹی سے ٹرانزیشن آن کر دیا۔

”یس۔ چیف آف ریڈ فائر۔ اور“۔ بیٹن آن کرتے ہی
حارث نے سخت بلجے میں کہا۔

”جناب! میں عاطف بول رہا ہوں یا کامر سے۔ تازہ ترین
اطلاع یہ ہے کہ جمال اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح چیک کیا گیا۔
ان کے میک آپ بھی چیک کئے گئے اور گاڑیاں بھی۔ ان کے
کاغذات بھی چیک ہوئے اور ان کی جا رہ تاشی بھی لی گئی اور پھر انہیں
جانے کی اجازت دے دی گئی۔ لیکن اس کے بعد آپریشن
سینٹر کا رٹسے کسی ہدایت کی بنا پر ریڈ آرمی انہیں ہمراہ لیکر سینٹر
جا رہی ہے۔ وہاں شائد ان سے تفصیلی پوچھ گچھ ہوگی۔ یا
پھر ہو سکتا ہے کہ ان پر کوئی شک پڑ گیا ہو۔ اور“۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

”آئی ہاک رپورٹ کیا ہے؟ کیا اس نے انہیں نہیں پہچانا؟
ان کے میک آپ وغیرہ کو۔ اور“۔ حارث نے حیرت بھرنے
بلجے میں پوچھا۔

”نوسرا۔ آئی ہاک کے مطابق وہ میک آپ میں نہیں ہیں۔ وہ
اصلی آدمی ہیں۔ اور“۔ عاطف نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جب کہ بیٹن
رہبرٹ کی رپورٹ کے مطابق تو یہ لوگ اصلی نہیں ہیں۔ پھر آئی ہاک
نے ایسی رپورٹ کیسے دے دی۔ اور“۔ حارث نے حیرت
بھرنے بلجے میں کہا۔

”کیا کہا جا سکتا ہے سر! ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اصل

لوگ نہ ہوں۔ شائد انہوں نے پلان بدل دیا ہو۔ اور“۔
عاطف نے جواب دیا۔

”نہیں! یہ یقیناً وہی ہو گئے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
آئی ہاک کو ڈراؤج دینے کی کوئی ترکیب ڈھونڈ لی ہو۔ بہر حال تم
اپنا پورا گروپ تیار رکھو۔ اور کیپٹن بارٹ تک بھی پیغام پہنچا دو کہ
اگر انہیں ضرورت پڑے تو ان کی حفاظت کی جائے۔ اور اگر کوئی
جھگڑا ہو جائے تو تم نے ان آدمیوں کو وہاں سے فرار ہونے میں
مدد دینی ہے۔ انہیں فوری طور پر چالمیوں اڈے تک پہنچا دیا جائے
اور“۔ حارث نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب! حکم کی تعمیل ہوگی۔ اور“۔ دوسری
طرف سے عاطف نے کہا۔

”اور سنو! صورت حال کے متعلق مجھے مسلسل اطلاع دیتے رہنا۔
اور ہر صورت اور ہر قیمت میں ان لوگوں کا خیال رکھنا ہے۔ یہ ہمارے
لئے انتہائی اہم ہیں۔ اور اینڈ آل“۔ حارث نے کہا اور ٹرانسپیر کا
بیٹن آف کر دیا۔

حارث اب مطمئن انداز میں بیٹھا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ فکر
آئی ہاک کی تھی اور اُسے اب مکمل طور پر یقین تھا کہ جو لوگ آئی ہاک
کو ڈراؤج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں وہ کرنل مارگن وغیرہ کے قابو
میں بھی آسانی سے آنے والے نہیں۔

”نیکٹری کا مالک کون ہے“ بہ کرنل ڈیوڈ نے اندازتے ہی کرخت لہجے میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

جناب میں ہوں۔ اور میلانک عامر ہے جناب!۔ عمران نے بڑے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیا۔
باقی لوگوں کا تعارف کراؤ۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور عمران نے ان سب کے نام بتانے شروع کر دیئے۔

تم سب عرب ہو۔ اس لئے تم سب کو اپنا شجرہ نسب تو آگیا ہوگا۔ تم پہلے اپنا شجرہ نسب بتاؤ۔ کرنل نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

جناب! کتنی نسلوں تک بتاؤں۔ مجھے تو ایک سونسوں تک کے ناموں کا علم ہے۔ اس سے اوپر کے نام نہیں آتے۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

”تم بتاؤ۔ کرنل ڈیوڈ نے حکمت عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے جمال سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید عمران کے اعتماد بھر لہجے سے چکر کھا گیا تھا کہ اُسے واقعی سونسوں تک شجرہ نسب آئے۔ حالانکہ شجرہ نسب کا سنتے ہی عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

کرنل ڈیوڈ نے جیسے ہی جمال سے کہا۔ جمال نے اٹھ کر زفر اپنا شجرہ نسب سنا شروع کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ کی نظریں خاص پر جمی ہوئی تھیں۔
”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے سمجھے ہوئے لہجے میں کہا اور فائل بند کر دی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اپنے

عمران اور اس کے ساتھی ایک بڑے سے کمرے میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹیبلنگ گنوں سے مسلح چار افراد کمرے کے اندر دیواروں کے ساتھ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عمران کی نظریں اندر آنے والے تین افراد پر پڑیں۔ ان میں سے ایک کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ وہ جی پی فائبر کا سربراہ کرنل ڈیوڈ تھا۔ جب کہ باقی دو ان کے لئے اجنبی تھے۔ ان تینوں کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں گن تھی وہ بڑے موڈ بانہ انداز میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ جمال کی نظریں اسی پیچھے آنے والے نوجوان پر جمی ہوئی ہیں۔ اور جمال کی نظروں سے ہی وہ سمجھ گیا کہ پیچھے آنے والا جی۔ پی فائبر کا مقامی انچارج ہوگا جسے جمال نے اپنا خاص آدمی بتایا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

آئیڈیے کی ناکامی پر شدید مایوسی ہوتی ہے۔
 "یہ ہم سے فراڈ کر رہے ہیں کرنل"۔ اچانک کرنل ڈیوڈ
 کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے کہا۔
 "فراڈ کر رہے ہیں۔ کیا مطلب"۔ کرنل ڈیوڈ نے چوکھتے
 ہوئے کہا۔

یہ لوگ وہ نہیں ہیں۔ جو کچھ یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ اب
 مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کرنل مارگن نے تیز نظروں سے عمران کو
 گھورتے ہوئے کہا۔
 "خواب! میری تو سوئپٹ عرب سے۔ اور عرب فراڈ نہیں
 کیا کرتے"۔ عمران نے موذبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو! اپنی اصلیت بتا دو۔ میرا نام کرنل مارگن ہے۔ اور
 میں دنیا کی طاقت ور ترین تنظیم ریڈ آرمی کا سربراہ ہوں۔ سمجھے۔ میں
 بیلیوں میں سے گودا باہر نکال لیتا ہوں۔ تم لوگ کسی صورت میں بھی
 چمڑہ رنگنے والی ٹیکسٹی سے متعلق نہیں ہو۔ سوائے اس جمال
 کے۔ باقی تم سب فراڈ ہو۔ اگر تم واقعی چمڑہ رنگنے والی ٹیکسٹی
 سے متعلق ہوئے تو تم سب کے ہاتھوں پر چمڑے کے مخصوص رنگ
 کے دھبے موجود ہوتے۔ جیسے کہ جمال کے ہاتھوں پر ہیں۔ اب
 سمجھے! اب بتاؤ کہ تم کون ہو؟" کرنل مارگن نے تیز لہجے
 میں کہا اور عمران کو چہلی بار کرنل مارگن کی ذہانت اور اپنی حماقت
 پر بیک وقت عصہ آیا۔ اس نے بیک اپ کرتے ہوئے ذہن کا سامنے
 کی بات نظر انداز کر دی تھی۔

"اوہ کرنل مارگن! آپ درست کہہ رہے ہیں۔ کیپٹن
 رابرٹ۔ کرنل ڈیوڈ نے اچھلتے ہوئے بیچ کر اپنے پیچھے کھڑے
 کیپٹن رابرٹ سے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کیپٹن رابرٹ، کرنل ڈیوڈ کی بات کا جواب
 دیا۔ عمران بچلی کی سی تیزی سے کرنل مارگن پر چھینٹا اور دوسرے لمحے
 وہ کرنل مارگن کو اپنے سینے سے چمٹا لے کر ڈیوڈ سے جا لگا۔
 "خبردار! میں اس کی گردن ٹوڑ دوں گا۔ ہتھیار میرے ہاتھوں
 کے حوالے کر دو۔ جلدی"۔ عمران نے جھنجھتے ہوئے کہا اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے کرنل مارگن کے گلے کے گرد موجود اپنے بازو کو
 زور سے جھکھکھکایا تو اس کی گرفت میں ٹرپتا ہوا کرنل مارگن ذبح ہونے
 والے بکرے کی طرح چینیٹا۔

اسی لمحے سب سے پہلے کیپٹن رابرٹ نے مشین گن جمال کے
 ہاتھ میں دے دی اور دوسرے لمحے عمران کے ساتھی باقی چار مشین گنز
 پر بھی قبضہ کر چکے تھے۔
 "کرنل ڈیوڈ اور کرنل کاسٹرو دونوں حیرت سے بت بنے کھڑے
 دیکھتے ہی رہ گئے۔ جب تک وہ سنبھلتے، مشین گنز کی ٹالین ان کے
 جسموں سے لگ چکی تھیں۔

"کرنل مارگن! کوئی کوشش فضول ہے۔ تم سے پہلے کرنل
 بہر زج نے بھی ایسی ہی کوشش کی تھی۔ میرا نام علی عمران ہے
 علی عمران"۔ عمران نے پہلی بار غراتے ہوئے اپنی اصلیت کا
 اعلان کیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

خیال آجاتا۔“ کرنل ڈیوڈ نے سوتے ہوئے بلب میں کہا۔

”چلو کیپٹن!۔ اگر تم اپنے افسروں کی جان بچانا چاہتے ہو، تو چلو۔“ ہیلی کا پٹر ٹھک چلو۔ اور سنو۔ ایسے راستے سے لے جانا جہاں سے تمہارے اور سیاہی ملاحت نہ کر سکیں۔ ورنہ۔۔۔ عمران نے چیخے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن رابرٹ کی رہنمائی میں وہ اس کمرے سے نکل کر ایک راداری میں بڑھ گئے۔

چاروں سیاہی ہاتھ اٹھائے کیپٹن رابرٹ کے پیچھے چل رہے تھے اور ان کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور کرنل کا سٹر تھے۔ ان کے بعد عمران کرنل مارگن کو اسی طرح سینے سے لگاتے دھکیلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ سپاہیوں کے دونوں اطراف میں صفدر اور کیپٹن شکیل مشین گنیں لگے ہوئے تھے۔ جمال کیپٹن رابرٹ کو کور کئے ہوئے تھا جب کہ عمران کے ساتھ تنویر نے مشین گن سے کرنلوں کو کور کر رکھا تھا۔ اور بلب سے آخر میں صدیقی اور جہان مشین گنیں لگے اٹلے قدموں چل رہے تھے تاکہ وہ پیچھے سے کسی ملاحت کو کور کر سکیں۔ لیکن کیپٹن رابرٹ انہیں ایسے راستے سے لے کر چھت تک پہنچ گیا کہ کوئی دوسرا سیاہی نظری نہ آیا۔ عمران جانتا تھا کہ کیپٹن رابرٹ جہاں وغیرہ ساتھی ہے اس لئے وہ مطمئن بھی تھا۔

چھت پر ایک تیز رفتار اور خاصا بڑا ہیلی کا پٹر موجود تھا۔ اس دجی۔ پی۔ فائبر کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ان تینوں کرنلوں کو پہلے اندر بٹھاؤ۔۔۔ آخر ہم ان کے مہمان ہیں۔“ عمران نے تیز بلب میں کہا اور کرنل مارگن کو جھٹکے سے

”اوہ!۔۔۔ مجھے یقین تھا۔۔۔ مجھے یقین تھا“۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بے بسی سے ہنرٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ میں اور میرے ساتھی نعتیہ افرو پر ناز کرنا بزدلی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اگر تم لوگ اپنی جانیں بچانا چاہتے ہو۔ تو جیسے میں کہوں۔ ویسے ہی کرنا۔ ورنہ۔۔۔“ عمران نے انتہائی سرو بلبے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ تینوں کرنلوں کے جسموں میں سردی کی لہریں دوڑ گئیں۔ ان کے جسم کا پٹنے لگے جیسے انہیں جلائے کا بخار چھڑ آیا ہو۔

کرنل ڈیوڈ!۔ اپنے اسٹنٹ کو حکم دو کہ ہمارے لئے کوئی تیز رفتار ہیلی کا پٹر مہیا کرے۔ جلدی۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں۔۔۔ ورنہ اس کرنل مارگن کی آخری فر فرارٹ سننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔“ عمران نے انتہائی کڑخت بلبے میں کہا۔

”جج۔ جناب!۔ ہیلی کا پٹر یہاں عمارت کی چھت پر موجود ہے جناب۔“ کیپٹن رابرٹ نے خوف سے کانپتے ہوئے خود ہی جواب دے دیا۔

”تو چلو۔ جمال! اس کا خیال رکھنا۔ اگر یہ ذرا بھی کوئی غلط حرکت کرے تو اسے اور کرنل ڈیوڈ دونوں کو بیک وقت اڑا دینا۔“ عمران نے جمال سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیپٹن رابرٹ نے قریب کھڑے کرنل ڈیوڈ کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اس سے اجازت طلب کر رہا ہو۔

”جیسے یہ کہہ رہے ہیں۔ ویسے ہی کرو۔ کاش! مجھے پہلے

جیسی اہمیت رکھتا ہوگا، ہمارے یہ شمال ہیں۔ اگر تم نے ہیلی کا پٹر بسٹ کیا تو نتیجہ تم سمجھ سکتے ہو۔ عمران نے لائٹ میٹر آن کرتے ہوئے جواب دیا۔

” ہمیں صدر مملکت کی طرف سے احکامات مل چکے ہیں۔ اگر تم ہماری مرضی پر نہ چلے تو ان سربراہوں کی پرواہ کئے بغیر ہیلی کا پٹر بسٹ کر دیا جائے گا۔ شمال مغرب کی طرف ہیلی کا پٹر موڑو۔ اوور۔“
کرنٹ آواز نے کہا اور عمران نے ہونٹ بیچنیج لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ واقعی ایسے احکامات دے دیئے گئے ہوں گے۔ سربراہوں کا کیا ہے۔ وہ دوسرے بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ بروں کا تو خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ اسرائیل کی بہت بڑی کامیابی ہوگی فی الحالہ۔ وہ سربراہوں کو بچانے کے لئے کج گمانش دے رہے تھے۔ بس کن عمران کو معلوم تھا کہ اب صورت حال بے حد سنگین ہو چکی ہے اگر وہ سکوارڈن لیڈر کے احکامات کی پرواہ نہیں کرتا تو ایک لمحے میں ان کا ہیلی کا پٹر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ان کی مرضی سے مطابقت نہیں اترتا ہے تو پھر بھی ان کے ذمہ پرنج نکلنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ بہر حال چونکہ اب وہ چھینس گیا تھا اس لئے اس نے ان احکامات کی تعمیل کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اس میں شائد کی گنجائش نکلتی تھی۔
”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے احکامات کی پابندی کر رہا ہوں اوور۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس کو بات سنتے ہی تینوں کرنٹوں کے چہروں پر خوشی اور کامیابی کے آثار اُبھرتے۔

عمران ہیلی کا پٹر اڑاتا ہوا شمال مغرب کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ جنگی طیاروں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک آواز اُبھری۔

”ہیلو۔ ہیلو۔“ میں سکوارڈن لیڈر بول رہا ہوں۔ ہم نے تمہیں آواز دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن درختوں کے جھنڈے سے تم نے خود بچائے۔ اور۔“ یہ آواز ہیلی آواز سے مختلف تھی اور جمال اس آواز کو سنتے ہی چونک پڑا۔
”ہیلو۔“ یہ کون بول رہا تھا۔ یہ کس نے کال کی ہے تمہیں۔ اور۔“ اچانک وہی کرنٹ آواز اُبھری۔ اس بار اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔
”مجھے کیا معلوم کون بول رہا تھا۔ تمہارا ہی کوئی ساتھی نہ تھا۔ اور۔“ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔
عمران صاحب!۔ یہ عاطف کی آواز ہے۔ ریڈ فائر کا نمبر یہ آواز پہچانتا ہوں۔ اچانک جمال نے صیغہ کر کہا۔
”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ تم خاموش رہو۔ عاطف یا ڈوبین آدمی ہے۔ اور اب ان تینوں کرنٹوں کے منہ بند نہا۔ یہ بول نہ سکیں۔“ عمران نے مڑ کر کہا۔
ہیلی کا پٹر تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اسے جھٹکے لگے۔ تینوں کرنٹوں کے منہ میں اس دوران ممبران نے فوراً رومال بس دیتے تھے۔
”ہیلو۔ ہیلو!۔ میرے ہیلی کا پٹر میں کچھ خرابی ہو گئی ہے۔“

زمین پر اتار دیا۔

”نیچے اترو جلدی“ عمران نے ہیلی کا پٹر نیچے آتے ہوا
 پہنچ کر کہا اور پھر خود باہر چھلانگ لگا دی۔

اسی لمحے جنگی جہازوں کا سکوارڈن واپس پلٹا اور پھر خوفناک
 دھماکوں سے اردگرد کی فضا گونج اٹھی سکوارڈن نے خوفناک میزائل کا
 فائر کرنے شروع کر دیتے تھے۔ انہوں نے عمران کی چال سمجھ کر نہ
 کھول دیا تھا۔ لیکن چونکہ سکوارڈن اُلٹی طرف سے آ رہا تھا اس لیے
 درختوں کا جھنڈا ان کی نظر میں رکاوٹ تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا
 کہ جب وہ دوسری طرف سے تر کر آئیں گے تو ہیلی کا پٹر ان کا
 نظروں کے سامنے ہوگا۔

دھماکے ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیز
 سے ہیلی کا پٹر سے نکلے۔ انہوں نے تینوں کزنوں کو بھی باہر پھینچنے
 کی کوشش کی۔ لیکن تینوں نے مزاحمت شروع کر دی۔ اسی لمحے
 ایک میزائل ہیلی کا پٹر کے بالکل قریب پھینچا۔ اس میزائل کے پھینچنے

ہی سیکرٹ سروں کے ممبران نے ان کزنوں کو چھوڑ کر نیچے چھلانگ
 لگا دیں۔ اور دوسرے لمحے وہ بے تماشاً دوڑتے ہوئے درختوں
 گھس گئے۔ کیونکہ ایک جنگی جہاز تیزی سے پلٹ کر واپس آ رہا
 تھا۔ ”اوہر۔ اوہر۔“ اسی لمحے درختوں کی آڑ سے تین نوجوان
 نکل کر چھپتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمیت سب دوڑتے ہوئے
 کے پیچھے بڑھنے لگے۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے
 مغرب کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ اب درختوں کے ذخیرے

ہوں اور میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا زیادہ زور
 ذخیرے کے درمیانی علاقے پر تھا۔

وہ سب بے تماشاً دوڑتے ہوئے ذخیرے کے آخری حصے میں
 پہنچے تو وہاں تین کاریں موجود تھیں۔ جو درختوں کے اندر چھپا کر کھڑی
 لی گئی تھیں۔ لیکن کاروں کو ابھی باہر نہ نکالا جا سکتا تھا۔ کیونکہ جنگی
 جہازوں نے لازماً ان پر بمباری شروع کر دی تھی۔

اور پھر وہ کاروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ سیکھنت بمباری
 ختم ہو گئی۔ عمران تیزی سے سائڈ میں موجود ایک اونچے درخت کی
 طرف دوڑا اور چند ہی لمحوں میں وہ درخت پر کسی بندر کی طرح چڑھتا
 گیا۔ بلندی پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ جنگی جہاز واپس جا رہے
 تھے۔ البتہ وہی ہیلی کا پٹر اور فضا میں منڈلا رہا تھا جس پر وہ
 لوگ آئے تھے۔ اس نے ہونٹ میٹھنے لگے۔ وہ صورت حال سمجھ گیا
 تھا۔ یا تو تینوں کزن لپک گئے تھے یا کم از کم ان میں سے ایک کزن
 لپک گیا تھا۔

بہر حال اب وہ ہیلی کا پٹر فضا میں ان کی نگرانی کے لئے موجود تھا۔
 اور جنگی جہازوں کا سکوارڈن ان کزنوں کی ٹرانسپیر کال پر ہی واپس
 گیا ہوگا مگر قریبی آبادی سے جی۔ بی۔ فائیو یا ریڈ آرمی کی جیسپیں
 اس ذخیرے کی طرف بھیجی جائیں۔ اس وقت تک ہیلی کا پٹر ان
 کی نگرانی کرتا رہے۔ اس حزر و حملہ آور جیسپوں کو ان کی نشاندہی
 کر سکتا تھا۔ یہ صورت حال اور بھی زیادہ سنگین ہو گئی تھی۔ لیکن
 اسے معلوم تھا کہ تینوں کزنوں میں سے کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہے

اس لئے وہ صرف انہیں چیک کر سکتے ہیں۔ ان پر حملہ نہیں کر سکتے وہ تیزی سے نیچے اترتا۔ اس کے تمام سامتی کاروں کے باہر موجود تھے تین سلع عرب بھی کھڑے تھے۔

نکل چلو جلد ہی!۔۔۔ ہیلی کاپٹر اور پرنگرانی کے لئے موجود ہے ان کی جیسپن ابھی پہنچ جائیں گی۔ جلد ہی کرو۔۔۔ عمران نے جرح کر کہا اور اسی لمحے سب کاروں میں سوار ہونے لگے۔ عمران سب سے آگے والی کار میں تھا۔ تینوں عرب نوجوانوں نے تینوں کاروں کی ڈرائیونگ سیٹیں سنبھالی تھیں۔ اور چند لمحوں بعد تینوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے ذخیرے سے نکلیں اور آگے میدانِ علاقے میں دوڑنے لگیں۔

اسی لمحے عمران نے اوپر ہیلی کاپٹر کو اڑتے دیکھ لیا۔ ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر تھا کہ اسے نیچے سے ہٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔ "ہم نے کہاں جانا ہے"۔۔۔ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے عرب نوجوان سے پوچھا۔

"ابھی پہنچ جاتے ہیں۔ آپ نے فکر کریں۔۔۔ جب تک ان کو مدد پہنچے گی۔ ہم صوفیہ پہنچ جائیں گے۔۔۔ عرب نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کاروں کی رفتار انتہائی تیز تھی اور یوں لگتا تھا جیسے وہ دوڑنے کی بجائے فضا میں اڑ رہی ہوں۔ ہیلی کاپٹر ان کے ساتھ ساتھ اوپر بلندی پر اڑ رہا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دُور گئے ہوں گے کہ انہیں دُور سے دس کے

قرب فوجی جیسپن نیم دائرے کی صورت میں دُورخوں کے ذخیرے کی طرف آتی دکھائی دیں۔

"اوہ!۔۔۔ وہ لوگ پہنچ گئے۔۔۔ عمران نے ہونٹ بیچھے ہوئے عرب نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب!۔۔۔ ہم انہی کاروں سے ان کا حشر کریں گے۔ یہ خصوصی کاریں ہیں۔۔۔ عرب نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائریں بوڑ پر ایک بٹن دبا دیا۔ "بکھر جاؤ۔ ایکشن۔ دشمن آ رہا ہے۔۔۔ نوجوان نے بٹن آن کرتے ہی جرح کر کہا۔

"مجھے سٹین گن دیا۔۔۔ عمران نے ٹر کر پھینچے بیٹھے ہوئے کیپٹن سٹین گن سے کہا اور دوسرے لمحے سٹین گن اس کے ہاتھوں میں پھینکی۔ سٹین گن چلانے کی ضرورت نہیں سہرا!۔۔۔ ابھی آپ دیکھیں ہم پورا انتظام کر کے آتے ہیں۔۔۔ عرب نوجوان نے کہا۔

جیسپن اب تیزی سے کاروں کے قریب آتی جا رہی تھیں۔ "فائر کرو۔۔۔ نوجوان نے ایک بار پھر بٹن دبا کر پھینچتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پلچ کے ساتھ موجود ایک بٹن پر زور سے پیر مارا۔ اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دوسرے لمحے کار کے فرنٹ پیمپر کے نیچے سے ایک سرنج رنگ کا میزائل نفاثر ہوا جو تر چھا ہو کر پہلے اونچا اٹھا اور پھر تیزی سے نیچے زمین کی طرف آیا۔ اسی طرح دوسری کاروں سے بھی میزائل نفاثر ہوئے۔ تینوں میزائل چیلوں سے کچھ پہلے زمین پر پڑے اور پھر خوفناک دھماکوں سے پھٹ گئے۔

نیچے اتر اور تیز چلے دوڑ کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی
کاروں سے اتر کر عمران کے پیچھے دوڑے۔

اندر ایک ہال بنا کر ہوا تھا۔ جس کی چھت اور دیواریں ٹوٹی ہوئی تھیں
ان سب کے اندر مہینچے ہی ایک دیوار درمیان سے شق ہوئی اور ایک
عرب نوجوان باہر آ گیا۔

جلدی آئے۔ جلدی۔ اس نوجوان نے والپس مڑتے ہوئے
ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی جلدی سے یہ نکلا پار کر گئے۔
دوسری طرف ایک سڑک کا دھانہ تھا جو لٹیب کی طرف جا رہی تھی۔
عرب نوجوان انہیں ہمراہ لے کر اس سڑک میں دوڑا گیا۔ سڑک نے
دو جگہ سے موڑ کاٹا اور پھر اونچی زونی شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ
سب ایک اور کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ جہاں دو نوجوان بڑی
بے چینی کے عالم میں کھڑے تھے۔

آئیے جناب!۔ جلدی۔ ان دونوں نوجوانوں نے کہا اور
وہ سب دوڑتے ہوئے کمرے سے نکل کر ملنے پر آدے میں پہنچ
گئے جن کے ساتھ ایک بڑے فوجی ٹرک کا کچھلا حصہ نظر آ رہا تھا۔
یہ حصہ کھلا ہوا تھا۔

جلدی سے اس میں سوار ہو جلیتے۔ جلدی پلینر۔ ابھی
بہر طرف نہا کر بندھی ہو جائے گی۔ عرب نوجوان نے کہا اور عمران
اور اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے ٹرک میں سوار ہو گئے۔ عرب
نوجوان نے دروازہ باہر سے بند کیا۔ پھر چند لمحوں کھٹکسا ہوا رہا۔
اس کے بعد ٹرک حرکت میں آ گیا۔ وہ سب ٹرک کے اندر بیٹھے ایک

”فائر“۔ نوجوان نے ایک بار پھر بیٹن دیا کر چیختے ہوئے کہا
اور ساتھ ہی اسی بیٹن کو دوبارہ پر لیں کیا۔ کاریں چونکہ اسی زمانے سے
آگے بڑھی جا رہی تھیں اس لئے اس بار میزائل ٹھیک نشانوں پر
پڑے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ انسانی چیخیں بھی سنائی دیں۔
سر طرف نارنگی رنگ کا دھواں اور شعلے پھیل گئے۔ تمام جہازیں اس
دھواں میں غائب ہو چکی تھیں۔

نوجوان نے تیزی سے اپنی کار کا رخ موڑا اور باقی کاریں بھی
سائیڈوں میں ہٹتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد وہ اس دھواں اور
آگ والے مقام کے قریب سے استثنائی تیز رفتاری سے گزرے تو
عمران نے دیکھا کہ سرطوت جہازوں کا لمبہ پھیلا ہوا تھا اور انسانی جسم
آگ میں پلینے ہوئے چند لمحوں کے لئے ادھر ادھر دوڑتے اور پھر
آگ میں ہی ڈھیر ہو جاتے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انسانی روپ
میں شعلے موت کا رقص ہمیش کر رہے ہوں۔ ان سڑک سڑک کے
میزانوں نے واقعی جہازوں پر قیامت توڑ دی تھی۔

کاریں اب ان جہازوں کے بلے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے
بڑھی جا رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر ابھی تک ان کے سروں پر پرواز کر رہا
تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ آبادی میں داخل ہو گئے۔ چند لمحوں
بعد میزوں کاریں ایک پرانی سی زرعی فارم نما عمارت میں وہل ہو گئیں
ہیلی کاپٹر اب فارم کے اوپر پہنچ چکا تھا۔ لیکن کاریں عمارت کے
کافی ڈور تک پہلے ہوئے شہید کے نیچے کھڑی تھیں۔

”اندر جلیتے۔ ڈرا تو رہے کہا اور عمران کا کار دروازہ کھول کر

دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ٹرک مسلسل حرکت میں تھا۔ پھر ٹرک رُک گیا۔ اور عمران کو باہر سے دھم سی آوازیں سنائی دیں۔ کسی نے ٹرک کے پچھلے دروازے پر کھٹ پٹ کی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اعصاب تن گئے لیکن پھر خاموشی طاری ہوگئی اور چند لمحوں بعد ٹرک پھر حرکت میں آگیا۔ اس بار اس کی رفتار پہلے سے تیز تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد ٹرک کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہوگئی۔ اور پھر وہ رُک گیا۔ چند لمحوں بعد پچھلے دروازے پر ایک بار پھر کھٹ پٹ سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باہر ایک با دروی نوجوبی کھڑا تھا جس کی سائڈ پر گارڈی شیون گن لٹکی ہوئی تھی۔

بلدیٰ باہر آئیے! ہم ٹرک پر ہیں۔ اس نوجوبی نے تیز لہجے میں کہا اور عمران اور اس کے ساتھی باہر کود گئے۔ واقعی وہ ایک شاہراہ کے کنارے کھڑے تھے۔

ساتھ سے درختوں کا جھنڈہ کراس کریں گے تو اس کے بعد ناکائی رنگ کی عمارت آئے گی۔ اس میں چلے جائیے۔ باس وہاں آپ کے منتظر ہیں۔ نوجوبی نے بلدیٰ سے ٹرک دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے ٹرک کے کنارے درختوں کے جھنڈے میں گھس گئے۔ درختوں کے اقدام پر واقعی ساتھ سے ایک ناکائی رنگ کی عمارت تھی اس عمارت کے گرد ہر طرف کھیت چھیلے ہوئے تھے۔ عمارت کا این گریٹ کھلا

دراختا اور گیٹ میں ایک لمبا ٹرنگا اور بھرے ہوئے جسم کا عرب نوجوان کھڑا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی گیٹ پر پہنچ گئے۔

خوش آمدید جناب! میرا نام عاطف ہے۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ جیل تو ہمیں عاطف صاحب!؟ عمران نے ٹھٹکتے ہوئے پوچھا۔

جیل! کیا مطلب! یہ تو ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے۔ عاطف نے حیران ہو کر کہا۔

اوہ! اچھا اچھا! میں سمجھا یہ جیل ہے۔ ہمارے ہاں جیلوں پر خوش آمدید کے بورڈ لگاتے جاتے ہیں۔ اور گیٹ پر ایک سیاہی آنے والوں کو خوش آمدید کہتا رہتا ہے۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ نئے قیدیوں سے زیادہ رشوت مل سکتی ہے۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور عاطف کھل کھلا برنس پڑا۔

خوب! واقعی آپ کا حوصلہ قابلِ وادے۔ ورنہ جو حالات سے گذر کر آپ یہاں تک آتے ہیں۔ آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔ عاطف نے منبتے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

اچھا تو ہم حالات سے گذر کر یہاں آتے ہیں واہ! اچھا نام ہے۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ اب چلتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ عمارت کے برآمدے میں چار سب عرب نوجوان کھڑے تھے۔

نام! کس کا نام!؟ عاطف ایک بار پھر چوک پڑا۔

جلنے گا۔ جہاں باس حادث آپ کے منتظر ہیں۔ عاظم نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹھیک ہے۔ ہمارا سامان وہاں جہاں صاحب کے اڈے میں رہ گیا ہے۔ اس کا کیا ہوگا؟ عمران نے پوچھا۔

وہ بھی پہنچ جائے گا۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ اب بستی طاعنہ کے گرد و آوازه ختم ہو چکا ہے۔ اب سامان آسانی سے پہنچ جائے گا۔ آپ لوگ تھک گئے ہوں گے۔ اس لئے آئیے میں آپ کو کمرے دکھا دوں۔ آپ کچھ دیر آرام کر لیجئے۔ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی۔ عاظم نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت واقعی انہیں آرام کی بیحد ضرورت تھی۔

”اس علاقے کا نام۔ جہاں سے ہم گزر کر آئے ہیں“ عمران نے ایک بار پھر معصوم سے لہجے میں کہا اور عاظم کے حلق سے نکلنے والے قبضے سے وہ کمرہ گونج اٹھا جس میں وہ سب داخل ہو رہے تھے۔

آپ واقعی انتہائی دلچسپ آدمی ہیں“ عاظم نے سکرلتے ہوئے کہا۔

آدمی!۔ اوہ شکریہ۔ شکریہ!۔ آپ کی نظریں واقعی قدر شناس ہیں۔ ورنہ یہ میرے ساتھی تو مجھے آدمی مانتے ہی نہیں“ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب واقعی مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہیں جناب!۔ میں نے زندگی میں آج تک ان جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اسی لئے جمال بول پڑا۔ جواب تک مسلسل عمران کے ساتھ تھا۔ اُسے پہلی بار عمران کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تھا۔

اگر آپ ان جیسا کے ساتھ لفظ آدمی کہہ دیتے تو عاظم صاحب کے دیتے ہوئے لقب کی تائید ہو جاتی۔ ویسے عاظم صاحب آپ کے کہنے ہوئے انتظامات نے واقعی مجھے بے حد متاثر کیا ہے پہلے یہ بتائیے کہ یہ جگہ کتنی محفوظ ہے“؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”آپ قطعی بے فکر اور مطمئن رہیں عمران صاحب!۔ یہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو کچھ وقت البتہ یہاں گزارنا ہوگا۔ صورت حال مناسب ہوتے ہی آپ کو تمل ایب پہنچا دیا

میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ آخر عمران نے ہمیں زندہ کیوں چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ ہمیں انتہائی آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا۔ کرنل ریوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ اس کے پاس بہترین موقع تھا۔ ہم نیتے تھے اور ہسٹ اور انہیں روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ بہر حال یہ اس کی ماتحتی اور اسے اس حماقت کا خمیازہ بھگدنا ہوگا۔“ کرنل مارگن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میجر پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔
”ہیں۔ کرنل مارگن سپیکنگ۔“ کرنل مارگن نے رسپور اٹھاتے ہوئے کرحمت لہجے میں کہا۔

”میجر فرانک بول رہا ہوں جناب!۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹرائس کر لیا ہے۔“ دوسری طرف سے فرانک کی پُرجوش آواز سنانی دی۔

”اوہ!۔ کہاں ہیں وہ؟ تم کہاں تے بول رہے ہو؟“
رنگل مارگن نے چنچیتے ہوئے پوچھا۔

”سر!۔ میں دار الحکومت سے بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے میجر فرانک نے جواب دیا۔

”تو کیا عمران اور اس کے ساتھی دار الحکومت پہنچ گئے ہیں؟“
رنگل مارگن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”نہیں جناب!۔ وہ حریفیہ سے بیس کلومیٹر دُور ایک چھوٹے قصبے اراتاب کی ایک عمارت میں چھپے ہوئے ہیں اور انہیں وہاں

کرنل مارگن اور کرنل ریوڈ دونوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے سے نظریں چار رہے تھے۔ ان دونوں کے چہرے تے تے ہوئے تھے۔ اور وہ بار بار دانتوں سے ہونٹ کاٹتے اور سر کو جھٹک رہے تھے۔ وہ ابھی ابھی صوفیہ پہنچے تھے۔

کرنل کاسٹر مینزنگل پھٹنے سے شدید زخمی ہو گیا تھا اس لئے اُسے ہسپتال بھیج دیا گیا تھا۔ وہ قصبہ صوفیہ میں جمی۔ پی فایتو کے سب میڈیکو اور ٹرین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں موجود جمی۔ پی فایتو اور ریڈ آرمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہی تھیں۔

”یہ لوگ واقعی مافوق الفطرت ہیں کرنل!۔ اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے۔ اور اب ہمیں ان کے مقابلے کے لئے ہتھوں منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔“ کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد کرنل مارگن نے کرنل ریوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

سے نکال کر دار الحکومت پہنچانے جلنے کا منصوبہ بن رہا ہے۔ اور یہ
منصوبہ مجبوراً تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے اچھی مین ہیڈ کو اڑھار سے
اطلاہ ملی ہے کہ آپ صوفیہ میں اس فمبر پر ہیں۔ اس لئے میں اطلاع
دے رہا ہوں۔“ میجر فرائک نے جواب دیا۔
ویری گٹ۔ ویری گٹ!۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ تم نے واقعہ
کا زمانہ سراہا دیا ہے۔ جلدی تفصیل بتاؤ۔“ کرنل مارگن نے
خوشی سے چمکتے ہوئے کہا۔
جناب!۔ مجھے گولڈن بار کے یعقوب کا ہڈی پر شک تھا۔ ا
انتہائی عیار آدمی ہے۔ میں نے نہ صرف اس کی بھر پور نگرانی
کا انتظام کر رکھا تھا۔ بلکہ میں نے نچھینے طور پر اس کے ٹیلیفون ٹیب
کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے آلات بھی گولڈن بار میں نصب کر رکھے
تھے کہ اگر یعقوب کا ہڈی کو کوئی ٹرانزیشن کال ملے تو اسے سنا جا سکے
ابھی تھوڑی دیر پہلے یعقوب کا ہڈی کو ایک ٹرانزیشن کال ملی ہے۔
کوئی چیف آف ریڈ فائر بول رہا تھا۔ اس نے یعقوب کا ہڈی
کہا ہے کہ پابلیش سیکرٹ سروس کے ارکان قصبہ ارناب کے حقیقہ
ہیڈ کو اڑھار میں پہنچ چکے ہیں۔ عاطف وہاں موجود ہے۔
عاطف سے بات کر کے انہیں دار الحکومت پہنچانے کی منصوبہ بند
کرو۔ اس کال کے بعد یعقوب کا ہڈی نے ٹرانزیشن کال کی تو
کی بات عاطف سے ہوئی۔ عاطف نے اسے تفصیل سے
بتایا کہ کس طرح اس نے سیٹی کا پٹر میں سیکرٹ سروس والوں کو فوج
کے جھنڈ میں اترنے کا اشارہ دیا۔ وہاں خصوصی میزائل کاریں پ

نی گئیں۔ اور پھر ان کاروں کے ذریعے انہیں صوفیہ لایا گیا جہاں
سے بند ہڈی کے ایک طہری ٹرک میں انہیں صوفیہ سے نکال کر
رناب پہنچایا گیا ہے۔ اور اب وہ ارناب کی عمارت میں جسے
عاطف حقیقہ ہیڈ کو اڑھار رکھا رہا تھا، میں سب لوگ آرام کر رہے ہیں۔
یعقوب کا ہڈی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ کم از کم دو روز تک انہیں
وہاں روکے۔ اس دوران وہ انہیں وہاں سے نکلنے کی مہکوس
منصوبہ بندی کر لے گا۔“ میجر فرائک نے پوری تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

“ قصبہ ارناب تو بہت چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اُسے آسانی
سے چھاک کیا جا سکتا ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
“ ٹھیک ہے میجر!۔ اب ہم انہیں سنبھال لیں گے۔ تم
ذریعے اس یعقوب کا ہڈی کا خیال رکھنا۔“ کرنل مارگن نے کہا۔
“ لیں سرا۔ میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ وہ جہاز سے
میں ٹرپ کا پتہ ہے۔“ میجر فرائک نے کہا۔
نگرانی۔“ کرنل مارگن نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے
بیور رکھ دیا۔

کرنل!۔ اب بھر پور انتظام لینے کا وقت آ گیا ہے۔ ہمیں
پوری طاقت سے قصبہ پر چڑھ دوڑنا چاہیے۔“ کرنل مارگن نے
بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔
“ وہ لوگ غافل نہیں ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
نگرانی کا کوئی حقیقہ انتظام کر رکھا ہو۔ اس لئے ہمیں ایسی پلاننگ

کرنی چاہیے کہ جب تک ہم ان کے سروں پر نہ پہنچ جائیں۔ وہ قطعاً بے خبر ہیں۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”السا بے کہ ہم قصبہ ارتاب کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ تیز رفتار مسلح جیپیں اور دو پہیلی کا پٹ بھی منگوا لیتے ہیں۔ آپ کہاں یہاں کتنی نفری ہے۔“ کرنل مارگن نے کہا۔

”ہیں کے قریب آدمی ہونگے۔ چھوٹا قصبہ ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یہ تو مختصر ہے میں۔“ عظمہ! میں انتظام کرتا ہوں۔“ کرنل مارگن نے کہا اور ٹیلیفون کارسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔

”لیس۔ ہیڈ کوارٹر ریڈ آرمی۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

”کرنل مارگن پبلنگ۔“ کرنل مارگن نے کراہت بلبے میں کہا۔

”لیس سر!۔“ حکم سر۔“ دوسری طرف سے بولنے والے نے بوجھلاتے ہوئے بلبے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر میں اس وقت کتنی نفری موجود ہے۔“ ہر کرنل مارگن نے پوچھا۔

”پچاس میں سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ ان پچاسوں کو پوری طرح مسلح کر کے پہیلی کا پٹوں میں صوفیہ بھجوا دو۔“ تین بڑے پہیلی کا پٹ کافی رہیں گے۔ ہر قسم کا اسلحہ ان کے پاس ہونا چاہیئے۔ یہ صوفیہ کے جی۔ پی۔ فائیو ہیڈ کوارٹر

میں رپورٹ کریں۔ جلدی کرو۔“ کرنل مارگن نے تیز بلبے میں کہا۔

”لیس سر۔ اچھی سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل مارگن نے رسیور رکھ دیا۔

کرنل مارگن کے رسیور رکھتے ہی کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دیں جی چاہی تھیں کہ کرنل مارگن نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

”آپ اپنے آدمیوں کو اسی طرح یہاں صوفیہ میں پڑتال کرنے دیں یقیناً مجرموں کے آدمی یہاں صورت حال کی رپورٹ کسے لئے موجود ہوں گے۔ اگر کچھ سخت چیکنگ ختم ہو سکتی تو وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔“ کرنل مارگن نے کہا۔

”گڈ!۔ یہ بھی اچھا آئیڈیا ہے۔“ بلکہ میں انہیں پڑتال اور زیادہ تیز کرنے کا حکم دے دیتا ہوں۔“ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر نمبر گھما کر اس نے اپنے آدمیوں کو پڑتال اور چیکنگ اور زیادہ تیز اور سخت کر دینے کا حکم دے دیا۔

”اب آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے ہدایات دینے کے بعد رسیور رکھتے ہوئے کرنل مارگن سے پوچھا۔

”پلاننگ بالکل سیدھی رکھنی ہے۔ زیادہ احتیاط وغیرہ کے چکر میں پڑنے سے بچھوڑ گیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔“ تین پہیلی کا پٹ اسٹے سے بھر لو آرہے ہیں۔ اور ساتھ ہی پچاس ریڈ آرمی کے مسلح افراد بھی۔ جیپیں جی۔ پی۔ فائیو سے مل جائیں گی۔ ان جیپوں کے ذریعے قصبہ ارتاب کو گھیر لیا جائے گا اور پھر ہر گھر اور

ہر عملت کی تلاشی شروع کر دیں گے۔ کسی بھی آدمی کو چاہے وہ عرب ہو۔ یہودی ہو۔ یا غیر ملکی۔ کسی صورت بھی قصبے سے باہر نہ جانے دیں گے۔ ظاہر ہے مجرم نکلنے کی کوشش کریں گے تو ان کا خاتمہ کر دیا جلتے گا۔ آپ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر کمانڈ کریں گے۔ میں اپنے مہمان کے ساتھ جیب میں بیٹھ کر انہیں لپڈ کروں گا۔ ہمارا آپس میں رابطہ قائم رہے گا۔ اور مجرموں کو قطعاً کوئی مہلت نہیں دینی۔ جس پر بھی شک ہو جلتے اس کا ذریعہ خاتمہ کر دیا جلتے گا۔ یہ بعد میں دیکھیں گے کہ تک درست تھا یا غلط۔ کرنل مارگن نے اپنی پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ! اچھی پلاننگ ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے تائید میں سر ہلادیا اور کرنل مارگن مطمئن ہو گیا۔

عمران صاحب! میں نے میڈیکل ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ ان کے مطابق آپ کو دو روز یہاں قیام کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد وہ آپ کو تل ابیب پہنچانے کا بندوبست کریں گے۔ عاطف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب آرام کرنے کے بعد کھانا وغیرہ لگا کر اب دوبارہ بڑے کمرے میں آکر بیٹھے تھے۔

ہمارا سامان کب تک یہاں پہنچ سکتا ہے۔؟ عمران نے منہ نہاتے ہوئے پوچھا۔

دو روز تو بہر حال ٹکسہ ہی جائیں گے۔“ عاطف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھیں! ہم یہاں سیر و تفریح کرنے یا بیٹھنے کے لئے نہیں آئے۔ اور نہ ہی ہم نے یہ ذمہ داری آپ لوگوں کے سر کی ہے۔ آپ ہمیں جگہ جگہ پارسل کرتے رہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہاں

سے تل ابیب کتنی دُور ہے۔ اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔
 عمران نے انتہائی بخیدہ لہجے میں کہا۔

اس بار تو اسرائیل میں داخلہ ہی سہل بن گیا ہے۔ صفحہ
 نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم شاید پہلی بار کا ذکر کر رہے ہو۔ اس وقت یہ لوگ اتنے
 چوکنا نہ تھے۔ لیکن اب صورت حال بدلی ہوئی ہے۔ بہر حال

اسرائیل میں داخل تو ہم جو بھی چکے ہیں۔ اب تو صرف تل ابیب
 تک پہنچنا ہی باقی رہ گیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عاطف اس دوران اٹھ کر باہر جا چکا تھا۔ وہ دوبارہ اندر آیا
 تو اس کے چہرے پر غم ہی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اور

اس کے ہاتھ میں ایک نقشہ موجود تھا۔
 ”کیا بات ہے۔؟ چہرے پر پریشانی کیوں ہے۔؟“ عمران

نے چوک کر پوچھا۔
 ”بات تو کوئی نہیں۔ ابھی ابھی صوفیہ سے اطلاع ملی ہے کہ

تین جنگی جہلی کاٹروں میں تقریباً پچاس مسلح افراد صوفیہ پہنچے ہیں
 وہ شاید صوفیہ کے گرد مستقل گھیر ڈالنا چاہتے ہیں۔“ عاطف نے

کڑی پر ہنستے ہوئے کہا۔
 ”یہ قصبہ صوفیہ سے کتنی دُور ہے۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”بیس کلومیٹر ہے۔“ عاطف نے بتایا۔
 تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صوفیہ کے ساتھ ساتھ ارد گرد

کے علاقے بھی چھپا کرنا چاہتے ہوں۔ بہر حال نقشہ دکھائیے

عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر عاطف کے نقشہ کھولنے
 پر وہ اس پر جھک گیا۔

”یہاں سے تل ابیب پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ ایک تو
 سڑک کے ذریعے۔ اور دوسرا شہرین کے ذریعے۔“ تینوں دونوں

صورتوں میں صوفیہ واپس جانا ضروری ہے اور ابھی صوفیہ کی
 سخت ترین چیلنج جاری ہو چکی۔ اسی لئے میڈیکل وارڈ نے دو روز

یہاں قیام کرنے کے لئے کہا ہے۔“ عاطف نے کہا۔
 ”یہ سڑک صوفیہ کی مخالف سمت میں کہاں جاتی ہے۔“ عمران

نے نقشے پر پنسل کی نوک سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”یہ تامیہ جاتی ہے۔ تامیہ یہاں سے ستر کلومیٹر ہے اور

درمیان میں سارا صحرا ہے۔ البتہ تامیہ سے ایک سڑک لمبا چکر
 کاٹ کر تل ابیب جاتی ہے۔ تامیہ سے شہرین نہیں جاتی۔“

عاطف سے جواب دیا۔
 ”اگر قصبے سے سڑک تامیہ جانے کی بجائے صحرا میں داخل ہو

جایا جائے تو تل ابیب جانے والی سڑک پر پہنچا جا سکتا ہے۔ تب
 کتنا فاصلہ ہے گا۔؟“ عمران نے پوچھا۔

”یہ انتہائی دشوار گزار صحرا ہے۔ راستے میں کہیں بھی کوئی
 قصبہ یا ٹھکانہ نہیں ہے۔“ فاصلہ تقریباً ۸۰ یا ۹۰ کلومیٹر

جائے گا۔ پانی کی نایابی کے علاوہ یہ علاقہ ریت کے سائیکلون
 کے لئے بھی مشہور ہے۔“ عاطف نے جواب دیا۔

”تمہارے پاس ایسی جہازیں ہیں جو اس صحرا کو کراس کر سکیں؟“

مجھے اس کی ناراضگی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔" عمران نے منہ بستے ہوئے کہا۔

"میں نے مسترد کر دیا ہے! کیا مطلب؟" جولیا نے بڑبڑا کر پوچھا۔

"مجھنی ہماری ڈور تو تم سے بندھی ہوئی ہے۔ تم نے اس میں دلچسپی نہیں لی تو ظاہر ہے۔ ہمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ کیوں تویر! تم بھی گولچھ بولو"۔ عمران نے خاموش بیٹھے ہوئے ذریعے کہا۔

"میں کیا بولوں! مجھے تو اکیٹھونے اس مشن کے لئے پابند کر رکھا ہے۔ اور مشن ایسا ہے کہ میرا خون کھول رہا ہے۔ لیکن میں بول نہیں سکتا۔ آخر کیا ضرورت ہے ان لوگوں کے ساتھ مائے رے پھرنے کی"۔ توذیر نے برا سامنہ بنا تے ہوئے کہا۔

"تو کیا کرتے؟" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جعلی کا تذات تیار کراتے۔ ایک میا مینجے۔ وہاں سے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر اطمینان سے تل ابیب اتر جاتے۔ اللہ اللہ خیر صلہ! توذیر نے منہ ٹیٹھا کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ اللہ خیر صلہ کی بجائے انا باللہ زیادہ مناسب رہتا۔ تمہارا خیال ہے کہ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیر ایئر فورٹ پر بیٹھوں کے بار امتحان میں لیتے ہمارے استقبال میں کھڑے ہوں گے۔ مسٹر توذیر!یشن ہماری تمام مہمات میں سب سے زیادہ کھٹن ثابت ہوگا۔ اس بات کا خیال رکھنا۔" عمران کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

میرا مطلب پٹول سے ہے۔" عمران نے کہا۔

"نوسرا۔ یہاں ہمارے پاس صرف کاریں ہیں اور بس۔ وہ بھی عام کاریں۔ میزائل فائر کاریں صوفیہ میں ہی چھپی ہوئی ہیں۔ کیونکہ وہ تینوں ان کی نظروں میں آجی ہیں"۔ عاطف نے جواب دیا۔ "کتنی کاریں ہیں یہاں"۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"چار کاریں ہیں"۔ عاطف نے جواب دیا۔ "اور اسلحہ"۔ عمران نے پوچھا۔

"اسلحہ برقم کا موجود ہے۔ جیسا آپ چاہیں"۔ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے! کاریں تیار کراؤ۔ اور ان میں کافی تعداد میں اسلحہ منتقل کر دو۔ ہم ابھی یہاں سے نکلیں گے۔ عمران نے فیصد کن لہجے میں کہا۔

"لیکن کس طرف جائیں گے آپ"۔ عاطف نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ آپ کا درد دوسر نہیں۔ آپ بس اتنا کام کریں جتنا آپ کو کہا گیا ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور عاطف ایک جھٹکے سے ٹھٹھا ہو گیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکل گیا۔

"آپ نے اسے ناراض کر دیا عمران صاحب"۔ مسکپٹن ٹیکل نے کہا۔

"ہوا ہے ناراض۔ جب جولیا نے اسے مسترد کر دیا ہے تو

کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید ڈرائیٹر لینے گیا تھا۔
 عمران نے سب ممبروں کو کاروں میں بیٹھنے کی ہدایت کی اور
 اسلحہ وغیرہ بھی لینے کے لئے تفصیلی ہدایات دینا شروع کر دیں۔
 تھوڑی دیر بعد جب عاطف والپس آیا تو عمران ہدایات دے
 چکا تھا۔

عمران نے عاطف کو اپنی کار کی پچھلی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ
 کیا۔ خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ جب کہ اس کے ساتھ ٹائیگر
 بیٹھ گیا۔

دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ ٹوری سنبھال لی۔ بعد ازاں اس کے
 ساتھ بیٹھا۔ جب کہ پچھلی نشستوں پر صدیقی اور جوان بیٹھ گئے۔
 تیسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھی۔ جولیا
 اس کے ساتھ والی سیٹ پر تھی۔ جب کہ چوتھی کار کی ڈرائیونگ سیٹ
 پر نثار اور تنہا اور نعمانی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا اور نثار والی
 دونوں کاروں کی پچھلی نشستوں پر عاطف نے کھانے پینے کا سامان
 اور پانی کی چٹے کی چھالیں رکھوا دی تھیں۔ سٹین گنیں ان سب
 نے لے لی تھیں اور جیبوں میں ہم بھر لے تھے۔

عمران نے کار اشارٹ کی اور کپاڈ ٹیگرٹ کی طرف بڑھ گیا۔
 باقی کاریں بھی اس کے پیچھے روانہ ہوئیں۔ عمارت کے گیٹ سے
 ایک کچی سڑک کا پانی آگے جا کر قصبے کے درمیان سے گزرنے والی پختہ
 سڑک سے جا ملتی تھی۔ یہ عمارت قصبہ ارناب سے کچھ ہٹ کر
 بنی ہوئی تھی۔

جناب کاریں تیار ہیں۔ اسحاق میں منتقل کر دیا گیا ہے۔
 پٹرول سے پینکیاں نکل ہیں۔ اسی لمحے عاطف نے انڈر وائل
 ہوتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ شکریہ!۔ آؤ جیسی اب مٹن کا آغاز کر ہی
 جاتے۔ دوپھیں اسرائیل ہمیں کیسے روکا ہے۔ عمران نے کڑوا
 سے اٹھتے ہوئے کہا اور سب سامتی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب
 کے چہروں پر وہ بے دلیہ جوش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔
 آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں جناب!۔ لیکن اگر آپ مجھے
 اپنا لائحہ عمل بتائیں تو میں آپ کو زیادہ اچھی طرح گائیڈ کر سکتا ہوں۔
 عاطف نے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

مجھے آپ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں۔ فی الحال کوئی
 لائحہ عمل نہیں ہے۔ وقت پر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ویسے
 اگر آپ ساتھ چلنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس طرح
 ہمیں سبھی آسانی ہو جائے گی۔ آپ کوئی وسیع حیطہ عمل کا ڈرائیٹر
 ساتھ لے لیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو آپ اپنے آدمیوں سے
 رابطہ قائم کر سکیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے کام میں مدد
 نہیں کریں گے۔ عمران نے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی کاروں کے
 پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

تھینک یو جناب!۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ ویسے آپ
 بے فکر رہیں۔ میری طرف سے کوئی مداخلت نہ ہوگی۔ عاطف
 نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور چہرہ تیزی سے دوڑتا ہوا واپس عمارت

ابھی عمران کی کارِ قصبہ ارتاب کی حد و میں داخل بھی نہ ہوئی تھی کہ اس نے آسمان پر تین ہیلی کاپٹروں کو اڑتے ہوئے دیکھا۔ تینوں ہیلی کاپٹر قصبہ ارتاب کے اوپر پرواز کر رہے تھے۔ اور عمران نے ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھتے ہی ہونٹ بھینچنے لگے۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں۔

اور پھر جیسے ہی وہ قصبہ ارتاب کی پہلی عمارت کے قریب پہنچے انہوں نے دو جیپوں کو تیز رفتاری سے قصبہ سے نکل کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ کھلی چھت کی ان جیپوں میں مسلح افراد موجود تھے جیپوں پر جی پی۔ پی۔ فایو کے مخصوص نشانات موجود تھے۔

موشیار! — عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے یکلخت رفتار تیز کر دی۔

جیپوں کے ڈرائیوروں نے جب لائٹس جلا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن عمران نے تیزی سے سٹیئرنگ کاٹا اور جیپوں کی سائیڈ سے کار نکالنا ہوا آگے بڑھ گیا۔ یہ مجھے آنے والی کاروں نے بھی اس کی پروا کی۔ البتہ عمران کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ٹائینگرنے ہاتھ بائیں نکال کر یوں لہرایا جیسے جیپوں میں سوار مسلح افراد کو سلام کر رہا ہو ٹائینگرنے کے اس انداز نے جیپوں میں موجود افراد کو تذبذب میں ڈالا اور وہ رکنے اور انہیں گھیرنے کی بجائے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان لوگوں کو ہماری یہاں موجودگی کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور انہوں نے قصبے کو گھیر رکھا ہے۔ عمران نے قصبے میں داخل ہوتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”میں خود حیران ہوں سر! — کہ یہ کیسے ہو گیا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عاطف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے عمران نے سامنے چوک پر سڑک کو بلاک دیکھا دو بیپوں نے سڑک بلاک کر رکھی تھی۔ اور مسلح لوگ ہر گزرنے والے کو قاعدہ چیک کر رہے تھے۔

”موشیار! — اب کھیل شروع ہو رہا ہے۔“ عمران نے ہونٹ چینٹتے ہوئے کہا اور ٹائینگرنے گھنٹوں پر رکھی ہوئی سٹین گن اٹھا رہا تھا میں نے لی۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے چوک کی طرف ٹرھی جا رہی تھی۔ سپاہیوں نے کاروں کے اس ٹانے کو دیکھتے ہی انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن عمران نے یکلخت کار کی رفتار تیز کر دی۔

”فائر کرو“ — عمران نے جیپوں کے قریب پہنچتے ہی چیخا۔ کہا اور ٹائینگرنے سٹین گن کے برست سپاہیوں پر کھول دینے۔

اسی لمحے کار ایک خونخوار حملے کے سے چوک پر کھڑی دونوں جیپوں کے درمیان میں ٹکرائی اور دونوں جیپیں اچھک کر سائیڈ میں بٹھیں اور ان حملے کے باوجود سٹیئرنگ پر اپنے بے پناہ کنٹرول کی وجہ سے رکو صحیح سلامت نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب عاطف نے بھی دوسری طرف سے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ اور ان کی فائرنگ کی وجہ سے پچھلی کاروں سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ ہر طرف چیخ و پکار سی مچ گئی۔

جیپوں کے سائرن تیزی سے بجنے لگے۔ عمران آندھی اور طوفان

پر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ایک ستون کی آڑ لے کر باہر بے ستماشا
فائرنگ شروع کر دی۔ اس کے جواب میں بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔
عمران نے جیب سے ایک بم نکال کر زور سے ایسی سائیڈ پر چھینکا
جہاں دو جیپیں موجود تھیں۔ اس نے جان بوجھ کر بم ان جیپوں سے
ذرا ہٹ کر چھینکا۔

خونخاک دھماکے کے ساتھ ہی کچھ سپاہیوں کی چیخیں بلند ہوئیں
دھماکے کے ساتھ ساتھ دھواں پھیل گیا۔ اور اسی لمحے تین بمبرز، جو
قریب ہی ٹوٹی ہوئی چار دیواری کی دونوں سائیڈوں میں چھپے ہوئے
تھے، جھکے جھکے انداز میں باہر کو پلکے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے
دوڑتے ہوئے ان جیپوں کی طرف بڑھ گئے۔

اسی لمحے عمران نے دوسرا بم دوسری سائیڈ پر کھڑی جیپوں کے
قریب چھینکا اور اس بار بھی دوسری جگہ سے بمبرز باہر کو پلکے گئے
عمران نے اب گھوم کر بالکل مخالف سمت میں فائرنگ شروع کر دی
وہ مسلح افراد کی توجہ ہر صورت میں اپنے ممبروں سے ہٹانا چاہتا تھا۔
اس لئے بڑی تیزی سے مخالف سمتوں میں فائرنگ کے ساتھ ساتھ
بم بھی پھینک رہا تھا۔

اب باہر سے بھی بم اندر پھینکے جا رہے تھے۔ اور دھماکوں اور
فائرنگ میں لے پناہ شدت آگئی تھی۔ عمران ایسی جگہ پر تھا جہاں
تک باہر سے چھینکا جا رہا ہے نہ پہنچ سکتا تھا۔ جب تک اُسے کسی گن
سے فائر نہ کیا جائے اور شاہد گن ان کے پاس نہ تھی۔ عمران کی خونخاک
حکمت عملی تیزی سے کامیاب ہوتی جا رہی تھی۔ اور بمبرز باہر کو پلکے

کی طرح کار اڑائے جا رہا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ کار ایسے زیادہ
نہیں چل سکتی۔ اگر اوپر سے بجلی کا پٹروں نے بمباری یا فائرنگ
شروع کر دی تو ان کے زخمہ رہنے کے ایک فیصد بھی امکانات
باقی نہ رہیں گے۔ اور اب دوسری طرف سے بھی فائرنگ شروع ہو
سکتی اور ان کے بچتے ہوئے ساترن بتا رہے تھے کہ انہیں چاروں
طرف سے گھرا جا رہا ہے۔

عمران نے سیکھت بجلی کی سی تیزی سے کار کا سٹیئرنگ موڑا۔
کار دو پہیوں پر گھومتی ہوئی کسی لٹو کی طرح گھومی اور ایک بڑے
سی عمارت کے کھلے پھانک میں گھس گئی۔ یہ بڑی سی عمارت ایم
زرنگر تھی۔ عمران کی وجہ سے دوسری کاریں بھی عمارت کے انا
سڑ آئیں۔ عمارت کی چھوٹی سی چار دیواری جگہ جگہ سے ٹوٹی ہو
تھی۔ عمران نے اس کے کھلے لان کی سائیڈ میں کار روکی اور دروازہ
کھول کر باہر آیا۔

جلد ہی کروڑوں ٹوٹے ہوئے حصوں کی سائیڈوں میں ہو جاؤ
بم نے ان کی جیپیں اڑانی میں۔ لیکن دودھ کر کے جانا ہے
بم فائر پر سب سے پہلے جیپوں پر قبضہ کرنا ہے۔ عمران نے یہ
اثر کر دیکھتے ہوئے کہا اور سب ممبران کاروں سے نکل نکل کر ٹوٹا
ہوئی جگہوں کی سائیڈوں میں چھپ گئے۔

اسی لمحے ساترن بجاتی ہوئی جیپیں عمارت کے چاروں طرف
پھیل گئیں۔ یہ جیپیں کھدو میں چھپ چھپیں۔
عمران ساترن گن سے تیزی سے ایک کمرے کی نو تعمیر شدہ

بار ہے تھے۔

”عمران صاحب آجائیں۔ سب بیویوں کے نیچے پہنچ گئے ہیں۔“ اسی لمحے عمران کو عاطف کی چستی ہوئی آواز سنانی دی وہ اس کمرے کے نیچے ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔

عمران نے آخری لم گیت کی طرف پھینکا اور پھر تیزی سے اچھل کر جھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ اور عاطف دوڑتے ہوئے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس پہنچ گئے۔

”میں پہلے دوسرے حصے میں جا کر بم پھینکتا ہوں تاکہ تم نکل جاؤ۔ پھر میں آؤں گا۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا وہ بائیں طرف چلا گیا۔ کچھ دُور پہنچ کر اس نے ہاتھ کھما کر بم باہر کی طرف اچھالا اور پھر تیزی سے واپس مڑا۔ خونخوار دھمکے کے ساتھ چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور اسکی لمحے عاطف باہر کو لپک گیا۔

دوسرے لمحے عمران بھی باہر کو لپکا اور پھر کسی جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر کھڑی جیب کے پاس پہنچ گیا۔ اسکی توقع کے عین مطابق جیب خالی تھی۔ اور اس میں سے پاسبی باہر جا کر فائرنگ اور حملے میں مصروف تھے۔ عمران تیزی سے اچھلا اور جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے عاطف بھی اِدھر پر چڑھ آیا۔ وہ شائد جیب کے نیچے چھپ گیا تھا۔ عمران نے جیب سٹارٹ کی اور تیزی سے کھما دی۔ اسی لمحے مختلف جگہوں سے تین جیبیں اور سٹارٹ ہو کر گھوم گئیں۔ لیکن عمارت پر ابھی تک

لے تماشاً فائرنگ جاری تھی۔ حالانکہ اب اندر سے جواب نہ مل رہا تھا۔ لیکن شائد وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی جان بوجھ کر خاموش ہیں۔ یا پھر ان کے پاس اسلحہ کم رہ گیا ہے۔ عمران جیب دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب تین اور تین بھی فاصلہ دے کر اس کے پیچھے آ رہی تھیں۔

عمران صاحب!۔ وائیں طرف موڑ لیں۔ ادھر ہمارا ایک بھروسے۔ وہاں سے کچھ بندوبست ہو سکتا ہے۔ عاطف نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جیب وائیں طرف موڑ دی۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد عاطف نے جیب وائیں روکنے کے لئے کہا اور پھر وہ نیچے اتر گئے۔ پچھلی جیبیں بھی واپس رک گئیں اور پھر سب لوگ اتر کر عمران اور عاطف کے پیچھے بھاگنے لگے۔ لذت خیز اور لعلخانی خاصے زخمی تھے۔ انہیں صفر اور چوہان نے بہارا دیا ہوا تھا۔

عاطف ایک تنگ سی گلی میں گھسا اور پھر اسی طرح مختلف گلیوں سے نڈر کر وہ ایک بند دروازے پر پہنچ گئے۔ عاطف نے مخصوص انداز میں جیسے ہی دروازے پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا اور آگ پر لمبی سیاہ واڑھی والا ایک عرب کھڑا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پہلے ہی دروازے کے پیچھے ان کے انتظار میں کھڑا تھا۔

”اوہ جناب!۔ آپ جلد ہی آئیں۔ وہ کہتے اجنبی یہاں پہنچ رہے ہیں گے۔“ سیاہ واڑھی والے عرب نے عاطف کو دیکھتے ہی عزم بھرے انداز میں کہا اور وہ سب تیزی سے مکان کے اندر داخل

”یہ کون ہے“ —؛ عمران نے قریب ہی لیٹے ہوئے عاطف
 ے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

”یہ حسنی ہے۔ فوج میں ماہر ترین انجینئر تھا کہ عرب ہونے کی
 جب سے نکال دیا گیا۔ اور اس نے یہاں اپنے قبضے میں فانی ورکشاپ
 رکھی ہے۔ فوج میں اس کے بے پناہ تعلقات ہیں۔ اس لئے
 اس ورکشاپ میں فوجی گاڑیاں مرمت کئے آتی رہتی ہیں۔ اور
 بنووا نہیں صوفیہ سے لے آتا ہے اور واپس وے آتا ہے۔
 صوفیہ میں فوج کی اچھی خاصی چھاؤنی موجود ہے۔ اس پر کوئی شک
 نہیں کرتا۔ یہ اُن کا با اعتماد آدمی ہے۔ لیکن جارا بھی خاص
 آدمی ہے۔ میں نے جب کوارٹرباٹ کرنے سے پہلے یہی منصوبہ
 مایا تھا کہ حسنی کی مدد سے آپ کو صوفیہ پہنچایا جائے گا۔ اور پھر
 وہاں سے ہم تل ابیب جائیں گے۔“ عاطف نے سرگوشیاً
 انداز میں پوری تفصیل بتادی اور عمران نے سر ہلادیا۔

جب خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی قبضے سے نکل کر
 یمن شاہراہ پر پہنچ گئی۔ چونکہ گھیرا ڈالنے والے اب اس زیر تعجب
 غارت کی طرف سمٹ گئے تھے۔ اس لئے ادھر کوئی نہ تھا۔ پہلی کاپڑ
 بھی شاید اتر گئے تھے۔ کیونکہ اب وہ آسمان پر نظر آ رہے تھے۔
 اب ہم صوفیہ جائیں گے“؛ عمران نے پوچھا۔

”ہاں! اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں“۔ عاطف نے
 کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کے بعد اچانک جیپ کی

ہو گئے۔ عرب نے دروازہ بند کیا۔

”ادھر آئیے ادھر۔ جلدی“ — اس نے تیز لہجے میں کہا
 اور پھر وہ انہیں لے کر ایک راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور
 راہداری کے اختتام پر اس نے جلدی سے دیوار کی جڑ میں پیر
 مارا تو راہداری کی دیوار درمیان سے چھٹ کر سلائڈنگ ڈور کے انداز
 میں دونوں طرف سمٹ گئی۔ اب دوسری طرف ایک ورکشاپ سی نظر
 آ رہی تھی۔ جس میں کئی فوجی ترک کھڑے تھے۔ ایک سائینر پر ایک
 بڑی سی اور طاقت ور مینگیسن نما جیپ کھڑی تھی۔ اور اس پر
 فوجی انجینئر کوڑ کے مخصوص نشانات تھے۔

سیٹوں کے نیچے کھسک جایئے۔ جلدی کیجئے“۔ عرب نے
 کہا اور عمران اور اس کے ساتھی جیپ میں چڑھ کر جلدی سے سیٹوں
 کے نیچے کھسک گئے۔ سیٹیں خاصی اونچی تھیں۔ اس لئے نیچے اتنی
 جگہ تھی کہ وہ اطمینان سے سمٹ جاتے۔

عرب نے باہر سے دروازہ بند کیا اور پھر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ
 پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے جسم پر لپٹا ہوا لمبا سیاہ رنگ کا فرغل اتار
 کر اس کی کھڑکی سی بنائی اور پھر ڈرائیونگ کے نیچے ایک بڑے
 سے خلعے کو کھول کر اُسے اس میں ڈال کر فائدہ بند کر دیا۔ دوسرے
 لمحے جیپ کا انجن سٹارٹ ہوا اور چند لمحوں بعد جیپ ورکشاپ کے
 کھلے ہوئے گیٹ سے باہر نکل گئی۔

عمران نے دیکھا کہ سیاہ واڑھی والے عرب نے اب چُست لباس
 پہنا ہوا تھا۔ اس نے یقیناً اس لباس کے اوپر ہی فرغل پہن رکھا تھا۔

زنگار کم ہونے لگی۔
 "مخاطب رہیں۔ چیک پوسٹ آرہی ہے۔" اسی لمحے

حسنی نے سڑک کے عاطف سے کہا اور وہ سب اور بھی زیادہ سمٹ گئے
 چند لمحوں بعد جیب رگ گئی۔ اور پھر باہر مہادی بولوں کی
 آوازیں سنائی دینے لگیں۔ حسنی دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا تھا اور
 اب باہر تیز باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ حسنی انہیں

بتا رہا تھا کہ قصبہ اڑتاب میں مجرموں کو ایک عمارت کے اندر گھیر لیا
 گیا ہے اور اب انہیں پکڑا جا رہا ہے۔
 چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور حسنی اچھل کر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ
 پر بیٹھ گیا۔ اور پھر جیب حرکت میں آگئی۔
 "آپ کو میں راس الجبار کے قریب اتار دیتا ہوں۔" حسنی کی
 آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے۔" عاطف نے جواب دیا۔
 جیب مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ایک جگہ رگ گئی اور
 حسنی نے نیچے اتر کر جیب کا سائیڈ دروازہ کھول دیا۔ عاطف اور
 عمران کھسک کر باہر آ گئے۔ اور پھر باقی ساتھی بھی باری باری باہر
 آ گئے۔ غزیر اور نعمانی کو بھی سہارا دے کر نیچے اتار لیا گیا۔ ان کی ہاتھوں
 پر زخم آئے تھے۔ اور وہ لنگڑا کر چل رہے تھے۔

جیب جس جگہ رگ کی تھی وہ ایک چھوٹی سی سڑک تھی۔ جس کے
 دونوں اطراف میں گھوڑوں کے جھنڈے تھے۔ جیب سے اتر کر وہ
 سب عاطف کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوئے

جیب کے بچتے ہی عاطف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
 شین کے سائیڈ میں لگا ہوا بٹن آف کر دیا اور مٹیوں اٹھا کر واپس
 الماری میں رکھ دی۔

"انہاش کو میں نے امیر جنسی سنگل دے دیا ہے۔ وہ ابھی
 پہنچ جائے گا۔" وہ انتہائی بااثر آدمی ہے۔ وہ قتل امیر

پہنچنے کی کوئی نہ کوئی سبیل نکال لے گا۔ عاطف نے
عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا
اور پھر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر
ھلادیا۔

حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے جا رہے تھے کہ عمران کو بار بار
الٹی لوگوں کا سہارا لینا پڑ رہا تھا۔ اب بھی اگر عاطف حسنی والا پیکر
تیار بنا تو خصبہ ارباب سے ان کا نکلنا محال ہو جاتا۔
”آپ نے انتہائی حیرت انگیز طریقے سے انہیں ڈلج دیلے
عمران صاحب! میں آپ کی بے پناہ ذہانت کا دل سے قائل
ہو گیا ہوں۔“ عاطف نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے
عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

”یہ کوئی ذہانت آمیز بیان نہ تھا۔ بلکہ ایک اندھا اقدام تھا۔
ویسے اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ ورنہ وہ موت کے فرشتوں
کی طرح پتھیا ہی نہ چھوڑتے۔ بہر حال حسنی کی دگر سے ہم دہاں
سے نکل آئے ہیں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ
میں جلد از جلد تیل اربیب پہنچنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ
اب اگر ہمارے لئے مجھے اور ہی چکر چلانا پڑے گا۔“ یدی می طرح
کام نہیں چلتا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”کیسا چکر جناب۔“ عاطف نے چونکتے ہوئے حیرت سے
لہجے میں پوچھا۔
”تمہارا آدمی آجاتے۔“ شائد وہ اس سے کوئی بہتر راستہ نکال

لے۔ ورنہ میرا خیال ہے کہ ہم چھاؤنی سے کچھ فوجی اور جیسپیں وغیرہ
اغزا کریں۔ اور پھر ان فوجیوں کے میک اپ میں تیل اربیب پہنچ
جاتیں۔“ عمران نے کہا۔

”ادہ ہاں!۔“ ویری گڈ!۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ الخامش
بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے۔“ عاطف نے سرت سرت بھرا
لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اٹھ آئی تھی اور عمران مسکرا دیا۔
کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عاطف اس کام کو آسان سمجھ کر عرض
ہو رہا ہے۔ ورنہ درحقیقت یہ انتہائی گھٹن کا کام تھا۔

ہو۔ کرنل مارگن اُلٹا اسی پر چڑھ دوڑا۔ کرنل مارگن عمارت کی جس طرف تھا وہاں سے واپس جاتی ہوئی جھپیں نہ دیکھی جاسکتی تھیں جھپیں عمارت کی مخالف سمت میں تھیں۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب!۔ ہماری چار جھپیں جو دائیں طرف کھڑی تھیں۔ میں نے خود انہیں اچانک شارٹ ہو کر قبضے کی طرف واپس جاتے دیکھا ہے جناب!۔ سپاہی نے گھبرائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ کیسے ممکن ہے۔ ریڈ آرمی کے سپاہی میری مرضی کے بغیر واپس نہیں جاسکتے۔ جاؤ جا کر معلوم کرو اور مجھے رپورٹ دو۔ کرنل مارگن نے دھجھتے ہوئے کہا اور سپاہی سیلوٹ کر کے واپس مڑ گیا۔ اب فائزنگ تقریباً ختم ہو گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد عمارت کے اندر خاموشی طاری ہو گئی۔ کرنل مارگن ڈرم کی ادٹ سے نکلا ہی تھا کہ فضا میں پرواز کرنے والے جہیل کا پٹر تیزی سے وہیں قریب جی کھیتوں میں اترتے دکھائی دیئے۔ اسی لمحے ایک سپاہی دوڑا ہوا واپس آیا۔

جناب! غضب ہو گیا۔ اندر عمارت میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے جناب!۔ عمارت بالکل خالی پڑی ہے۔ اللہ وہاں کاروں کے جلے ہوئے ڈھانچے موجود ہیں۔ ان میں خوفناک اسلحہ جبراً جوا تھا اور بمباری سے وہ تمام اسلحہ پھٹ گیا۔ جرم ثابت ہو گئے ہیں۔ اس سپاہی نے کانپتے ہوئے لمحے میں کہا۔ کیا بکواس ہے؟ کیا تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟

مگر چار جھپیں واپس جا رہی ہیں۔ ایک سپاہی نے کرنل مارگن کے پاس دوڑ کر پہنچتے ہوئے کہا۔ کرنل مارگن ایک ڈرم کی ادٹ میں کھڑا تھا۔ اور حملے کی باقاعدہ کمان کر رہا تھا۔ عمارت کے اندر سے فائزنگ ختم ہو گئی تھی۔ اس لئے کرنل مارگن نے ہم پھینکتے اور گولیاں برساتے ہوئے اندر داخل ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ اور اب عمارت کے گرد پھیلے ہوئے سپاہی بے تماشائاً فائزنگ کرتے ہوئے مختلف راستوں سے عمارت کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ پورا قصبہ خوفناک دھماکوں اور فائزنگ سے گونج رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پیر پاورز کی طاقتور فوجیں آپس میں ٹکرائی ہوں اور اندھا دھند لڑائی ہو رہی ہو۔ اور میں اسی لمحے ایک سپاہی نے آکر یہ اطلاع دی تو کرنل مارگن کا دماغ گھوم گیا۔

جھپیں واپس جا رہی ہیں۔ کس کی جھپیں۔ کیا بک ہے

اس انکشاف کے ہوتے ہی کرنل مارگن نے فوری طور پر حسنی اور اس کی ملٹری جیب کی تلاش کے احکامات ٹرانسٹیٹ پر دینے شروع کر دیئے۔ لٹکے سے پوچھ گچھ کے بعد جیب کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنے کے بعد کرنل مارگن اور کرنل ڈیوڈ ہیملی کاپٹروں کی طرف دوڑے۔

یقیناً یہ لوگ صوفیہ کی طرف گئے ہوں گے۔ وہ راتے میں ہی پکڑے جاسکتے ہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
کھلی جگہ پر پہنچ کر کرنل مارگن نے فضا میں پرواز کرنے والے تینوں ہیملی کاپٹروں میں سے ایک کو نیچے اترنے کے لئے کہا اور چند لمحے بعد وہ دونوں اس ہیملی کاپٹر پر بیٹھ کر فضا میں بلند ہو گئے۔ کرنل مارگن نے بلندی پر جا کر پائلٹ کو اس ملٹری جیب کو چیک کرنے کے احکامات دیئے اور ساتھ ہی ٹرانسٹیٹ پر اس نے دوسرے دو ہیملی کاپٹروں کے پائلٹوں کو بھی اسس جیب کی تلاش کے احکامات دے دیئے۔

چند لمحوں میں ہی تینوں ہیملی کاپٹر تیزی سے اردگرد بکھر گئے۔ کرنل مارگن اور کرنل ڈیوڈ والا ہیملی کاپٹر صوفیہ کی طرف چلنے والی سڑک کی چکنگ کر رہا تھا۔ لیکن وہاں دور دور تک کوئی ایسی ملٹری جیب نظر نہ آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ صوفیہ کی حدود میں داخل ہو گئے۔
"سر! کہیں وہ جیب تو نہیں۔ جو ملٹری ایریے میں داخل ہو رہی ہے۔" پائلٹ نے اچانک ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل مارگن نے ہب سے لٹکی ہوئی دوربین اُتار کر آنکھوں سے

مجرم ہمارے سامنے اندر گئے ہیں۔ اور ہم نے انہیں گھیر لیا ہے۔ اب وہ کہاں غائب ہو سکتے ہیں؟" کرنل مارگن نے پیر پینچتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل مارگن! کرنل مارگن! وہ لوگ نکل گئے ہیں۔ میں نے تمہاری جارحیتوں سے انہیں نکل کر ایک مکان میں گھستے دیکھا ہے میں نے ٹرانسٹیٹ پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن تمہاری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھے نیچے اترنا پڑا۔" کرنل ڈیوڈ نے ہیملی کاپٹروں کی طرف سے دوڑ کر کرنل مارگن کی طرف آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"سر! مجرم ہماری جیبیں لے کر نکل گئے ہیں۔ ہمارے سب سامنے سردہ۔ زخمی یا زندہ حالت میں یہاں موجود ہیں۔ اس کے باوجود چار جیبیں گئی ہیں۔ اسی لمحے ایک اور ساہی نے دوڑ کر قریب آتے ہوئے کہا اور کرنل مارگن کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"اس قدر بے پناہ فائرنگ کے باوجود وہ نہ صرف عمارت سے باہر نکلے۔ بلکہ ہماری جارحیتیں بھی لے گئے۔ اوہ ناممکن قطعاً ناممکن۔" کرنل مارگن نے یوں ہونٹ چباتے ہوئے کہا جیسے اسے کسی صورت بھی اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ان کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں کرنل! وہ جس مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہمیں فوراً نہ صرف اسے گھیرنا چاہیے۔ بلکہ اردگرد کے علاقے کی بھی ناگر بندی کر لینی چاہیے۔ ورنہ وہ شیطان نکل جائیں گے۔" کرنل ڈیوڈ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

گمانڈر نے بوکھلائے ہوئے بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل مارگن نے۔ اور اینڈ آل۔ کہہ کر بات چیت ختم کر دی۔ پائلٹ جیب کے ساتھ ساتھ جیلی کا پڑا ٹار با تھا۔

”نیچے آروں جناب“۔ پائلٹ نے پوچھا۔
 ”ابھی نہیں۔ پہلے ملٹری گھیر ڈال لے“۔ کرنل مارگن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے جیب کو جو اب ایک کھلی بگ بونچ بن چکی تھی، ملٹری کی بیڈوں کے گھیرے میں دیکھا۔ اور انہوں نے بھروسوں کی جیب روک لی۔

”بس اب نیچے آرو۔ اب یہ کہیں فرار نہیں ہو سکتے“۔ کرنل مارگن نے خوشش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پائلٹ نے جیلی کا پڑا کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

آپ کہن کی بات کر سہے ہیں۔ کون فرار نہیں ہو سکتے“
 پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے بلجے میں پوچھا۔
 ”مجموع۔ اور کون۔ یہ لکڑیا سیکرٹ مروس ڈالے۔“
 مارگن نے لٹکر مٹخ بلجے میں کہا۔

”آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر وہ جیب میں ہوتے تو کیا سخی اس طرح بے دھڑک ملٹری ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی۔ میرا بت ہے کہ حسنی انہیں کہیں چھوڑ کر ادھر آیا ہے“۔ کرنل ڈیوڈ نے فٹنری بلجے میں کہا۔

”اوہ ہاں!۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ بہ حال میں حسنی کی آنسوؤں سے بھی مجرموں کو آگھوا لوں گا“۔ کرنل مارگن نے تہسے

لگائی۔ وہ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل ڈیوڈ پچھلی سیٹوں پر دو دوسرے مسلخ افراد کے ساتھ تھا۔

”ہاں بالکل!۔ یہ وہی جیب ہے۔ چھاؤنی کے کمانڈر سے بات کراؤ۔ جلدی۔ کرنل مارگن نے دور بین آنکھوں سے بھٹاتے ہوئے پائلٹ سے کہا۔

پائلٹ نے ملٹری ٹیڈ کی ناب گنھا کر اُسے ایڈجسٹ کیا۔
 ”ہیلو۔ ہیلو۔ کمانڈر، سنو فوڈ چھاؤنی۔ اسٹڈ پلینز۔ ریڈ آرڈر کے سربراہ کرنل مارگن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور“۔
 پائلٹ نے بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

”ہیں!۔ کمانڈر راجا اسٹڈنگ۔ اور“۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز ملٹری پر سنائی دی۔

”ہیلو کمانڈر!۔ میں کرنل مارگن بول رہا ہوں۔ اسٹڈ آرڈر آرمی۔ میں اس وقت تمہاری چھاؤنی کے اوپر ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں۔ سنو!۔ ملٹری ایرے میں ایک ملٹری جیب داخل ہوئی ہے۔ یہ گھرے سرنج رنگ کی لینڈ کروزر ہے۔

نمبر اے۔ سی۔ مقصدی دن مقصدی مقصدی۔ اس میں اسرائیل کے خوفناک مجرم ہیں۔ تم فوراً اس جیب کو گھیر کر مجرموں کو گرفتار کر لو۔ پلورمی ہوشیاری سے۔ ہم جیب کے قریب ہی آ رہے ہیں۔ فوراً۔ جلدی۔ اسٹڈ از امیر حسنی۔ اور“۔

کرنل مارگن نے انتہائی تیز بلجے میں کہا۔

”ہیں سر!۔ ہیں سر!۔ میں ابھی آرڈر دیتا ہوں۔ اور“۔

لے جرم ہیں۔ تمہارے خالی مکان میں وہ گھسے اور تم انہیں دیوار
دل کر اپنی ورکشاپ میں لے گئے۔ اور پھر اس جیب پر
انہیں صوفیے لے آئے۔ بولو کہاں ہیں وہ؟ کرنل مارگن
اس کے سامنے جاتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

جناب! میرا کسی جرم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں
بے ضرور ورکشاپ سے لایا ہوں۔ لیکن یہ شروع سے ہی
لی ہے۔ حسنی نے انتہائی مطمئن انداز میں جواب دیا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ مجرم واقعی اسی جیب میں لائے
تے ہیں۔ وہ سینٹوں کے نیچے لیٹ کر آئے ہیں۔ وہاں
بٹوں کے نیچے خون کے قطرات موجود ہیں۔ ایسے ہی قطرات
ان مکان میں بھی تھے۔ اسی لمحے کرنل ڈیلوڈ نے قریب
تے ہوئے کہا۔ وہ جیب کے اندر گھس کر آیا تھا۔

”اب بولو کہاں ہیں وہ؟“ کرنل مارگن نے پریچٹھے ہوئے
ہتے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں“ حسنی نے جواب
دیا۔ لیکن اسی لمحے کرنل مارگن کا ہاتھ چلا اور ایک زوردار تھپڑ حسنی
کے چہرے پر پڑا۔ وہ جیب سے نکل گیا۔ اس کی آنکھوں میں یکجہالت
ہتے کے چراغ جل اٹھے۔

”آپ کو یہ تھپڑ مہنگا بڑے گارنٹل“ حسنی نے گال پر
تھپڑ رکھتے ہوئے زبردی لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ! جلدی بناؤ۔ ورنہ ایک ایک بڑی توڑ دوڑو گناہ
لے جھپٹتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تیلی کا پٹر نیچے اتر گیا۔ کرنل مارگن اور اس کے
نیچے اترے اور پھر تیزی سے جیب کی طرف بڑھے۔

جیب کے ساتھ سیاہ واڑھی والا ایک عرب کھڑا تھا اور
والوں نے اُسے گھیر رکھا تھا۔

”میں کمانڈر راجا رہوں“ ایک آفیسر نے ایک ملٹری جیب
سے اترتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کرنل مارگن ہے۔ اور یہ جی۔ پی۔ فائیو کے سربراہ
ڈیلوڈ ہیں۔ مجرم کہاں ہیں؟“ کرنل مارگن نے اپنا اور کرنل
کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”جناب! یہ ہمارا پرانا انجینئر حسنی جیب میں ہے۔
پٹر کو کوئی نہیں۔ یہ جیب بھی ہماری ہے۔ حسنی کی ورکشاپ
ریڈیو کے قصبہ ارباب میں ہے۔ مرمت کے لئے گئی تھی۔ اب
میں سے واپس کرنے آئے۔“ کمانڈر نے سیاہ واڑھی والے
داخل طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہوں! اسے تانا ہو گا کہ مجرم کہاں ہیں؟“ کرنل مارگن
خوفناے دانت پشیتے ہوئے کہا اور وہ حسنی کی طرف بڑھ گیا جو بڑے مظل
انداز میں جیب کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

”سنو! میرا نام کرنل مارگن ہے۔ میں ریڈیاری کا سر
ہوں۔ میں پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔ جیب
پاس پورے ثبوت میں کہ پالیٹیا سیکرٹ سروں کے رکن جو کہ اس

کے ہسپتال کی طرف دوڑ پڑا۔ جبکہ دوسرے فوجی اپنے اپنے ساتھیوں
دستمال لے گئے۔ کہیں باقی سب ختم ہو چکے تھے۔ مشین گنوں کے برٹ
نے انہیں چیلنج کر دیا تھا۔ پوری جھاوٹی میں جھگڑی مچ گئی تھی۔
اوہ! یہ بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا ہوا۔ اب مجھوں
کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے کاش! یہ خفی نہ مرا۔ کرنل

روڈ نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے
اثر نمایاں تھے۔ اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ کر خسی کی لاش کو دیکھ رہا
تھا جیسے اس کی رُوح سے پاکینیا سیکرٹ سروس والوں کا پتہ معلوم
کر لینا چاہتا ہو۔ اور میرے چند لمحوں بعد اس کے کندھے پر بند لٹک گئے
جب اسے اطلاع ملی کہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی کرنل مارگن نے
دم توڑ دیا ہے۔

کرنل مارگن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے
دوسرا ہتھیار لے کے لے ہاتھ اٹھایا یہی تھا کہ خسی اچانک اپنی
جگہ سے سبکی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے کرنل مارگن کی چیخ
نصا میں لہراتی چلی گئی۔ ایک پتلی دھار کا خنجر کرنل مارگن کے
سینے میں ہوتے ہو چکا تھا۔

اسی لمحے کئی مشین گنیں چلیں اور خسی کسی لٹو کی طرح گھومتا
ہوا زمین پر گرا۔ کرنل مارگن کی چیخ سنتے ہی ریڈ آرمی کے
مشین گن برداروں نے اضطرابی طور پر خسی پر فائر کھول دیا تھا
خسی کے ساتھ ساتھ دو فوجی سپاہی بھی مشین گنوں کی گولیوں
کی زد میں آ گئے۔

فوجیوں نے اپنے ساتھیوں کو زخمی ہوتے دیکھ کر ریڈ آرمی
پر فائر کھول دیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دو فوجیوں کے ساتھ ساتھ
ریڈ آرمی کے چار آدمی بھی زمین پر لاشوں کی صورت میں گر گئے۔
رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑی طرح چیختے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کمانڈر راجر بھی چیخنے لگا۔ اور ان
دو لوگوں کے بیک وقت چیخنے سے فائرنگ رُک گئی۔
کرنل ڈیوڈ تیزی سے کرنل مارگن پر جھک گیا۔ اس کی نبض اب
چل رہی تھی۔

"جلدی کرو۔ انہیں ہسپتال لے چلو۔ جلدی کرو" کرنل
ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔ اور کمانڈر نے خود جھک کر زمین پر گرے ہوئے
کرنل مارگن کو اٹھایا اور جیب کی پھلی سیٹ پر لٹا کر وہ جیب لیکر چھاوٹی

”او الخماش! — یہ اپنے ہی آدمی میں“ — عاطف نے
 اُسے ٹھٹھکتے دیکھ کر کہا اور وہ عاطف کی آواز سننے ہی تیزی سے اندر
 داخل ہوا اور اس نے فوجی انداز میں عاطف کو باقاعدہ سلوٹ کیا۔

عمران صاحب! — یہ میجر الخماش ہیں۔ — صوفیہ کی چھاؤنی
 میں تعینات ہیں۔ — میرے خاص ماتحتوں میں شامل ہیں۔ — نسلاً
 یہودی ہیں۔ لیکن بذات خود مسلمان ہیں۔ — انہوں نے ہمارے
 لئے بہت بڑے بڑے کاغذے سرانجام دیئے ہیں۔ — اور میجر
 الخماش! — یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں۔ اور یہ ان
 کے لیڈر علی عمران ہیں“ — عاطف نے عمران اور الخماش کا
 باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

علی عمران! — اہو آپ علی عمران ہیں“ — میجر الخماش
 یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے وہ دنیا کا اٹھواں
 تو کیا نواں عجوبہ دیکھ رہا ہو۔ — اور عمران بوکھلا کر اپنے آپ کو
 یوں دیکھنے لگا جیسے اُسے اچانک خیال آیا ہو کہ وہ کپڑے پہننے لیگز
 ہی غسل خانے سے باہر آیا ہو۔

بجی ہاں! — میں — میں علی عمران ہوں۔ — اصلی
 علی عمران۔ — یقین کیجئے قطعاً کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔ — عمران
 نے بدستور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر الخماش ہنسکرا دیا۔
 ”سرا — میں یہاں چھاؤنی میں آنے سے پہلے جی۔ پی۔ فایتو کے
 ایک سیکشن میں کام کر چکا ہوں۔ — اور جس رٹنے میں آپ لوگوں نے
 اسرائیل میں قیامت برپا کروئی تھی۔ — میں جی۔ پی۔ فایتو میں تھا۔ — آپ

”الخماش صاحب! — میں سر“ — ایک نوجوان نے کمرے
 میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس وقت عاطف اور عمران دوسرے کمروں
 کے ساتھ بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ — تمیز اور لعانی کی سرزمین پٹی
 کروڑی گنتی تھی۔ گولیوں نے صرف زخم ڈالے تھے۔ اس لئے مزہم جی ہی
 کافی ہو گئی تھی۔ اور وہ دونوں بھی اس وقت کمرے میں صوفیوں پر
 اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔

ٹھیک ہے۔ — بھججوائے“ — عاطف نے سھکمانہ انداز میں
 کہا اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی آفسر اندر
 داخل ہوا۔ اس کے کاغذے پر لگے ہوئے شاد تار بے تھکے کہ وہ
 میجر ہے۔ اس کے بال سنہرے اور گھنگرائے تھے جبکہ اس کا رنگ چھلکا
 گورا تھا۔ قد وقامت کے لحاظ سے وہ خاصا مٹھوس اور مضبوط جسم
 کا مالک تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ ایک لمحے کیلئے تھک گیا۔

لوگوں کے پاس لازماً اپنے میلی کا پٹو وغیرہ ہونگے۔۔۔۔۔ عمران نے چومپکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں ہیں۔۔۔ میں ایک بار وہاں گیا تھا۔۔۔ ایک بڑی نرم ہے۔۔۔۔۔ میجر الخاش نے کہا۔

”اس طرف رکاوٹوں کی کیا پوزیشن ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ایک پختہ چوکی بنی ہوئی ہے۔۔۔ جس پر اب جی۔ پی۔ نایو تعینات ہے۔ پہلے یہ فوج کے کنٹرول میں تھی۔۔۔ میجر الخاش نے کہا۔

”اد کے!۔۔۔ میجر الخاش!۔۔۔ آپ ملٹری کی کوئی بڑی جیپ مہیا کر سکتے ہیں جو ہمیں اس چوکی تک پہنچا دے۔۔۔ عمران نے میجر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ایسی جیپ تو مل جائے گی جناب!۔۔۔ لیکن اُسے چوکی کا اس نہیں ہونے دیا جائے گا۔۔۔ راتے میں بھی چیکنگ ہو سکتی ہے۔۔۔ موجودہ حالات میں انتہائی سخت چیکنگ ہے۔“ میجر الخاش نے کہا۔

”اس کی تم فکر نہ کرو۔۔۔ تم جیپ کہاں مہیا کر سکتے ہو۔۔۔ اور ہمیں اب اسکو کبھی چاہیے۔“ عمران نے کہا۔

”اسٹے کی فکر نہ کریں۔۔۔ وہ تو مل جائے گا۔“ عاطف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ ایسی جیپ تو ملٹری ورکشاپ سے ہی اڑائی جا سکتی

میں کہا۔

”لیکن سراسر ایسے حالات میں۔۔۔“ میجر الخاش نے جیران موٹے موٹے کہا۔

”حالات کی بات مت کیا کریں۔۔۔ حالات کو اپنی مرضی کی مٹاؤ بدلنا بھی جا سکتا ہے۔۔۔ عمران نے اسی طرح محسوس لہجے میں کہا البتہ اس کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔

”عمران صاحب کی تجویز یہ ہے کہ سیکرٹ مروں کے قدامت کے فوجی سپاہیوں کو اغوا کیا جائے۔۔۔ اور پھر ان کے میک اپ میں مہیاں سے نکلا جائے۔“ عاطف نے کہا۔

”لیکن سراسر!۔۔۔ کوئی شخص چاہے وہ فوجی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ اب تا حکم ثانی سو فیصد سے نہیں نکل سکتا۔“ میجر الخاش نے کہا۔

عمران چند لمحوں سوچتا رہا۔ پھر اس نے جیپ سے وہی نقشہ نکالا جو اس نے عاطف سے حاصل کیا تھا اور نقشہ سامنے رکھ کر اس پر غور کرنے لگا۔

”یہ جو ایک راستہ جارہا ہے۔۔۔ یہ کہاں بنا آئے۔۔۔ عمران نے نقشے پر بتی ہوئی ایک پتلی سی لکیر پر اٹھکی رکھتے ہوئے عاطف سے پوچھا۔

”یہ راستہ الحراب کو جانا ہے۔۔۔ ایک نخلستان ہے۔۔۔ جہاں تیل کی تلاش کے لئے کھدائی ہو رہی ہے۔۔۔ اس کے بعد خورنک صحرا ہے۔“ عاطف نے جواب دیا۔

”تیل کے لئے کھدائی ہو رہی ہے۔۔۔ ادھ ویری گڈ۔۔۔ ان

ہے۔ اور تو کوئی صورت نہیں۔۔۔ مہجر الخماش نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ عاطف صاحب!۔ آپ میرے ماپ کی فوجی وردی کا بند و بست کریں اور میک آپ کے سامان کا بھی۔ میں مہجر الخماش کے ساتھ جا کر جیب و رکشاپ سے نکالوں گا۔ اور پھر ہم اس جیب کے ذریعے آگے جائیں گے۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”آپ تکلیف نہ کریں جناب!۔ میں خود ہی جیب پھیلے خالی حصے میں لے آتا ہوں۔۔۔ میرے لئے یہ کام کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ میں آجکل آٹو مو ہائل کور میں ہی تعینات ہوں۔“ مہجر الخماش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو کے جیب مہیا کریں اور عاطف!۔ آپ فوجی وردیاں۔ میک آپ کا سامان اور اسلحہ مہیا کریں۔ جب تک مہجر الخماش جیب لے کر آئیں۔ ہم تیار ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور عاطف سر ہلانا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ مہجر الخماش بھی کمرے سے باہر نکل گیا۔

مشورہ ڈیر بعد وہ سب فوجی وردیوں میں ملبوس ہو چکے تھے۔ عاطف نے ان کے ماپ سے ملتی جلتی وردیاں مہیا کرنے میں سستی نہ کی تھی۔

عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں پر مقامی میک آپ کیا اور میک آپ کے سٹے میں ٹائینگز نے بھی اس کا ہاتھ ٹٹایا اور جب مہجر الخماش کی طرف سے جیب کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ سب

فوجیوں کے رُوپ میں آپکے تھے۔

”اسٹے کی کیا پوزیشن ہے۔ زیادہ نہیں بس ملٹری سٹائل مینٹین لگیں اور کچھ ہم کافی ہوں گے۔“ عمران نے عاطف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ چلیں۔۔۔ وہ سب پہنچ جائے گا۔“ عاطف نے کہا اور عمران سر ہلانا ہوا اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس کے ساتھی بھی ان کے پیچھے تھے۔

عدالت کے ایک عقبی دروازے سے نکل کر وہ سب ایک تنگ سی گلی میں سے ہوتے ہوئے ایک کھلے علاقے میں آگئے جہاں ایک بڑی سی ملٹری جیب موجود تھی۔

یہ جیب اتنی بڑی تھی کہ اس میں پندرہ کے قریب افراد آسانی سے سفر کر سکتے تھے۔ جیب اتنی تھی اور اس کا اجن خاصا طاقت ور تھا۔

چلیں عاطف!۔ آپ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھیں۔ میں آپ کے ساتھ۔ اور باقی ساتھی پہنچے بیٹھیں گے۔“ عمران نے عاطف اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اور عاطف نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ باقی سب ممبران جیب کی پھپھی نشتروں پر بیٹھ گئے۔

اسی لمحے سب سے چند افراد باہر آئے۔ انہوں نے بڑے بڑے دو تھیلے کمروں پر لاوے ہوئے تھے۔ اور پھر انہوں نے وہ تھیلے جیب میں رکھ دیئے۔

ان عقیلوں میں اسلمحہ ہے جناب! عاطف نے عمران سے کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔ اور پھر اس کے کہنے پر عقیلوں میں سے مشین گنیں نکال لی گئیں۔ ایک ایک مشین گن سب نے اپنے اپنے ہاتھ میں تھام لی۔ اور ہم جیدوں میں ڈال لئے گئے۔

جناب! میرے لئے کیا حکم ہے۔ مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔ مہجر النخاش نے کہا۔

”ہتھیں مہجرا۔“ مسکریا۔ ”آپ یہیں رہیں۔ آپ نے ابھی فلسطین کے لئے بہت کام کرنا ہے۔ میں حسنیٰ کی طرح آپ کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔“ پھر ملاقات ہو گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جناب دیا اور مہجر النخاش فوجی انداز میں سلوٹ کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ اور عمران کے اشارے پر عاطف نے جو خود بھی فوجی وردی میں تھا، جیب کو آگے بڑھا دیا۔

کرنل ڈیوڈ جیب میں بیٹھا بورے صوفیہ کاراؤنڈ لگا رہا تھا۔ اس کی حالت زخم کھاتے ہوئے بھیڑیے جیسی، مورہی تھی۔ کرنل کاسٹر ہسپتال میں پڑا تھا۔ کرنل مارگن کی لاش تل ابیب بھیجی جا چکی تھی۔ بے شمار سپاہی اور دوسرے آدمی مارے جا چکے تھے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اراکان نہ صرف زندہ تھے۔ بلکہ آنا کچھ ہو جانے کے باوجود وہ بدستور نظروں سے اوجھل تھے۔

صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ کو بے حد جھاڑ پلائی تھی۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی قیمت پر صوفیہ سے زندہ نہ سکلے دیا جائے۔ چاہے اس کے لئے صوفیہ کی ایک ایک عمارت کی بنیادیں کیوں نہ کھود ڈالی جائیں۔ اور ساتھ ہی انہوں نے عارضی طور پر اُسے ریڈ آرمی کا بھی سربراہ مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ احکام ملتے ہی کرنل ڈیوڈ انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آ گیا تھا اور اس

نے واقعی انتہائی ہوشیاری اور چالاکی سے پورے شہر کی کچھ اس طرح نگرہ بیٹھیں گے بلکہ وہ جلد از جلد ناکہ بندی توڑ کر صوفیہ سے باہر ناکہ بندی کر دی تھی کہ پرنڈہ بھی اپنی مکل اور واضح شناخت کرائے بغیر نکلنے کا اقدام کریں گے۔

ماہر نہ جاسکتا تھا۔ چھوٹی میں موجود تقریباً تمام فوجی اس آپریشن پر لگا دیئے۔ جیب میں طاقت ور ریجنج کا ڈائریکٹر موجود تھا اور کرنل ڈیوڈ اس نکتے سے ابھی ابھی اُسے یہ اطلاع ملی تھی کہ صدر مملکت نے فوری پرناکہ بندی کے لئے قائم کردہ چوکیوں کے انچارجوں سے باقاعدہ طور پر میجر فرانک کو کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر ریڈ آرمی کا ایجنٹ پروپوزیشن لے رہا تھا۔

نہاویا۔ لیکن وہ صوفیہ مشن میں کرنل ڈیوڈ کا ماتحت رہے گا اور جیب ایک چوک پر پہنچ کر جیسے ہی دوسری طرف جانے والی کرنل فرانک ریڈ آرمی کے تقریباً ایک سو بیس افراد کو ہمراہ لے کر نکلتا ہے، ایک طرف سے ایک ٹری جیب خاصی تیز رفتار انتہائی تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے صوفیہ پہنچ رہا ہے سے آتی دکھائی دی۔ یہ خاصی بڑی جیب تھی اور اس میں ڈرائیور ہمارے صوفیہ میں بھرا لورڈ انڈاز میں پاکیشیا سیرٹ سروں کے ارکان کے علاوہ دس کے قریب سب فوجی سوار تھے۔ وہ جیب صوفیہ کے کو تلاش کیا جائے۔ اور ساتھ ہی یہ اطلاع ملی تھی کہ کرنل فرانک نڈرونی علاقے کی طرف سے آرہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے انہیں رکنے اپنے ہمراہ تلاش کرنے والے دس خصوصی تربیت یافتہ کتے بھی لایا ہے۔ اور اس اطلاع کے بعد کرنل ڈیوڈ کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اب پاکیشیا سیرٹ سروں کے ارکان کسی صورت بھی بچ نہ سکیں گے۔

کیونکہ حسنی والی جیب میں سیرٹ سروں کے زخمی ممبران کے خون کے قطرات چاہے نصف ہو چکے ہوں۔ لیکن بہر حال موجودتے اور کتے اس خون کی بو سونگھنے کے بعد ان زخمیوں کو بہت جلد ڈھونڈ نکالیں گے۔ ویسے اس نے صوفیہ کے گھروں کی تلاشی کے احکامات بھی جاری کیے ہیں کہا۔

کر دیتے تھے۔ اور ٹری چھوٹی کے کمانڈر کی سرکردگی میں کئی دستے اس کام میں مصروف ہو چکے تھے۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ ناکہ بندی کی جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جس فطرت کے مالک تھے وہ زیادہ دیر کہیں چھپ

”راس الخیمہ! کیسی گڑبڑ۔؟ کس نے اطلاع دی ہے۔؟“
 کیا اطلاع ملی ہے۔؟ اور تم نے مجھے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کال کیوں نہیں
 کیا۔؟“ کزن ڈیوڈ نے غصہ ناک لہجے میں کہا۔
 ”ایسے ہی مبہم سی اطلاع تھی جناب!۔ میں نے سوچا پیلے
 اسے اچھی طرح چیک کر لیا جائے۔۔۔ میجر نے کہا۔
 ”اطلاع کیا ہے۔؟“ کزن ڈیوڈ نے قدرے نرم پٹتے
 ہوتے پوچھا۔

جناب!۔ ایک سپاہی نے اطلاع دی ہے کہ وہاں ایک سبز
 رنگ کی عمارت کے اندر پراسرار سی انداز پر وہ رہتے
 ہیں۔ ان کے انداز مشکوک ہیں۔۔۔ میجر نے جواب دیا۔
 ”ادہ!۔ یہ تو بڑی اہم اطلاع ہے۔۔۔ میں خود چیک کر لیا
 ہوں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔“ کزن ڈیوڈ نے کہا۔
 ”یہ تو بہت بہتر ہے جناب کہ آپ خود چیک کریں۔ لیکن
 آپ اگر ادھر جا رہے ہیں تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں الحراب
 چوکی کو چیک کر لوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں دو فوجی آپس
 میں لڑ پڑے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی شناخت کر کے انہیں
 سزا دوں تاکہ ایسے نازک اور اہم عسکری کے موقع پر پھر ایسے واقعات
 نہ ہوں۔“ میجر نے کہا۔

”جناب!۔ عمارت تو بالکل خالی پڑی ہے۔ اس میں تیل
 کا لٹے والا ایک مشین کو لہو لگا ہوا ہے۔ ایک بوڑھا چوکیدار وہاں
 میں نے پڑے ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں تو کوئی نہیں آیا۔ جناب! ہم نے
 سزا دوں تاکہ ایسے نازک اور اہم عسکری کے موقع پر پھر ایسے واقعات
 نہ ہوں۔“ میجر نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ضرور جاؤ اور ان دونوں کو
 کوارٹر گارڈ بھیج دو۔“ کزن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میجر نے
 سیلٹ مارا اور جیب آگے بڑھ گئی۔ جب کہ کزن ڈیوڈ نے ڈیڑھ گھنٹہ
 پہلے سے اس کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں تو کوئی نہیں آیا۔ جناب! ہم نے
 سزا دوں تاکہ ایسے نازک اور اہم عسکری کے موقع پر پھر ایسے واقعات
 نہ ہوں۔“ میجر نے کہا۔

نے کہا۔

ابھی سپاہی اندر تلاشی میں مصروف تھے کہ کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسپیر نے کہا۔
پر کال سنائی دی۔

ہیلو۔ ہیلو کرنل ڈیوڈ!۔ میں کرنل فرانک بول رہا ہوں اور ٹرانسپیر ان ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
اوہ۔ ایس کرنل فرانک!۔ ترقی اور ریڈ۔ آرمی کی سربراہی

جیب کا تصور اٹھرایا۔ جس کی اطلاع پر وہ یہاں اس الجیمہ میں آیا تھا۔ اس کی چھٹی جس اس وقت بھی جو کب رہی تھی۔ جسے کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ہو۔ لیکن وہ شعور میں نہ آ رہی تھی۔ اور اب کرنل نے کہا۔

تھینک یو کرنل!۔ میں ہیلی کاپٹروں سمیت صوفیہ پہنچنے والا ہوں۔ آپ کہاں ہیں۔ آپریشن کیا پوزیشن ہے۔ اور کرنل فرانک نے پوچھا۔

پاکستان سیکرٹ سروس والوں کی تلاش جاری ہے۔ ابھی ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ میں نے صوفیہ کی مکمل مار بندی کرادی ہے۔ کسی آدی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ کسی صورت میں

میں صوفیہ سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور کرنل ڈیوڈ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔
کیا ملٹری والے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اور کرنل فرانک نے پوچھا۔

نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ میں خود بھی نہیں۔ اور کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
تو پھر ایک بڑی ملٹری جیب صوفیہ سے باہر کیوں جا رہی تھی میں نے بھی اسے جاتے ہوئے چیک کیا ہے۔ اور کرنل فرانک

آن کر دیا۔
ہیلو۔ ہیلو۔ چیکنگ پوسٹ الحراب!۔ کرنل ڈیوڈ سینگ اور کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔
کچھ دیر تک تو دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اور پھر اچانک

”کرنل فرانک! — مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں — وہ

اسی طعنی جیب میں موجود تھے — انہوں نے مقامی فوجیوں جیسا
سیک آپ کر رکھا ہے — انہوں نے الحراب چوکی کے تمام اڈاؤں کو ہلاک
کر دیا ہے — میں الحراب چوکی پر جا رہا ہوں — آپ ایسا کریں کہ ایک
جینٹی کا پٹرکیر الحراب چوکی پر پہنچ جائیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہم
ہیلی کاپٹر پر اس جیب کا پیچھا کر سکیں — اور — کرنل ڈیوڈ
نے تیز بچے میں کہا

”اوہ! — ٹھیک ہے — میں پہنچ رہا ہوں — اور اینڈ آل“
کرنل فرانک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جیب انتہائی تیز رفتاری سے الحراب چوکی کی طرف دوڑی جا رہی
تھی اور کرنل ڈیوڈ موٹو جیسے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں آنسو
سی چل رہی تھیں۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ عمران وغیرہ جس
ترج دیدہ دیرمی سے اس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکل جانے
میں کامیاب ہو گئے۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڈا کر اس جیب تک
پہنچ جائے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی گردنیں اپنے ہاتھوں
سے مروڑ دے۔

ریونگ: — جل اٹھا۔

”یہ سہرا — کیپٹن جو جی بول رہا ہوں — میں شدید زخمی ہوں
ابھی ابھی مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے ٹرانسپیر کی آواز سنی ہے —
بڑی مشکل سے گیسٹ کر پہنچا ہوں — اور — دوسری طرف سے
ایک نیچف اور کمزوری آواز نے رک رک کر بڑی مشکل سے فقرہ
پورا کرتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا کیپٹن جو جی! — کس نے زخمی کیا ہے تمہیں — باقی
سپاہی کہاں ہیں — اور —“ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل پیچ کر کہا۔
”م — م — میں چوکی پر موجود تھا — کر جیب — طڑی —
اوہ — آہ —“ اور اس کے بعد کیپٹن جو جی کی آواز دوبارہ
چلی گئی۔

”ہیلو — ہیلو — کیپٹن جو جی — ہیلو — اور —“ کرنل ڈیوڈ
نے بہن دبا کر چختے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی آواز نہ
سنائی دی۔ البتہ ریونگ بلب بدستور جل رہا تھا۔
”چلو — جلدی کرو — الحراب چوکی چلو — جلدی — کیپٹن جو جی
مر گیا ہے — جلدی کرو —“ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسپیر نہ کرتے ہوئے
ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے جیب کا نل ایکسیلیٹر دبا دیا۔

”ہیلو — ہیلو — کرنل فرانک! — میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں — اور
کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسپیر پر فوجی چھاؤنی کی دیگر کوشی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔
”یہیں — کرنل فرانک — اور —“ چند لمحوں بعد دوسری طرف
سے کرنل فرانک کی آواز سنائی دی۔

گردن موڑ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سنو دستو! تیار ہو جاؤ۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں۔ نائٹ کھول دینا۔ ہم نے زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا۔" عمران نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے نمبران سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلا دیتے۔

چند لمحوں بعد جیب چوکی کے قریب پہنچ گئی۔ یہاں ایک نچتر چوکی بنی ہوئی تھی۔ دونوں اطراف میں کمرے تھے۔ جبکہ درمیان میں ایک لوہے کا پھاٹک تھا۔ جارح افراد انہوں میں مشین گنیں اٹھائے پھاٹک کے سامنے کھڑے تھے۔ انہوں نے دُور سے ہاتھ اٹھا کر جیب کو کھینکے کا اشارہ کیا۔

"پھاٹک سے ذرا پہلے جیب روک لو۔" عمران نے عاطف سے کہا اور عاطف نے سر ہلا دیا۔

"تم سب میرے ساتھ نیچے آؤ آنا۔ صرف عاطف جیب میں رہے گا۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جیسے ہی جیب پھاٹک سے کچھ پہلے رکھی۔ عمران اچھل کر نیچے آگیا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے۔ اس کے ساتھی اللہ شین کونوں سمیت نیچے آگئے۔

پھاٹک کے پاس کھڑے سپاہی ان کی طرف بڑھے۔

"تمہارا انچارج کون ہے۔" میزائیم میجر بے ہند ہے۔ میں پیشیل ڈیوٹی پر ہوں۔" عمران نے انتہائی سھلکانہ اور تیز لہجے میں سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انچارج امدد کمرے میں ہیں جناب!۔ ایک آدمی نے اس کا لہجہ

کمال سے عمران صاحب!۔ آپ نے کتنے اطمینان سے کرنل ڈیوڈ کو چکر دیا ہے۔" الحراب کی چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے عاطف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ابھی شکر کرو۔ اطمینان سے چکر دیا ہے۔ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ میں اُسے بے اطمینانی کے لٹو پر بٹھا کر چکر دے دیتا۔ بہر حال وہ جلد ہی واپس ٹرے گا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں شبہات کی پرچھائیاں دیکھی ہیں۔ چوکی سے الحراب کتنی دُور ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دس کلومیٹر ہو گا۔" عاطف نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

پھر ایک موڑ طے کرتے ہی جیب پیچھے ہی آگے بڑھی عاطف بول پڑا۔

"مٹانے الحراب چوکی ہے عمران صاحب!۔" عاطف نے

"ٹائیگر! پھاٹک کھولو۔ جلدی"۔ عمران نے ان کے نیچے گرتے ہی تیزی سے واپس جیب کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے دوڑ کر پھاٹک کر کھولا۔ اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھی دو باز جیب میں سوار ہو چکے تھے۔ جیب جب پھاٹک سے گزری تو ٹائیگر بھی اچھل کر جیب میں سوار ہو گیا۔

"لو جیبی عاٹف!۔۔۔ تاکر بندی تو ٹوٹ گئی۔۔۔ اب آگے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے عاٹف سے مخاطب ہو کر کہا اور عاٹف نے جواب دینے کی بجائے ر ہلا دیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے جیب کو نکلنے کی طرف جانے والی کچی رٹک پر بھٹکاتے جا رہا تھا۔

اجبی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ عمران نے آسمان پر جار جنگی ہیلی کاپٹر کو مخالف سمت سے صوفیہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ خاصی اونچی پرواز کر رہے تھے۔ اور ان کی رفتار بھی کافی سے زیادہ تیز تھی۔ چند ہی لمحوں میں یہ ہیلی کاپٹر ان کے سروں سے گذر کر صوفیہ کی طرف بڑھ گئے۔

میرے خیال میں یہ صوفیہ میں ہی ملک بھیجی جا رہی ہے۔ جھانڈی میں ہیلی کاپٹر ہوں گے اور یہ بھی جا رہے ہیں۔۔۔ جیسے ہی کرنل ڈیوڈ کو اصل صورت حال کا علم ہوا۔۔۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہمارا پیچھا کرے گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب!۔۔۔ اگر انہوں نے ہیلی کاپٹروں سے ہم پر حملہ کیا تو ہمارے لئے یہاں کوئی جانتا پنہا نہ ہوگی۔۔۔ پیچھے ہٹیں

"سن کر مودبانہ انداز میں کہا۔ یہاں کتنے اندر موجود ہیں"۔۔۔ عمران نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اسی سپاہی سے پوچھا۔

"انچارج کے علاوہ چھہ جناب!۔۔۔ چار ہم ہیں۔ ایک اس کمرے میں اور ایک دوسرے کمرے میں۔ انچارج صاحب بھی اندر ہیں۔۔۔ اس سپاہی نے عمران کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ عمران کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی کمرے کی طرف چل رہے تھے۔

عمران کمرے تک پہنچا ہی تھا کہ دو لمبے ترنگے افراد باہر آگئے۔ اور دوسرے کمرے سے بھی ایک سپاہی ہاتھ میں مشین گن پکڑے باہر آیا تھا۔

"انچارج کون ہے"۔۔۔ عمران نے پہلے کمرے سے باہر آنے والے دونوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ سب افراد چونکے ساہو لباس میں تھے۔ اس لئے نگاہ کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔

"میں انچارج ہوں۔۔۔ فرماتے!۔۔۔ دروازے میں موجود ایک لمبے ترنگے آدمی نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم سب کی طولی رخصت منظور ہو گئی ہے۔۔۔ اب تم آگام کرو"۔ عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے سرو بچے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ لہرا دیا۔

اس سے پہلے کہ جی۔ بی۔ فائیو کے یہ مسلح افراد عمران کی بات کا مطلب سمجھتے، عمران کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا۔ اور دوسرے لمبے چھکے پھر افراد ڈھیر ہو چکے تھے۔

ہوتے صفدر نے کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ اور میں مہر ہی چاہتا ہوں کہ وہ میلی کا پیڑ سے جھک کر میں۔ میں ان کا میلی کا پیڑ اٹھا کر لے جاؤں زیادہ بڑا اعزاز سمجھوں گا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی عمران کی اس بات سے سمجھ گئے کہ اس کے ذہن میں کیا منصوبہ ہے۔ اور شاید اسی لئے اس نے جو کی بڑھتی و نہارت کی ہے۔ ابھی انہوں نے آج کل میرا کانا حاصل ملے کیا ہو گا کہ چران کی آواز سنائی دی۔ وہ جیب کے آخری عقبی حصے میں بیٹھا تھا۔

عمران صاحب! صوفیہ کی طرف سے دو میلی کا پیڑ آئے ہیں ان کا رنج ہماری طرف ہے۔ چوران کی آواز گونجی۔ عاطف!۔ جلد ہی سے جیب کسی ٹیلے کی آڑ میں لے جاؤ۔ اور سنو!۔ سب زینچہ کو دیکھ جائیں۔ ٹیلوں کی آڑ لے لیں۔ عمران نے چران کی بات سننے ہی تیسرے ٹرک دیکھا اور چھوڑ کر اچھا کھاتے دیتے۔

دوسرے لئے وہ سب چلتی ہوئی جیب سے چھلانگیں لگاتے ہوئے نیچے اترے اور دوڑ دوڑ کر ادھر ادھر بکھرتے ہوئے ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں چھپنے لگے۔

عمران بھی ایک ٹیلے کی آڑ لے چکا تھا۔ جب کہ عاطف جیب کو رینک سے آگے کر کافی ڈور ایک ٹرے ٹیلے کی طرف بھگانے مار رہا تھا۔ وہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں سے کافی فاصلے پر جیب کو روکنا چاہتا تھا۔ تاکہ اگر میلی کا پیڑوں سے جیب پر ہم برسائے جائیں تو عمران

اور اس کے ساتھی اس کی تباہ کاری سے بچ سکیں۔

اب میلی کا پیڑ کافی نزدیک آگئے تھے۔ ان کا رنج جیب کی طرف ہی تھا۔ لیکن ابھی وہ اس علاقے سے جہاں عمران اور اس کے ساتھی ٹیلوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے کچھ دور تھے عاطف جیب روک کر نیچے اترتا اور پھر بجلی کی سی نیر رفتار سے دوڑا ہوا نالے پر ایک ٹیلے کی آڑ میں ٹرک گیا۔

میلی کا پیڑ کافی اونچائی پر تھے۔ اور پھر وہ اس علاقے کے اوپر پہنچ گئے۔ اب ان کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ لیکن میلی کا پیڑوں کی طرف سے نہ ہی نازنگ کی آواز نہ ہم بھینکنے گئے۔ بلکہ وہ آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ جیسے وہ جیب یا عمران اور اس کے ساتھیوں کو چپک کر کے ہوں۔

عمران ایک ٹیلے کے پیچھے دم سادے لیٹا ہوا تھا۔ میلی کا پیڑوں کی طرف سے نازنگ نہ ہونی دیکھ کر اس نے ہونٹ بیسنے لگے۔

میلی کا پیڑ کافی آگے جا کر واپس ملے اور اس بار بھی وہ پہلے کی طرح ان کے اوپر سے گذر کر واپس صوفیہ کی طرف بڑھتے گئے۔

لوگ نازنگ نہیں کر رہے۔ جبکہ میرے خیال میں انہیں جیب نظر آچکی ہے۔ ایک ایک تو یہی ٹیلے کی آڑ سے جولیانا نے

رینک کر عمران کے تریب پہنچتے ہوئے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔

نہ صرف جیب۔ بلکہ ہم بھی انہیں کو دیکھنے کی آڑ میں جا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ جیبوں کے ذریعے آئے والی اپنی دوسرے کے انتظار میں ہیں۔ تاکہ ہمیں پوری طرح گھیرا جاسکے۔

عمران نے جواب دیا۔

چھپے ہوئے تھے۔ کافی فاصلے پر پہنچ گئے۔ البتہ جیب وہیں پہلی جگہ پر ٹیلے کی آڑ میں کھڑی تھی۔

اسی لمحے عمران کو دُور سے چار پانچ ٹلری جیپیں صوفیہ کی طرف سے آئی دکھائی دیں اور عمران نے اُمتحہ کا اشارہ کر کے سب ساتھیوں کو ٹیلوں کی آڑ میں چھپ جانے کے لئے کہا۔ وہ سب پھیل کر مختلف ٹیلوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ عمران کے ساتھ جولیا تھی۔

جب جیپیں کافی نزدیک آگئیں تو ہیلی کاپٹروں نے پہلی بار اس جگہ کے گرد بم پھینکنے شروع کر دیئے۔ جہاں پہلے عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے جیب پر بمباری کی اور جیب میں موجود باقی اسلحہ بھی دھاکوں سے پھٹ گیا۔

ہیلی کاپٹر کافی دیر تک بمباری کرتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے بمباری ختم کر دی اور بلندی پر چلے گئے۔ اس کے بعد جیپیں جو بمباری کے دوران رُک گئی تھیں تیزی سے حرکت میں آئیں اور ان ٹیلوں کے گرد پھیلنے چلی گئیں۔ اور ان میں سے مسلح فوجی آڑ آڑ کر نازنگا کرتے ہوئے ٹیلوں کی طرف بڑھے۔

یہ ہمیں وہاں نہ پا کر اردگرد کا علاقہ گھیر لیں گے۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اگر یہ ہیلی کاپٹر واپس چلے جائیں تو بات بن سکتی ہے۔ جولیا نے کہا۔

لیکن یہ اس طرح واپس نہیں جائیں گے۔ عمران نے کہا۔ اس کی نظریں مسلح پامیوں پر جمی ہوئی تھیں جو اب ٹیلوں کے گرد بڑی

پھر تو ہم بُری طرح چھس جائیں گے۔ جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

ان ہیلی کاپٹروں کی بلندی اتنی ہے کہ ان پر فائر نہیں کھولا جاسکتا۔ عمران نے کہا۔

ہیلی کاپٹر اب مُڑ کر واپس آ رہے تھے۔ عمران کی تیز نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں اور ذہن میں آنکھیاں سی پل رہی تھیں واقعی اس کی سیکم الٹ ہو گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر ذہانت آمیز سیکم کرنل ڈیوڈ کی نہیں ہو سکتی۔ وہ جذباتی آدمی ہے اس لئے یہاں آتے ہی آگ کا طوفان کھڑا کر دیتا تھا۔ پھر یہ سیکم کس کی ہو سکتی ہے اسی لمحے ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گذر کر آگے بڑھ گئے۔

اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم دوڑ کر اصل جگہ سے دُور پہنچ جائیں۔ عمران نے اُمتحہ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اُپر اُچھائے تو باقی ساتھی بھی اُمتحہ کھڑے ہوئے اور عمران نے زور سے چرخ مگر انہیں ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے بھاگ کر آگے بڑھنے کے لئے کہا۔

اور پھر جب تک دونوں ہیلی کاپٹر واپس مُڑتے، وہ سب دوڑتے ہوئے کافی فاصلہ طے کر چکے تھے۔ یہ تو عقیدت تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر اُٹھنے ہی آچار سے تھے۔ اس لئے جب وہ ان کے سروں کے اوپر سے گذر کر آگے بڑھ جاتے تو ان کے مُڑنے تک انہیں دوڑنے کا موقع مل جاتا۔ اس طرح دوڑتے دوڑتے وہ اس جگہ سے جہاں وہ پہلے

طرح چکراتے پھر رہے تھے۔
تھوڑی دیر بعد وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے چیمپوں میں بیٹے

اور اس کے ساتھ ہی چیمپ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگیں۔ جلد نظر
عمران اور اس کے ساتھی ٹیلوں کے پیچھے موجود تھے۔ ادھر جیلی کا پڑ
بھی اب آگے کی طرف پرواز کرنے لگے تھے۔

عمران خاموشی سے ہٹا رہا۔ جیسے پہلے اکٹھی ہوئیں اور پھر ایک
قطار کی صورت میں آگے بڑھ گئیں۔ بس اسے آفاق سی کہا جاسکتا
سے کہ جن ٹیلوں کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے

جیسے اس سے خاصے فاصلے سے گذر رہی تھیں اور وہ قطار کی صورت
میں آگے بڑھ رہی تھیں اگر وہ دونوں اطراف میں پھیل کر آگے
بڑھتیں تو پھر لازماً وہ ان کی نظروں میں آجاتے۔

جب چیمپ اور جیلی کا پڑ خاصے فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران ٹپا
کے پیچھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اٹھ کے اتار سے سے سب
کو ایک جگہ اکٹھا ہونے کے لئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد سب ساتھ
دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔

ان لوگوں نے جس یہاں نہ پا کر یہی سمجھا ہے کہ ہم انہیں بڑا
دے کہ خٹستان پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ وہاں سے
ہیں۔ اور ہمیں وہاں نہ پا کر شاید یہ پوری فوج کو اس صحرا میں پہنچا
دی۔ اس لئے اب ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے آ
خٹستان کے قریب پہنچنا ہے۔ لیکن ہم نے براہ راست آ
خٹستان میں نہیں جانا۔ بلکہ راستہ کاٹ کر ہم اس کی سائیڈ

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔
 "جناب! — صحرا میں ان لوگوں کی بھرپور انداز میں تلاش شروع
 ہو چکی ہے۔ تقریباً دو سو آدمی صحرا میں پھیل چکے ہیں۔ آئے
 لے نوجوان نے باقاعدہ فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے جیڑی! — جیسے ہی ان کے متعلق کوئی اطلاع ملے

بے فربہ بناؤ۔ اور سزا تم پہلی کا پٹر لے جاؤ۔ اور فضل سے سبھی
 رانی کرو۔ تم ہم سے ٹرانسپیر پر رابطہ رکھ سکتے ہو۔" کرنل
 نے کہا اور نوجوان جیڑی جو کرنل فرانک کا نمبر لڑتا تھا، سلیوٹ مار
 نیزی سے واپس لڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابھی جیڑی کو واپس گئے آدھا گھنٹہ ہی گذرا ہوگا کہ اچانک
 اڑھ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک سپاہی بوکھلائے۔
 زمین اندر داخل ہوا۔

"نچ۔ جناب! — پہلی کا پٹرٹ ہو گئے ہیں۔ دونوں
 کا پٹر جناب" سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔
 "کیا کہہ رہے ہو؟" کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں
 حسیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

جناب! — وہ پہلی پرواز کر کے مجھوں کو تلاش کر رہے تھے
 تاکہ ایک ٹیلے کے پیچھے سے ان پر مشین گنوں کا فائر کھول دیا
 — یکے بعد دیگرے دونوں پہلی کا پٹر ٹ ہو گئے۔ اور دونوں
 لگنے سے تباہ ہو گئے ہیں۔ اڑو گرد پھیلے ہوئے یہاں
 دوڑ کر اس ٹیلے کو گھیرا۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں؟" کرنل فرانک نے واہ
 پیتے ہوئے کہا۔

"جا کہاں سکتے ہیں۔ وہیں صحرا میں چھپے ہوئے ہوں گے
 اور اس انتظار میں ہوں گے کہ ہم واپس جائیں تو وہ یہاں آئیں
 کرنل ڈیوڈ نے منہ ناتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے کہ ہم پہلی کا پٹر پر مسلسل چنگک کرتے رہے
 لیکن پھر بھی وہ غائب ہو گئے۔ بہر حال وہ اب ہمیں نہیں جا سکتے
 اب وہ جہے وہاں میں پھنس چکے ہیں۔" کرنل فرانک نے ایک
 ہتھ کی ٹھنٹی دوسرے ہتھ پر مارتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت الحراب میں کمپنی کے مین آفس میں بیٹھے ہوئے
 کرنل فرانک نے ٹرانسپیر پر صفوف میں پھیلے ہوئے ریڈ۔ آرمی اور جی
 فائیو کی تمام نفری کو درسیاتی صحرا میں طلب کر لیا تھا۔

سپاہی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 اوہ! اوہ! — بیہوشی نے حماقت کی کہ — بچی پروانہ کرنے
 سے ہوں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑی طرح اچھلتے ہوئے کہا اور
 کرنل فرانک نے مرھلاتے ہوئے جیب سے ٹرانسپیریکٹ کھلا اور اس کا
 بن آن کر دیا۔

لگا۔ اوہ ویری سید۔ کرنل فرانک نے دانت پھینٹتے
 ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا کرنل ڈیوڈ
 بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک جیب تیار
 بیٹھ کر اس صحرا کی طرف بڑھنے لگے جدھر میلی کا پٹر ہٹ ہوا۔
 تھے۔ جب ان کی جیب وہاں جا کر رکھی تو انہوں نے سرطوت
 میلی کا پٹروں کے پڑے بکھرے ہوئے دیکھے۔ چار جلی ہوئی لائیں
 بھی ریت پر پڑی ہوئی تھیں۔
 تھوڑی دیر بعد وہاں جیسوں اور ارگرد بکھرے ہوئے آواہ پہنچا
 شروع ہو گئے۔ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ نے انہیں قطار میں کھڑے
 کرنے کے لئے کہا۔ اس طرح جن طرح فوجی پریڈ کرتے وقت قطاریں
 لیتے ہیں۔ اسی ساہیوں اور جیسوں کی آمد جاری تھی۔
 کرنل ڈیوڈ! — آپ اپنے آدمیوں کو چیک کریں۔ اچھی طرح
 جن کو چیک کر چکا۔ کرنل فرانک نے کہا۔ اور اس کے بعد
 نڈ کا معائنہ شروع ہو گیا۔ وہ ایک ایک آدمی کو اس طرح غور سے دیکھ
 سے تھے جیسے قصائی بکری کو نظروں ہی نظروں میں تو لتا ہے فطری
 در پر انہیں اپنے آدمیوں پر بھی بالکیشیا سیکرٹ سروں کا لگانا ہوا تھا
 اسی پریڈ کا معائنہ جاری تھا کہ اچانک سہلستان کی طرف سے تھمٹا

تھوڑو۔ انہیں ڈھونڈو۔ یوڈیم نول۔ دو سو اوڈ
 یہاں موجود ہیں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے میلی کا پٹروں پر ناز
 ہوئی اور تم انہیں تلاش نہیں کر کے۔ جاؤ ڈھونڈو انہیں
 ورنہ میں سب کو گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ کرنل ڈیوڈ
 بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔
 کرنل ڈیوڈ! — میرا خیال ہے کہ میں چکر دیا جا رہا ہے۔
 لوگ بھی فوجی وردیوں میں بلنوسس ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ آج
 ہمارے ساتھیوں سے مل کر اپنے آپ کو تلاش کرنے کا ڈھونڈ
 رجا رہے ہوں گے۔ کرنل فرانک نے چند لمحے خاموش رہنے
 کئے بعد کہا۔
 اوہ ہاں! — ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہو
 اسی لئے وہ بل نہیں رہے۔ وہ شیطان کی اولاد واقعی ایسا

فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب
 بری طرح اچھل پڑے۔ اور دھماکے لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتے جا رہے تھے۔
 "اوہ! وہ لوگ نخلستان پہنچ گئے ہیں۔ اوہ! اوہ! بھاگو!
 سب اوہ بھاگو!۔ نخلستان کو چاروں طرف سے گھیر لو"۔ کرنل
 فرائنگ نے بری طرح چیخے ہوئے کہا اور اس کے حکم پر تمام سپاہیوں میں
 اذاتفری سی پرخ گئی۔ اور چند لمحوں بعد سپاہیوں سے لہی ہوئی بیسیں
 پوری رفتار سے نخلستان کی طرف دوڑنے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرائنگ
 ایک جی جیب میں تھے اور یہ جب سب سے آگے تھے۔
 "ان لوگوں نے ہمیں کھنچ کر بنا کر رکھ دیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے

نخلستان کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھی
 پہلی طرف کے صحرائیں پہنچ گئے۔ لیکن وہ نخلستان سے زیادہ دُور نہ
 گئے تھے۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی نخلستان سے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند
 ہوئے اور دوسری طرف کے صحرا کی طرف بڑھ گئے۔ ان ہیلی کاپٹروں کی
 بلندی زیادہ نہ تھی۔

"تم لوگ یہیں روکو۔ میں ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے
 ابھی آتا ہوں۔ ہمارے یہاں سے پنج نکلتے کے لئے ان ہیلی کاپٹروں
 کی تباہی ضروری ہے"۔ عمران نے ساتھ موجود جولییا اور صفدر
 سے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے، عمران مٹین گن
 ہاتھوں میں لئے انتہائی تیز رفتاری سے نیلوں کی آٹھ لپٹا ہوا دو بارہ
 نخلستان کی دوسری طرف والے صحرائی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹروں کی
 پہنچی پرواز نے اُسے موقع فراہم کر دیا تھا کہ وہ ان ہیلی کاپٹروں کو مٹین گن

یہ آدی نے سر باہر کھلے ہوئے تھے اور طاقت و دُور بین آنکھوں سے لگائے وہ نیچے دیکھ بھال کر رہے تھے۔ باقی تلاش کرنے والے افراد خاصی دُور تھے۔ کیونکہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ نخلستان کے قریب یہ لوگ نہیں چھپ سکتے اور عمران جس ٹیلے کے چھتے تھا وہ نخلستان سے بے حد قریب تھا۔ جب عمران کے ذہن کے مطابق دونوں ہیلی کاپٹر اس ہی مشین گن کی برج میں آئے تو اس نے مشین گن کا منہ اسے لگائی اور دُور سے لمحے بڑھ کر دُور دیا۔ ریٹ ٹرٹ کی مخصوص آواز فضا میں گونجی اور دُور سے لمحے دونوں ہیلی کاپٹروں کا رخ ایک جھٹکے سے مڑا اور پھر تیز رفتاری سے زمین کی طرف جھکے اور اس کے بعد فضا میں ہی انہیں گم گئی۔

اگ لگتے ہی خوفناک دھماکے ہوئے اور دونوں ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرانے سے پہلے ہی فضا میں پھٹ گئے۔ عمران نے جان بوجھ کر ہیلی کاپٹروں کی پٹرول ٹینکیوں اور انجن پر فائر کیا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ہیلی کاپٹروں کو ہر صورت میں فضا میں ہی تباہ کرنا چاہتا تھا تاکہ اس میں سوار کرنل ڈیوڈ زندہ نہ رہ سکے۔

ہیلی کاپٹروں کے پھٹنے ہی عمران جنگی فرگوش کے سے انداز میں رُک کر بھاگا۔ وہ جھکے جھکے انداز میں بھاگا ہوا ٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا نخلستان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ تلاش کرنے والے افراد میں اب شدید اذیت فری پھیل چکی تھی اور وہ سب بے تحاشا اور اندھا دُھند انداز میں ہارنگ کرتے ہوئے اسی ٹیلے کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں سے عمران نے فائرنگ کی تھی۔ لیکن عمران انتہائی تیز رفتار ہی سے دوڑتا ہوا کافی

سے تباہ کر سکتا اور وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نخلستان کو سائیڈ سے عبور کرنا ہوا صحران میں پہنچ گیا۔ یہاں بے شمار افراد صحرائیں ان کی تلاش پر مامور تھے۔ بدل افواہ کے ساتھ ساتھ چھپیں بھی دُور رہی تھیں۔ یوں لگتا جیسے اسرائیل کی پوری فوج اسی صحرائیں اکٹھی ہو گئی ہو۔

نخلستان کے قریب کم افراد تھے۔ عمران نے ایک ایسی جگہ ٹاٹلی جہاں سے وہ ہیلی کاپٹروں کو ہٹ بھی کر سکتا تھا اور پھر تلاش کرنے والے افراد کے دہاں پہنچنے سے پہلے ہی دُور کر حصار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے تک ٹیلوں کا ایک طویل سلسلہ موجود تھا اس طرح وہ تلاش کرنے والوں کی نظروں میں آئے بغیر واپس جا سکتا تھا۔ ٹیلے کے چھتے چھپا ہوا وہ آسمان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر اس وقت دُور اڑ رہے تھے۔ ان کی بلند ہی بہت کم تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ راؤنڈ لگتے ہوئے واپس آئے اور عمران نے ہاتھ میں تھامی ہوئی مشین گن اور مشینوٹھی سے تمام لی۔ اس کی نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ انہیں اس ٹیلے سے دُور ہی تباہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ زمین میں اس رینج کا انتخاب کر رہا تھا جہاں مشین گن سے ٹکے والی گولیاں پوری قوت سے اپنا کام کر سکیں۔

دونوں ہیلی کاپٹر اڑتے ہوئے آہستہ آہستہ ادھر ہی آ رہے تھے۔ چونکہ وہ نیچے ٹیلوں کو چیک کر رہے تھے اس لئے ہیلی کاپٹروں کی رفتار تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ دونوں ہیلی کاپٹروں میں سے ایک

فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔
 اور پھر جب وہ نخلستان کی سائیڈ سے ہو کر اپنے ساتھیوں کی

طرف بڑھ رہا تھا تو اس نے نخلستان کی طرف سے ایک جیب کو آہٹا
 تیز رفتاری سے نکل کر اس طرف کو جاتے دیکھا۔ جہاں ہیلی کا پٹر مش
 ہوئے تھے۔ جیب اس کے بالکل قریب سے گزری تھی اس نے
 عمران دیکھا۔ جیب آگے بڑھ گئی تو وہ ایک بار پھر دوڑ پڑا۔ اللہ اس
 نے جیب میں بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ لیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر
 کوئی اور آدمی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل ڈیوڈ تباہ ہوئے والے
 ہیلی کاپٹروں میں موجود تھا۔

چند لمحوں بعد عمران والپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس
 بار وہ دوڑتا ہوا اس ٹیلے کے پاس پہنچا جہاں عاطف چھپا ہوا تھا۔
 عاطف صاحب!۔۔۔ کپنی کے ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہوں گے۔
 عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہی پوچھا۔
 وہ ان کے عارضی طور پر بنائے ہوئے ہیلی پیڈ پر کھڑے تھے۔
 ان کے گرد ان کی بھاری لقمی سرورقت موجود رہتی ہے۔ عاطف
 نے جواب دیا اور عمران ایک جھکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 نخلستان اور اس میں موجود شینہری اور ریش ریش افراد دور سے صاف
 نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر سب کو اپنی طرف بلایا اور اس
 کے ساتھی ٹیلوں سے نکل نکل کر اس کے پاس پہنچنے لگے۔
 ڈائریکٹ ایجنٹ۔۔۔ ہم نے فوری طور پر ہیلی پیڈ پر کھڑے ہوئے
 ہیلی کاپٹروں پر قبضہ کر کے انہیں اڑانا ہے۔۔۔ تیز اور ڈائریکٹ ایجنٹ۔

عاطف صاحب رہنمائی کریں گے۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے
 ہاتھ بھی وہ سب میٹریں گئیں اٹھائے نخلستان کی طرف دوڑنے لگے۔
 قریب پہنچ کر سب سے پہلے عمران نے فائر کھولا اور اس کے
 بعد تو جیسے نخلستان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ بے تسمائیاں تازنگ کرتے
 اور بم چھینکتے ہوئے وہ سامنے والی ہر چیز کو تباہ کرتے ہوئے تھوڑی
 سی دیر میں ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ جہاں دو بڑے بڑے ہیلی کاپٹر
 چھڑے ہوئے تھے۔
 عمران نے گھوم گھوم کر چاروں طرف فائرنگ جاری رکھی اور اپنے
 ساتھیوں کو ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ چونکہ نخلستان میں
 موجود تیل کپنی کے غیر ملکی افراد تھے اس لئے ان کی طرف سے
 کوئی جواب نہ آ رہا تھا۔ وہ اپنی جگہیں بچانے کے لئے ادھر ادھر
 بک رہے تھے۔ البتہ جو فائرنگ کی زد میں آجاتا اس کا جسم گولیوں
 سے چھلنی ہو جاتا۔

چند لمحوں میں ہی عمران کے سب ساتھی ہیلی کاپٹروں میں سوار
 ہو گئے۔ ایک کی پاکٹ سیٹ عاطف نے اور دوسرے کی صفحہ نے
 سنبھال لی۔ اور عمران بھی فائرنگ بند کر کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور
 دوسرے لمحے دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گئے۔ اور پھر انتہائی
 تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے نخلستان کی دوسری طرف صحرائے گھٹتے
 چلے گئے۔
 یہ صحرا کہاں جا کر ختم ہوا ہے۔۔۔؟ عمران نے عاطف سے
 مخاطب ہو کر پوچھا۔

ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی وہ سب ہیلی کاپٹروں سے اتر کر ریت میں بھاگنے لگے۔ لیکن اسی لمحے جہاز سر پر پہنچ گئے اور پھر صحرا کے اس حصے پر خوف ناک قیامت ٹوٹ پڑی۔ تیز رفتار لڑاکا اور بمبار جہازوں نے بغیر کسی توقف کے ہیلی کاپٹروں اور ان کے اردگرد کے علاقے پر میزائلوں سے حملہ کر دیا تھا۔ اور میزائل بھٹنے کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ اور ہیلی کاپٹروں کے پرزوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضاء بھی فضا میں اڑتے نظر آنے لگے۔

اس صحرا کا اتمام شط پر ہوتا ہے جو بہت بڑا شہر ہے۔ یوں سمجھئے کہ کل ارب سے دوسرے نمبر پر ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ عاطف نے جواب دیا۔

”کتنا فاصلہ ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”ہوائی راستہ تقریباً بیس کلومیٹر ہوگا“۔ عاطف نے بتایا۔

”کافی طویل راستہ ہے۔ کزنل ڈیوڈ زندہ ہے اور اس نے ڈرائیور پر لازماً ایئر فورس کی مدد حاصل کرنی ہے۔“۔ عمران نے کہا۔

”میر خباب کیا کیا جاتے“۔ عاطف نے پریشان لہجے میں کہا۔
 ”فی الحال پریشان مومن کی ضرورت نہیں۔ بس جس قدر تیز رفتار سے چل سکتے ہو چلے چلو۔ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا“۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

دونوں ہیلی کاپٹر آہستہ تیز رفتاری سے اڑے چلے جاتے تھے اور پھر جب انہوں نے تقریباً پندرہ کلومیٹر کا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ عمران کو دورانِ فوج پر چند دھنسنے تیرتے مومن دیکھائی دیتے اور عمران نے ہنٹ میچینس لے لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ دھنسنے لڑاکا ہوائی جہاز ہی ہو سکتے ہیں۔

”عاطف! فوراً ہیلی کاپٹر نیچے اتارو۔ تیزی۔ لڑاکا جہاز آ رہے ہیں“۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور عاطف نے نہ صرف ہیلی کاپٹر کو نیچے کرنا شروع کر دیا بلکہ اس نے ڈرائیور پر دو دوسرے ہیلی کاپٹر کو بھی اطلاع دی۔ اور چند ہی لمحوں میں دونوں ہیلی کاپٹر ریت پر اتر چکے تھے۔ اب ہوائی جہاز صاف نظر آنے لگ گئے تھے۔

ذی شرج رنگ کی فائل شاکر سرات کے سامنے بڑے موڈ بانہ انداز میں
 فٹے ہوئے کہا۔ اور شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے فائل کو کھولا
 ۔۔۔ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئے فائل میں آٹھ کاغذ تھے جن
 پر ثابت شدہ مسودہ تھا۔

شاکر سرات کافی دیر تک ان کاغذات کو پڑھتے رہے۔ پھر
 نبوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔
 رپورٹ تو بے حد اُمید افزا ہے عثمان!۔۔۔ لیکن
 ہر سرات نے فلائیں گھورتے ہوئے کہا۔
 "لیکن کیا سر۔۔۔ آنے والے نے جس کا نام عثمان تھا چوکنے
 سے پوچھا۔

حالات ہماری توقع سے کہیں زیادہ خراب ہوتے جا رہے ہیں
 ہر سرائیوں کی اس نئی ایجاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے ہمارے
 پاس وقت بے حد کم ہے۔ شاکر سرات نے کہا۔
 جناب!۔۔۔ یہ ایسا جو ہے ایف۔ ایم۔ ون کا نام دیا گیا ہے۔
 اسرائیل کے لئے انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ عثمان
 نے کہا۔

میں نے رپورٹ پڑھ لی ہے۔ ایف۔ ایم۔ ون واقعی انتہائی
 تباہ کن اور جدید ایجاد ہے۔ لیکن اس کا استعمال کیسے کیا
 جاسکتا ہے۔ اس ایسا ہے۔ یہ تو فائدہ مند ضرور ہوگا کہ ہم مستقل طور
 پر اسرائیل کو خوف میں مبتلا رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کو
 انتہائی حساس جگہ پر رکھنا کم از کم ہمارے آدمیوں کے لئے ناممکن

"سیرے کم ان"۔۔۔ نیچے کے اندر سے بیماری آواز سنائی
 دی اور نیچے کے باہر کھڑا محسوس جسم کا مالک شخص پر وہ ہٹا کر تیزی
 سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں شرج رنگ کی ایک فائل تھی
 اس نے فلسطینی گوریلوں کی مخصوص دردی پہنچی ہوئی تھی اور سائڈ
 ہولسٹروں سے ریوا لور بھی لٹک رہے تھے۔ اس نے اندر جا کر فوجی
 انداز میں سیٹھ کیا۔

بدیہ جاؤ۔۔۔ نیچے کے اندر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز کے
 پیچھے بیٹھے ہوئے فلسطینی لیڈر شاکر سرات نے سنجیدہ لہجے میں آنے
 والے سے کہا اور وہ شخص بڑے موڈ بانہ انداز میں میز کے سامنے
 رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز کی ایک سائڈ پر جدید قسم کی مشین گن
 رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ ایک فائل میز پر بند پڑی ہوئی تھی۔
 "سر!۔۔۔ رپورٹ حاضر ہے۔" آنے والے نے ہاتھ میں پکڑی

اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹرانسٹیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسٹیٹر لاکر شاکر سرات کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اور خود واپس چلا گیا۔ شاکر سرات نے اس پر فزکلسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ چیف باس کا کنگ ریڈ فائر۔ اور“۔ شاکر سرات نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

”یس۔ ریڈ فائر انڈنگ۔ اور“۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک موہبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹیشن پی کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔ شاکر سرات نے تسکمانہ لہجے میں پوچھا۔

”مزید کوئی رپورٹ نہیں ملی جناب!۔ میں نے عاطف سے ٹکٹ کر کے کی کوشش کی۔ لیکن کال ریسیو ہی نہیں ہو رہی۔ اور“۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اردگرد کے علاقوں میں اپنے آدمیوں سے بات کرو۔ شاید کچھ معلومات مل جائیں۔ اور“۔ شاکر سرات نے کہا۔

”میں نے اپنے ہاتھ کوشش کی ہے جناب!۔ لیکن اس ساری کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جا رہا ہے۔ اور“۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”پی۔ ایم کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔ شاکر سرات نے پوچھا۔

”پی۔ ایم دستور ہسپتال میں ہے۔ اس کی حالت ٹھیک ہونے کی بجائے خراب ہوتی جا رہی ہے اور کبھی کبھی تو ڈاکٹر مایوس

ہے۔ اس کا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ ہے۔ البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اگر چاہیں تو اسے نصب کرتے ہیں۔ لیکن اس بار

معاملات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ میرے پاس جو اطلاعات اب تک پہنچی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس والے صحیح

سینائی طرف سے اسرائیل میں داخل ہوتے ہیں اور انہیں الحراب کے قریب اسرائیلی خفیہ تنظیموں نے گھیر لیا ہے۔ اور شاید اب تک وہ گرفتار بھی ہو چکے ہوں“۔ شاکر سرات نے دلگیر لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہے تو انہیں ان تنظیموں سے چھڑا جاسکتا ہے۔ عثمان نے جواب دیا۔

”دیکھو!۔ کوشش تو کریں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ انہیں فوجی طور پر گولی مار کر ہٹا کر دینا زیادہ پسند کریں گے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ابھی اس کے استعمال

کا وقت نہیں آیا۔ جب ایسا موقع آئے گا تو پھر میں تمہیں کال کروں گا“۔ شاکر سرات نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عثمان اٹھ

کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دوبارہ فوجی انداز میں سیٹوں مارا اور سڑک تیز قدم اٹھاتا خیمے سے باہر نکل گیا۔

عثمان کے جاننے کے بعد شاکر سرات نے بیڑ کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو خیمے کا پردہ ہٹا اور ایک اور مسخ نوجوان اُندر

داخل ہوا۔ سپیشل ٹرانسٹیٹر لاؤ“۔ شاکر سرات نے اُسے تسکمانہ لہجے میں کہا اور نوجوان تیزی سے واپس سڑگیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو

ہوجاتے ہیں۔ اب یہ اطلاع ملی ہے کہ اُسے اکیڑمیا معتقل کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اور ریڈ فائر نے جواب دیا۔
ہوں! اس سے یہ نامدہ تو ہو گا کہ میں مشن مزید ملتوی ہو جائے گا۔ اور شاکر سرات نے کہا۔
"یس سراسر حالات تو اسی رنج پر جا رہے ہیں جناب۔ اور"

ریڈ فائر نے جواب دیا۔
"اچھا مشن پی کے متعلق آخری اطلاع کے لئے کوشش جاری رکھو۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے۔ مجھے فوراً بتاؤ۔ یہ موجودہ وقت میں بے حد اہم ہے۔ اور اینڈ آل" شاکر سرات نے کہا اور ٹرانسمیٹ کر دیا۔ ان کے چہرے پر امید و ہم کی ملی جلی کیفیت کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ مشن پی سے ان کا مطلب پائیشیا سیکرٹ سروس تھا اور پائیشیا سیکرٹ سروس کو جس طرح گھیرا گیا تھا اس سے ان کا ہر کھلا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔ لیکن پھر بھی ان کے دل کے کسی کونے سے یہ آواز ضرور آتی تھی کہ پائیشیا سیکرٹ سروس کی اس طرح گرفتاری اہلاکت ناممکن ہے۔ شاید یہ اس سیکرٹ سروس کے سابقہ کارناموں کا اثر تھا۔

وہ چند لمحے غور کرتے رہے۔ پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
"یہ پرواز سے کی طرف بڑھ گئے۔"

اسٹریٹیجی ایئر فورس کے ڈاکا اور مبارک جہازوں کا پورا سکوارڈن کافی دیر تک میزائلوں کی بارش کرنے کے بعد واپس بڑھ گیا۔ صحرا کی فضا میں دھماکوں کی گونج ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔

جب جہاز واپس چلے گئے تو ایک ٹیلے کے پیچھے تقریباً ریت بنی و فتن عمران تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انسانی چہنوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضا کو بھی ہوا میں اڑتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے اس کے چہرے پر شدید دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ میزائلوں کے پھٹنے کی وجہ سے ہر طرف ریت کا طوفان آیا ہوا تھا۔ اور اس ریت نے اڑاڑ کر اُسے تقریباً ریت میں دفن کر دیا تھا۔ وہ ٹیلے کے پیچھے سے نکلی کر تیزی سے تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے پیلے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس نے اپنے ساتھیوں کو مختلف جگہوں سے کھڑے ہوتے دیکھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس خوفناک بیماری کا نتیجہ سامنے آ گیا۔ فضا میں اڑنے والے

انسانی اعضا عاطف کے تھے۔ جو سب سے آخر میں ہیلی کا پٹر سے نیچے آتا تھا اور دوڑتے ہوئے میزائل کی زد میں آ گیا تھا۔ جبکہ چروہان خاصا زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں پر میزائلوں کے ٹکڑوں نے خاصے گہرے زخم ڈال دیئے تھے۔ باقی افراد محفوظ تھے۔ معمولی سے زخم لبتہ کنٹی افراد کو آتے تھے۔ لیکن وہ قابل برواقت تھے۔

جولیا اور عمران نے مل کر چروان کی مرہم پہنچی کر دی تھی۔ چروان یہوش تھا۔ عمران اس کے سینے کی مائل کر کے اسے مرش میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا اور چروان کے کراہنے اور پھرا آجھیں کھولنے پر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس خوفناک بیماری نے عاطف کی قربانی لے لی — موجودہ حالات میں عاطف کی شہادت ہمارے لئے بہت سے مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ بہر حال ایم بیج گئی ہے یہ اللہ کا شکر ہے۔ یقین اب یہاں سے نکلنے کی کرو۔ کیونکہ اسی جیسی جیسی یہاں پہنچ جائیں گی۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
اب باقی کتنا فاصلہ رہ گیا ہے۔ ہمارے پاس تو خورد و نوش کا سامان ہے اور نہ پانی — ایسی صورت میں ہم کیسے اس صحرا کو پار کریں گے۔؟ جولیا نے کہا۔

پانی کی بجائے میرا خون حاضر ہے۔ اور خورد و نوش کے لئے میرا گوشت۔ بہت نرم اور مزے دار ہوگا۔ لیکن صرف جولیا کے لئے یہ سب کچھ حاضر ہے۔ باقی تو ظاہر ہے میری خوراک بن سکتے ہیں۔ میں ان کی نہیں۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ اور عمران کا یہ فقرہ گو بالکل بے موقع تھا۔ لیکن اس فقرے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ سب کے چہرے پر اس خوفناک بیماری اور عاطف کی ہلاکت کی وجہ سے چھائی ہوئی مردنی سیکھت دور ہو گئی۔ اور وہ سب مسکرا دیتے۔

اس کے بعد وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم یہاں پہنچنے والی جھوپڑوں میں سے کوئی ایک جیب اٹالیں۔“ چند لمحوں بعد جولیا نے کہا۔
اور اگر وہ جیسے ہمیں اڑا کر عالم بالا تک چھوڑ آئیں تو —

عمران نے جواب دیا اور جولیا نعت جبرے امان میں ہنس پڑی وہ جی نیر زفاری سے سفر طے کر رہے تھے۔ عمران بار بار کسی نیلے پر چڑھ کر بیچے دیکھا اور پھر انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیتا۔

انہوں نے ابھی تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ اب ایک عمران کی نظروں نے دور جاتی ہوئی دو جھوپڑوں کو دیکھ لیا۔ وہ پیشین شمالاً جنوباً جا رہی تھیں جب کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا رخ مغرب کی طرف تھا۔

اوه! — جلدی کرو۔ قدرت نے بیج نکلنے کی سہیل پیدا کر دی ہے۔ جلدی کرو۔ دوڑو۔ ہم نے ان جھوپڑوں کو روکا ہے۔

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور عمران کے ساتھیوں کے مذہال جھوپڑوں میں سے برقی توانائی کی لہریں سی دوڑ گئیں۔ اور پھر وہ سب بے ستماشا ن جھوپڑوں کی طرف دوڑ پڑے۔ جیسے جی اب ٹوک گئی تھیں۔ شاید

جیہوں میں سوار افراد نے بھی انہیں اس طرح صحرا میں پھیل جھاگے دیکھ لیا تھا۔

مقتوڑی دیر میں عمران سب سے پہلے ان جیہوں تک پہنچ گیا۔ قریب پہنچنے پر اس نے دیکھا کہ دونوں جیہوں میں دو دو مرغ فوجی تھے اور کھلی سیٹوں پر جرسیاں لدا ہوا تھا ان پر تریالیں پڑی ہوئی تھیں۔ دونوں ملٹری جیہیں تھیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر چونکہ فوجی وردیاں تھیں اس لئے جیہوں میں سطح فوجی سپاہیوں نے بھی جیہیں روک لی تھیں۔ عمران وغیرہ کے قریب پہنچتے ہی وہ چاروں فوجی جیہوں سے اتر کر دو مین قدم آگے بڑھ آئے۔ ان چاروں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے آواز لگائے تھے۔ کندھوں پر لٹکی ہوئی مین گین البتہ انہوں نے آنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

تم کس رجمنٹ سے متعلق ہو اور اس طرح؟ ایک فوجی نے ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میرا تعلق عزرا تیل رجمنٹ سے ہے۔ عمران نے اس کا فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مین گین کا ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ٹیٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں فوجی چھتے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔ مین گین سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ نے ایک لمحے میں ان کے جسموں کو پھینسی کر دیا تھا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ عمران نے تیز آواز سے آگے بڑھ کر جیہوں میں لڑے ہوئے سامان پر سے تریال مٹائی ان

پھر مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

یہ لوگوں کے سپر پارٹس ہیں۔ جلدی آثار وان سب کو۔ جلدی کرو۔ وہ لوگ کسی بھی لمحے ہمارے سروں پر پہنچ سکتے ہیں۔ عمران نے چپختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی جیہوں میں لڑے ہوئے سامان پر چل پڑے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جیہیں خالی ہو گئیں۔ اور پھر ایک جیب کا سٹرنگ عمران نے سنبھالا جب کہ دوسری جیب صفدر نے سنبھالی اور باقی ساتھی اچھل اچھل کر سوار ہو گئے۔ سپاہیوں کی مین گین البتہ انہوں نے اچک لی تھیں۔

دوسرے لمحے دونوں جیہیں انتہائی تیز رفتار سے دوڑنے لگیں۔ عمران نے جیب کا سٹرنگ شمالاً جنوباً کی بجائے موڑ کر مغرب کی طرف کر دیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کنٹرول ڈویژن کی جیہیں ان کی لاشیں تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے قریب نہ دیکھ کر وہ اسی طرف کو جیہیں جھنگائیں گے۔ اور وہ ان کے آنے سے پہلے شط میں داخل ہو جاتا چاہتا تھا۔

دونوں جیہیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئیں اور پھر مقتوڑی دیر بعد کھجوروں کے جھنڈ کے ایک طویل سلسلہ کو کراس کر کے وہ کھیتوں کے درمیان ایک کچی سڑک پر پہنچ گئے۔ اب آبادی کے آثار دُور سے نظر آنے لگ گئے تھے۔ اور پھر عمران نے ایک پرانی وضع کے خاصے بڑے مکان کے سامنے جیب روک دی۔ اس مکان کا کالڈی کا پرانا چھانک بند تھا۔ عمران اچھل کر نیچے اتر آیا۔

ہائیگر اور صفدر! تم دونوں ان جیہوں کو آگے لے جاؤ اور

اس کا چہرہ کھینچتے زرد پڑ گیا تھا۔ عمران دوڑ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس نے مشین گن کی نال اس کے بے سمجھا پھیلے ہوئے اور اٹھتے ہوئے پیٹ پر جمادی۔ مڑا عرب بڑی طرح کانپ رہا تھا۔ عمران کے سامنے تیزی سے کمروں میں گھس گئے۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ باہر آ گئے۔

”اور کوئی نہیں ہے۔“ تنویر نے واپس آ کر کہا۔
 ”کیا تم سے تمہارا؟“ عمران نے سخت بے چین موٹے عرب سے پوچھا۔

”تم۔ میں شیخ سالم ہوں۔“ موٹے عرب نے خوف کی شدت سے بھلائے ہوئے جواب دیا۔

یہ ٹرانزیشن انڈر گاس میں چھپا ہوا تھا۔ انانک جو لیانے انڈر سے نکلتے ہوئے عمران کے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک جدید قسم کا ٹرانزیشن تھا۔ اس ٹرانزیشن کو دیکھتے ہی شیخ سالم کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔

”تم اسرائیلیوں کے ایجنٹ ہو۔“ عمران نے ٹرانزیشن کو دیکھ کر مڑتے بھینپتے ہوئے کہا۔

”اسرائیلیوں کے۔“ شیخ سالم کے جسم کو عمران کا فہرہ سن کر ایک زور وار جھٹکا لگا۔

”تت۔ تو۔ تم۔ تم اسرائیلی فوجی نہیں ہو۔“ شیخ سالم نے بڑی طرح بھلائے ہوئے پوچھا۔

”تمہارا تعلق ریڈیو فائر سے تو نہیں۔“ عاطف کو جانتے

پھر انہیں اسی طرح موڑ کر غاصے فاصلے پر چھوڑ کر کسی اور راستے واپس آ جاؤ۔ تاکہ اگر کرنل ڈوڈ پھیلے آئے بھی تو وہ ٹائروں کے نشانات سے مغالطہ کھا کر آگے نکل جائے۔ ہم اس مکان میں ہوں گے۔ جاؤ ہم ہی آپ۔“ عمران نے پیچھے اترتے ہی کہا اور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر کے پیٹرننگ سبجیل لیا۔ دوسرے لمحے دونوں جہازیں جھٹکے سے آگے بڑھ گئیں۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے کٹری کے پھاٹک کو دھکیلا۔ پھاٹک انڈر سے بند نہ تھا اس لئے کھل گیا اور وہ سب تیزی سے انڈر داخل ہو گئے۔ مکان کا احاطہ ناقصا بڑا تھا سامنے دو بڑے بڑے کمرے نظر آ رہے تھے جن کے سامنے ایک رآمدہ تھا پورا مکان نجی مٹی کا بنا ہوا تھا اور بالکل دیہاتی انداز کا تھا۔

عمران نے جو بان کو پھاٹک بند کرنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے آگے بڑھنے لگے۔

”جو بان! تم ہمیں پھاٹک کے قریب ہی رہو۔“ ٹائیگر اور صفدر واپس آئیں گے۔ عمران نے انڈر جاتے ہوئے مڑ کر جو بان سے کہا۔ اور جو بان وہیں رگ گیا۔

اور پھر انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تو ان کے گواہک کمرے سے ایک انتہائی موٹے جسم اور چھوٹے قد کا عرب باہر نکلتا نظر آیا۔ اس کی سیاہ رنگ کی دائی اس کے آدھے پیٹ پر پھیلی ہوئی تھی۔

”خردار!۔ ورنہ جہوں واپس گئے۔“ عمران نے اٹنے دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور موٹے عرب کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹ گئیں

اور عمران کے درمیان انگریزی میں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا لوکھلائے ہوئے انداز میں بول پڑا۔

"تم انہیں کیسے جانتے ہو؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "اوہ! ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوڈ کی جیپیں کسی عام آدمی کا تعاقب نہیں کرتی تھیں۔ آپ لوگ فوجی ورڈوں میں ہیں اس لئے میں آپ کو نہ پہچان سکا۔ سنیں! میرا نام شیخ سالم ہے اور میں شط میں ریڈنار کا چیف ہوں۔ مجھے چیف کی طرف سے خصوصی ہدایات دی گئی تھیں کہ آپ لوگوں کو صحرا میں جی بی۔ بی۔ فائیو اور ریڈ آر می نے گھیر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی یہاں تک پہنچنے تو اس کی ہر ممکن امداد کی جائے۔ ہمارے آدمی پورے شہر میں آپ کی ٹوہ میں ہیں اور یہ اتفاق ہے کہ آپ براہ راست میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔"

شیخ سالم نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔
 "کوئی ثبوت دو کہ تم واقعی ریڈنار سے متعلق ہو؟" عمران نے بے یقینی کے ساتھ انداز میں پوچھا۔ کیونکہ ایسے حالات میں کسی پرانڈھا دھندا اعتماد کرنا انتہائی خطرناک سبب ثابت ہو سکتا تھا۔
 "میں آپ کی بات سے بات کر رہا ہوں۔ آپ خود ہی تسلی کر لیں۔" شیخ سالم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسپیرینٹ۔ ارے نہیں۔ ٹرانسپیرینٹ استعمال کرنا وہ قولاً بہ قولاً ہو جائے گا۔ اگر ٹرانسپیرینٹ کا مسئلہ ہوتا تو میں کب کا بات کر چکا ہوتا۔ ابھی تک ہم اسی لئے محفوظ رہے ہیں کہ ہم نے ٹرانسپیرینٹ

ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"ریڈنار۔ عاطف۔ نہیں جناب! میں تو غریب دیہاتی ہوں۔ یہ مشین باہر کھیتوں میں پڑی تھی میں اٹھا لیا جناب! میں بالکل بے قصور ہوں۔ بالکل جناب۔" شیخ سالم نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پھاٹک کھلا اور صفدر اور نائیک انڈر آگئے۔ لیکن ان کے جسموں پر مقامی عربی لباس تھا۔ فوجی وردیاں نہ تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے انڈر آگئے۔

"لباس کیسے بدل لیا؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ کی جیپیں اس علاقے میں پہنچ چکی ہیں۔ اس لئے ہمیں پہچان لیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے دو مقامی عربوں کو یہاں سے دور آبادی کی ایک گلی میں گھیر کر بیہوش کیا اور ان کا لباس اتار کر اوپر پہن لیا ہے۔" صفدر نے قریب آتے ہوئے جواب دیا۔
 "کرنل ڈیوڈ کی جیپیں پہنچ چکی ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

صحرا کی طرف سے دس کے قریب جیپیں مختلف راستوں سے شط کی حدود میں داخل ہوئی ہیں۔ اب وہ تلاشی شروع کر رہے ہیں۔ میں نے ایک عرب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ آگے روک کر فرجیوں نے ہمارے بارے میں پوچھا تھا۔" صفدر نے جواب دیا۔
 "آپ لوگ اسرائیلی فوجی نہیں ہیں۔ اوہ! کہیں آپ پاکستانی سیکرٹ سروس کے آدمی تو نہیں؟" شیخ سالم جو خاموش تھا صفدر

شیخ سالم نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ شیخ سالم صبح آوی ہے۔

”ماگر!۔۔۔ چیک کرو۔ ایک ایک اینٹ چیک کرو۔ جلد ہی اسی آفیسر نے جمع کر کہا اور فوجی تیزی سے برآمدے اور کمرہ کی طرف دوڑ پڑے۔

عمران سانپ جیسی تیزی سے واپس مڑا اور چند ہی لمحوں میں وہ دوبارہ میڑھیوں پر پہنچ کر دروازہ بند کر چکا تھا۔ اللہ تو بندہ روزانے کے ساتھ ہی کان لگائے کھڑا تھا۔ اس کے سامتی نیچے تہہ خانے میں تھے۔ وہ عمران کو یہاں سے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے اشارہ کر کے انتہین خاموشی سے بے گئے کہا۔

چند لمحوں بعد کمرہ بیماری بوٹوں سے گورج اٹھا۔ واقعی فرشتے اور دیاروں پر مشین گنوں کے بٹ مار کر چیک کیا جا رہا تھا۔ کہہیں کوئی تہہ خانہ تو نہیں۔

عمران نے اس جگہ پر ہاتھ رکھ کر اُسے زور سے دبا رکھا تھا۔ جہاں سے دوسری طرف سے ضرب لگا کر دروازہ کھولا جاسکتا تھا تاکہ اگر عین اس جگہ ضرب لگ بھی جائے تو عمران کی طرف سے دباؤ ہونے کی وجہ سے میکانزم حرکت میں نہ آسکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ ایک ضرب عین اس جگہ پر لگی۔ لیکن عمران کے حفظ و تقم کی وجہ سے خطہ ٹل گیا۔ ورنہ یقیناً دروازہ کھل جاتا۔ تھوڑی دیر بعد کمرہ خالی ہو گیا۔ اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ چند لمحوں بعد بیماری بوٹوں کی آوازیں دوبارہ گیسٹ کی طرف جاتی سانی دیں اور عمران دوبارہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

اور پھر جب عمران برآمدے میں پہنچا تو اس نے شیخ سالم کو چھانک نذر کے تیزی سے واپس آتے دیکھا۔
”چلے گئے یہ لوگ۔۔۔“ عمران نے اس کے برآمدے میں پہنچتے ہی پوچھا۔

”اوہ!۔۔۔ بل جناب! اللہ نے معجزہ دکھایا ہے جناب!۔۔۔ ایک فوجی نے عین اس جگہ مشین گن کا بٹ مارا تھا۔ جہاں ضرب لگانے سے دروازہ کھلتا ہے۔ میری مژدہ فنا ہو گئی جناب!۔۔۔ لیکن جناب معجزہ ہوا کہ اتنی زور دار ضرب لگنے کے باوجود نمودار نہ ہوا۔ واقعی اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے بندوں کو اپنے معجزے دکھا دے۔ شیخ سالم نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

”اللہ میاں معجزے دکھانے کے لئے بندے بھی جیسا کرتا ہے۔ اب دیکھو!۔۔۔ اس قدر موٹاپے کے باوجود تمہاری تیز رفتاری ایک معجزہ نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شیخ سالم ہی جی کسے ہنس پڑا۔ ہنسنے کی وجہ سے اس کا پیٹ اس طرح تھرتھرانے لگا جیسے مٹھرے ہوئے پانی میں پتھر چھینکنے سے لہریں پیدا ہوتی ہیں اور عمران کو اپنا حالہ جاو قاسم یاد آ گیا۔ وہ بھی ایسا ہی موٹا اور شیخ سالم کی طرح معصوم ذہن کا مالک ہے۔

”اچھا اب یہ پتھر کمرہ بنا بند کرو۔ میں یہ بتاؤ کہ اب یہاں سے تل اریب جانے کا کیا طریقہ ہوگا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”تل اریب!۔۔۔ جناب! میں نے ایک سادہ سا طریقہ سوچا تھا۔

جب چیف ہاں نے مجھ کہا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس کے کسی آدمی کا پتہ چل جاتے تو اُسے تل ابیب پہنچا دو۔ تو میں نے طریقہ سوچنا شروع کر دیا۔ بس میں سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ شیخ سالم نے کہا۔

اور سوچتا ہی رہا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا فقرہ مکمل کیا تو شیخ سالم ایک بار پھر تھرتھرت کر بیٹھنے لگا۔

عمران اُسے ہنسنا ہوا چھوڑ کر تہہ خانے کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس کے آواز دینے پر اس کے ساتھی تہہ خانے سے واپس کمرے میں آگئے۔ اور تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

ہاں تو شیخ سالم ایک تمہاری سوچ کا کچھ نتیجہ بھی نکلا۔ یا ابھی تک سوچ ہی رہے ہو۔ عمران نے شیخ سالم سے ایک بار پھر مخاطب ہو کر کہا۔

جناب! نتیجہ نکلا تو نہیں۔ البتہ میں نے اُسے نکال لیا ہے جناب۔ میں آپ سب کو گشتی قبوہ خانے کی شکل میں تل ابیب لے چلوں گا۔ شیخ سالم نے کہا۔

گشتی قبوہ خانہ۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور عمران کے ساتھی بھی یہ الفاظ سن کر حیرت سے شیخ سالم کو دیکھنے لگے۔

جناب! ہمارے یہاں قبوہ خانوں کا بڑے قدیم عرصے سے رواج چلا آ رہا ہے۔ مخصوص قسم کی بیل گاڑیوں میں ہم قبوہ کی بھری ہوئی صراحیوں لے کر چلتے ہیں اور یہ مخصوص قسم کا لباس پہن کر ایک

عورت بڑے ناز و انداز سے گاڑیوں کو قبوہ دیتی ہے۔ اور مرد ان بیل گاڑیوں کے آگے مخصوص قسم کا نارج کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ اس طرح سفر طے کر لیا جاتا ہے اور کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ میں نے عورت، بیل گاڑیوں، قبوہ کی مخصوص صراحیوں اور مخصوص لباسوں کا انتظام کر لیا ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو ایسا کر لیتے ہیں۔ شیخ سالم نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

”کرل ڈیوڈ بہت شکی مزاج آدمی ہے۔ وہ باقاعدہ چیلنگ کرے گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جناب! یہ عربوں کی مخصوص رسم ہے۔ اور جناب! اس قافلے کو ہمارے ہاں تقدس کا درجہ حاصل ہے اور اسے چیک کرنے کا مطلب ہے ہمارے مقدس رواج کی توہین۔ ادا سڑتی چلی ہے کچھ کر لیں وہ ہمارے تقدس کی توہین نہیں کر سکتے۔ ورنہ سارے عرب ان کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔“ شیخ سالم نے بڑے با اعتماد بلبلے میں کہا اور عمران اس موٹے شخص کی معصیت پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اسرائیل پر ہی دنیا کے مسلمانوں کے مقدس مقامات کی توہین کرنے پر تڑا ہوا ہے اور یہ موٹا اس گشتی قبوہ خانے کو اتنا مقدس بنا رہا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ آرمی نے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ستوا، ایک عورت ہوتی ہے یا دو تین۔“ عمران نے پوچھا۔

جتنی بیل گاڑیاں اتنی ہی عورتیں۔ بہر بیل گاڑی کے ساتھ چار مرد ہوتے ہیں۔ شیخ سالم نے بتایا۔

”زیادہ سے زیادہ کتنی بیل گاڑیاں ہوتی ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”چار جناب“ — شیخ سالم نے جواب دیا۔
اس طرح ہم کتنے مہینوں میں تل ابیب پہنچیں گے“ — عمران نے جان بوجھ کر مہینوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

جناب! — ہم بیل گاڑیوں پر صرف اٹاکہ تک جائیں گے۔ وہاں سے ہم کاروں کے ذریعے ٹری آسانی سے آگے سفر کر سکتے ہیں اور اٹاکہ یہاں سے صرف بارہ کلومیٹر ہے اور یہ فاصلہ ہم زیادہ سے زیادہ چار ساعتوں میں طے کر لیں گے جناب“ — شیخ سالم نے کہا اور عمران نے اس بار زیادہ مطمئن انداز میں سر ہلادیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ شیخ سالم ذہنی طور پر آنا معصوم بھی نہیں ہے، جتنا وہ اسے سمجھ رہا ہے۔

جناب! — میرے منصوبے کے مطابق ہم یہاں سے اٹاکہ جائیں گے۔ وہاں سے میرے آدمی آپ کی بجگے لے لیں گے جو اس گشتی قبوہ خانے کو تل ابیب لے جائیں گے، تاکہ اگر کسی کو شک بھی ہو تو وہ نہ بوجھائے“ — شیخ سالم نے کہا۔

گڈ! — واقعی یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ سادہ اور معصوم سا۔ بہر حال ٹھیک ہے، تم انتظام کرو۔ چار بیل گاڑیاں تیار کرو۔ دس آدمی ہم ہیں۔ چار آدمی تمہاری بیل گاڑیاں بانگیں گے۔ ایک تم ساتھ ہو جائا اور تین عورتیں ساتھ لے لینا“ — عمران نے شیخ سالم کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

تین عورتیں۔ چار مرد اور ایک میں — مگر جناب! سہ بیل گاڑی پر ایک عورت کا ہونا لازمی ہے۔ اور پھر جناب! — لپٹنے والے بھی ضروری ہیں۔ دو قافلے بنا لیتے ہیں“ — شیخ سالم نے بھرت بھرتے لہجے میں کہا۔

ہمارے ساتھ ایک عورت ہے جس کے اناجھے تمہاری تین عورتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ اتنی رے لپٹنے والے تو تم نکرینہ کرو۔ ہم اپنا بھی جانتے ہیں اور سنبھال بھی“ — عمران نے مسکرا کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

لیکن عمران صاحب! — یہ کوئی مخصوص رقص ہوگا جو ہمیں کیسٹین ٹیکل نے کہا۔

”موت کے رقص سے مشکل کوئی رقص نہیں ہو سکتی“ — اور جو لوگ موت کا رقص جانتے ہوں۔ وہ سب کچھ کر لیتے ہیں۔ زراہ: آدمیوں سے مسئلہ خراب بھی ہو سکتا ہے“ — عمران نے بنجیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے — ہم تیار ہیں“ — صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

یہ واقعی ان سب کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں سے ایک انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ ناول

نرزمین اسرائیل پر موت اور خون میں ڈوبا ہوا یادگار ایڈوچر

مصنف
منظہر کلیم ایم اے

ناول پلے

ہیکل سلیمانی

حصہ دوم

پاکستان اور گریٹ لیمنڈ کے درمیان انتہائی سنسنی خیز کرکٹ میچ کا انعقاد۔
جزیوں کی تنظیم آرگنائزیشن جس نے پاکستانی ٹیم کو برہانے کے لئے
سازشوں کا جال بھینسا دیا۔ کیوں؟

پاکستانی ٹیم کے معروف ترین کھلاڑیوں نے بغیر کسی وجہ کے کھیلنے سے
انکار کر دیا۔

پاکستانی ٹیم کے کھلاڑیوں کے اعصاب مفلوج کر دیئے گئے۔
کیسے اور کیوں؟

پاکستانی ٹیم کے کپتان نے عین میچ کے موقع پر کھیل سے ریٹائر ہونے
کی دھمکی دے دی۔ کیا پاکستانی جموں سے مل گیا تھا۔ یا.....؟

عمران اور سیرٹ سروس کا مشن کیا تھا؟ کیا پاکستانی ٹیم کے کھلاڑیوں
کی جگہ انہوں نے لے لی یا.....؟

بین الاقوامی کھیلوں کے پس منظر میں ہونے والی حیرت انگیز اور سنسنی
خیز کارروائی جس سے تماشائی ہمیشہ لاشعور رہتے ہیں۔

انوکھاپس منظر حیرت انگیز کہانی۔ دلچسپ واقعات۔
انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی تحریروں۔

مصنف: منظور کلیم ایم اے

عمران اور سیرٹ سروس کے اسرائیل میں داخلے کے ساتھ ہی آسمان سے
برسنے اور زمین سے اُبلنے والی موت نے سب کو گھیر لیا۔

اسرائیل کا سپیشل ٹاور۔ جسے برطانوی سے تاملی خیر نایا گیا تھا۔ لیکن
جب عمران اور اس کے ساتھی اس سے کرائے تو.....؟

ریڈ آرمی کا نیا سربراہ کرنل فونک اور جی بی۔ فائیو کا کرنل ڈیوڈ دیولنے کتوں
کی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں پر جھپٹ پڑے اور.....؟

کرنل ڈیوڈ۔ جو آخر کار عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں
ہتھیاریں ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے.....؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے کٹہرے میں بند
کر کے اسرائیل کے صدر نے فوری موت کی سزا سنا دی اور پھر.....؟

کرنل بالڈون اور عمران کے درمیان چیلنج مقابلہ۔ جسے پوری دنیا کے
ٹی وی ویژن شیڈول دیکھا جا رہا تھا۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی یہودی سازش کا توڑ کرنے میں کامیاب
ہو گئے یا.....؟ موت وراثت اور تباہی میں لپٹا ہوا ایک یادگار ایڈوچر

ناشران: یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! ہیکل سلیمانی کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ آپ آدمی کتاب پڑھ چکے ہوں۔ بقیہ آدمی حصے کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت میں اس لئے بھی محسوس نہیں کرتا کہ اس ناول کی کہانی نے یقیناً اپنے متعلق آپ کو اب تک بہت کچھ خود ہی بتا دیا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ اس کہانی کے اتمام پر پہنچیں گے تو اس کہانی کا سحر آپ کو کافی عرصے تک اپنی گرفت میں لئے رکھے گا۔ تو پھر قارئین کے خطوط کی طرف توجہ کر لیتے ہیں۔ قارئین کے یوں تو تقریباً روزانہ ہی کئی خطوط مجھے موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں تعریف کے ساتھ ساتھ کچھ سوالات بھی ہوتے ہیں لیکن ان سوالات میں سے زیادہ تعداد میرے ذاتی کوائف پوچھنے پر ہی معنی ہوتی ہے اس لئے ان خطوط کا میں دانستہ پیش لفظ میں ذکر نہیں کرتا۔ البتہ ایک خط الیا موصول ہوا ہے جس کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

پرنس آفتاب پبل بازار میاں چنوں سے لکھتے ہیں کہ میں نے پہلے ہی آپ کو خط لکھا تھا جس میں آپ کے میں نے ایسے میک آپ کے سامان کی تفصیل پوچھی تھی جس سے جلد کی رنگت تبدیل ہو جاتی ہو۔ کیونکہ مجھے جلدی بیماری ہے اور جلد پر سفید وجھتے ہیں میں نے بہت علاج کرایا ہے لیکن مکمل آرام نہیں آیا آپ کے ناولوں میں میک آپ سے جلد کی رنگت بھی بدل جاتی ہے۔ اس لئے آپ مجھے اس سامان کی تفصیل بتائیں تاکہ میں بھی میک آپ کے ذریعے اپنی جلد کی رنگت درست کر سکوں۔ اور اس خط میں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر آپ ہمیں

میک آپ کا سامان مہیا کر دیں تو ہم آپ کو اس کا پورا معاوضہ دیں گے۔

تو بروڈم پرنس آفتاب صاحب! یہ تو درست ہے کہ میک آپ کے ایسے جدید ترین فارمولے ایجاد ہو چکے ہیں جن سے جلد کی رنگت حسب منشا تبدیل ہو جاتی ہے اور ان فارمولوں پر مبنی سامان بڑی دکانوں پر دستیاب بھی ہے اور اسے فلموں، ٹی وی اور سٹیج ڈراموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور ٹیلی ویژن اور سکرین سروس کے افراد بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ میک آپ کا خصوصی نوعیت کا ہوتا ہے اسے بہت اعلیٰ قیمت پر خریدنا پڑتا ہے آپ اسے مستقل طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بہت اعلیٰ قیمت پر ہوتے ہیں جنہیں اگر مسلسل استعمال کیا جائے تو یہ اُلٹا جلد کی اصل رنگت کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ آپ اپنی بیماری کا کسی ایسے ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرائیں اور شرط یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے علاج کرائیں کوئی ایسی بیماری نہیں سولے سوٹ کے جن کا علاج نہ ہو سکتا ہو۔ اور نظام ہے کہ یہ علاج مستقل نوعیت کا ہوگا۔ میں تو یہی مشورہ دے سکتا ہوں۔ باقی اگر آپ میک آپ پر ہی متصر ہیں تو پھر ایسا ہے کہ میں عمران تک آپ کی خواہش پہنچا دوں گا باقی آپ دعا کریں کہ عمران کسی مجرم کا تعاقب کرتا ہوا میاں جنوں پہنچ جائے اور آپ عمران سے ٹکرا جائیں تو ہو سکتا ہے۔ وہ مجرم کا تعاقب چھوڑ کر آپ کا میک آپ کر دے۔ تب ہی آپ کی جلد کی رنگت درست ہو سکتی ہے۔ ورنہ اگر آپ نے خود میک آپ کرنے کی کوشش کی تو یہ بھی ممکن ہے کہ فی الحال تو لوگ آپ کو صرف بھارت سمجھتے ہوں لیکن میک آپ کے بعد کہیں۔۔۔ اب میں مزید کیا کہوں۔ آپ خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں اس لئے سوچ لیجئے۔ تب تک مجھے اجازت دیجیئے۔

والسلام :- مظہر حکیم ایم۔ اے

”حد ہو گئی ہے حد!۔۔۔ اب ہمیں طریقہ کار بدلنا چاہیے۔ اس طرح بات نہیں بنے گی۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے زور سے جیب کے ڈرائش پور پر ہنک مارے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت سے سرخ ہو گیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فرانک بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی فرانس پشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

واقعی کرنل!۔۔۔ ہمیں اپنا طریقہ کار بدلنا چاہیے۔ اب صورتحال بے حد سنگین ہو چکی ہے۔ یہ لوگ واقعی ہماری توقع سے کہیں زیادہ خوش قسمت ثابت ہو رہے ہیں۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا اور پھر وہ جیب سے نیچے اتر آیا۔

اس وقت وہ سب شط شہر کے قریب صحرا میں اس جگہ کھڑے تھے جہاں چار اسرائیلی فوجیوں کی لاشیں اور بہت سا سامان بکھرا ہوا تھا۔ تختستان سے ایک کچی کیمپ پر حملے کے بعد جیسے ہی عمران اور

اس کے ساتھی وہاں موجود پہلی کاپڑوں کو لے کر اٹھے۔ کرنل فزنگ نے ٹرانسپورٹ فورس کے نزدیک اڑے سے رابطہ قائم کیا اور انہیں تمام تفصیلات بتائیں۔ اس کے بعد وہ سب جیپوں کا قافلہ لے کر پل پڑے۔ پھر انہیں دُور سے لڑاکا اور بمبار جہاز آتے بھی دکھائی دیتے اور دُور سے ان کی خوفناک بمباری کی آوازیں بھی انہوں نے سیں پھر سٹوارڈن لیڈر نے انہیں ٹرانسپورٹ ہر تیار کیا کہ دونوں پہلی کاپڑوں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور تمام لوگ مر چکے ہیں۔ کیونکہ انسانی اعضاء انہوں نے شعلوں میں اچھلتے ہوئے خود دیکھے ہیں جس پر کرنل فزنگ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس جانے کے لئے کہا۔ لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دونوں پہلی کاپڑا واقعی تباہ ہو چکے تھے۔ ایک آدمی کے جسم کے کٹھے بھی وہاں موجود تھے جو بڑی طرح جل گئے تھے۔ اس لئے اسے پہچاننا نہ جاسکتا تھا کہ یہ کون سے۔ باقی کسی آدمی کی لاش وغیرہ وہاں کچھ نہ تھی نہ ہی کوئی آدمی تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گئے کہ اس خوفناک بمباری میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہدف ایک ہی آدمی ہلاک ہوا ہے اور چونکہ وہاں سے کسی سواری کے ملنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ لوگ پیدل ہی شط شہر کی طرف گئے ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے شط شہر کا رخ کیا اور پھر وہ شہر کے نزدیک اس مقام تک پہنچ گئے جہاں چار اسرائیلی فوجیوں کی لاشیں اور فوجی سامان ریت پر بچھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وغیرہ سب غائب تھے۔

"یہ تمام سامان لازماً دو جیپوں پر ہو سکتا ہے۔ وہ ان جیپوں کو

لے اڑے ہیں"۔ کرنل ڈیلوڈ نے بھی فزنگ کے پیچھے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔ اور وہ ان جیپوں کے ذریعے لازماً شط شہر میں داخل ہوتے ہیں"۔ کرنل فزنگ نے کہا اور پھر اس نے جیپ سے ٹرانسپورٹ نکال کر اس پر فوکوئسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

"یس۔ ریڈ آرمی شط پلانٹ۔ اور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کرنل فزنگ پکینگ۔ اور"۔ کرنل فزنگ نے انتہائی کرحش لہجے میں کہا۔

"یس سہا۔ یس سہا۔ میں راجی بول رہا ہوں میں شط پلانٹ کا انتہاراج ہوں سہا۔ اور"۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پکھلتا سوتا ہوا گیا۔

"سنو راجی!۔ ہم اس وقت شط شہر کے قریبی صحرا میں ہیں۔ انتہائی خطرناک جگہوں کا ایک گروہ جو کہ فوجی درویشوں میں طبع ہے۔ دو فوجی جیپوں میں جو یقیناً انجینئرنگ کورس کی ہوں گی، شہر میں داخل ہوا ہے تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو شہر کے گرد پھیلا دو۔ شہر سے باہر جانے والے تمام راستے بند کرو۔ جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی کار۔ کوئی سائیکل۔ کوئی بھی چیز باہر نہ جاتے۔ اور اگر شہر میں کوئی بیسی کاپڑ وغیرہ ہوں تو ان پر قبضہ کر لو۔ جی۔ بی۔ فائیو کے کرنل ڈیلوڈ میرے ساتھ ہیں۔ وہ اپنے آدمیوں کو حکم دے کر ان لوگوں کو تلاش کریں گے۔ تم نا کہ بندی کر لو۔ سخت اور مکمل نا کہ بندی۔

اور اینڈ آل۔۔۔ کرنل فراہنگ نے کہا۔

”یس سر۔۔۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر۔۔۔ اور“۔۔۔ دوسری طرف سے لگا ہوا اور کرنل فراہنگ نے اور اینڈ آل کو ہر ٹرانسپیرینڈ کیا اور اسے کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل ڈیوڈ نے شط میں موجود جی۔ پی۔ فائبر کے سب ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد وہ سب جیو پوں میں بیٹھ کر شہر میں داخل ہو گئے۔ رپڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ایک خاصی بڑی عمارت میں تھا۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فراہنگ نے اس عمارت میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں طرزی کی حالی جیو پوں کے ٹٹنے کی اطلاع مل گئی۔ اور پھر یہ اطلاع بھی مل گئی کہ ایک گلی میں دو عربوں کو بیہوش کر کے ان کا لباس اتار لیا گیا ہے۔

”مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ عربوں کے روپ میں اب لازماً تل اریب جائیں گے۔ اور تل اریب جانے کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے ہمیں خود اس راستے کی کڑی نگرانی کرنی چاہیے۔“ کرنل فراہنگ نے کرنل ڈیوڈ سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ جملہ اہل ہونا ضروری ہے۔ اور شہر میں اس قدر سخت نگرانی سے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہاں خود چیکنگ کر کے ہمیں ٹریک کھول دینا چاہیے۔“ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں ایک جہیز میں بیٹھ کر شہر سے گزرتے ہوئے اس

چوکی پر پہنچ گئے جو تل اریب جانے والے راستہ پر بنی ہوئی تھی اور لوگ اس طرح کی نگرانی کے خلاف سخت احتجاج کر رہے تھے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فراہنگ دونوں نے اپنی نگرانی میں چیکنگ شروع کر دی اور چیکنگ کے بعد ٹریفک چلنا شروع ہو گیا۔ ٹریفک کو معمول پر آنے میں دو گھنٹہ لگ گئے۔

پہلے پہلے تو کرنل فراہنگ اور کرنل ڈیوڈ دونوں چیکنگ میں خود ہی شامل رہے۔ لیکن بعد میں وہ تنہا گئے تو ایک طرف کریاں بھجوا کر بیٹھ گئے اور چیکنگ ہوتی دیکھتے رہے۔ ان دونوں کی تیر نظر میں ایک ایک آدمی پر جہیز ہوتی تھیں۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ یہ شیطان اب یہاں سے کیسے نکلے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ظاہر ہے میک آپ کے ذریعے ہی نکل سکتے ہیں۔ اور وہ بھی سڑک کے ذریعے۔۔۔ سبلی کو پٹر تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ جہازوں کا سلسلہ ہی نہیں ہے۔ ٹرین بھی یہاں سے نہیں گذرتی۔ اور سڑک بھی ایک ہی جاتی ہے۔“ کرنل فراہنگ نے جواب دیا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ دس پندرہ روز میز میں کسی مکان میں چھپے رہیں۔۔۔ آخر ہم کب تک چیکنگ کرتے رہیں گے۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”پورے شہر کی تلاشی ہو رہی ہے۔ اگر یہاں سے وہ نکلنے کے تو پھر لازماً پکڑے جائیں گے۔ اب وہ چوبے دان میں چھپنے چکے ہیں۔“ کرنل فراہنگ نے منہ ہاتھ سے منہ ہاتھ سے جواب دیا اور وہ اٹھ

کر چینگ پائی کی طرف بڑھ گیا۔
 "پنی لمے ٹوپریڈیٹڈ سپیکنگ۔ جناب صدر صاحب سے بات
 کیجئے۔ اور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد صدر مملکت
 کی آواز ٹرانسٹیٹ پرائیمری۔

"ہیلو کرنل فرانک! کیا رپورٹ ہے۔ اور"۔ صدر مملکت
 کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔
 جناب! پالیسی کیٹ سرورس والوں کو شہر شرط میں گھیر لیا گیا ہے
 شہر کی مکمل ناکہ بندی کی جا چکی ہے اور ان کی تلاش جاری ہے۔ جلد
 سی ان کی گرفتاری کی رپورٹ آپ کو پیش کی جائے گی۔ اور"۔ کرنل
 فرانک نے انتہائی موڈ بانہ بیچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ شہر شرط تک کیلئے پہنچ گئے۔ اور"۔ صدر مملکت کا
 لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔
 اور کرنل فرانک نے شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات
 تفصیل سے بتا دیئے۔
 اوہ! اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ تمہارے بس سے باہر ہیں۔
 مجھے ان کا کوئی اور بندوبست کرنا ہو گا۔ اور"۔ صدر مملکت کا لہجہ
 بے حد تلخ ہو گیا۔

"سرا۔ بس اتفاق ہے کہ یہ لوگ اب تک زندہ ہیں۔ ویسے
 سرا۔ اب وہ جبری طرح پھینس گئے ہیں۔ اب وہ یہاں سے نہیں
 نکل سکتے۔ اور"۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔
 اگر وہ کسی طرح وہاں سے ناپ ہو کر نکل آسکیں گے تو پھر
 تم تو انہیں وہیں تلاش کرتے رہو گے۔ اور"۔ صدر مملکت نے کہا۔
 عدت کی طرف سے کال کی جا رہی ہے۔
 عدت کی کال ہے۔ کرنل فرانک نے باپس بیٹے
 ہونے پر زور دے کر مختاب ہو کر کہا۔ اور کرنل ٹویوڈ بھی چونک کر
 سیدھا بڑیا۔

"یس۔ کرنل فرانک انڈیٹنگ فرام شرط۔ اور"۔ کرنل فرانک
 نے ٹرانسٹیٹ آن کرتے ہی موڈ بانہ بیچے میں کہا۔

اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے جناب!۔ ان کے بل بھی فرانک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 مہنتے ہی مجھے فوری اطلاع مل جاتے گی۔ اور۔۔۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ میں مزید دو روز تمہاری رپورٹ کا انتظار کروا گا۔ اگر دو روز تک تم انہیں گرفتار یا ہلاک نہ کر کے تو پھر تمہارا سیدت کرنل ڈیوڈ کو بھی اپنے عہدوں سے مستعفی ہونا ہوگا۔ سمجھے یہ میری آخری وارننگ ہے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ صدر مملکت نے سرد لہجے میں کہا اور کرنل فرانک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسپیرٹ کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ بھی یہ کال سن رہا تھا۔ صدر مملکت کی وارننگ میں آ کا نام بھی تھا۔ اس لئے وہ بھی ہونٹ کاٹنے لگا۔
 اب اس کے سوا اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔ علم نجوم تو سم جانے اجاتے ہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور کرنل فرانک نے منہیں کرنا اچھ بنا کر کپڑے لیں۔ کرنل فرانک نے ٹرانسپیرینڈر کر کے سر ہلایا۔

ہوئے کہا۔
 تل ابیب میں واقعی تم نے کوئی بندوبست کر رکھی ہے۔ تانفک کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگ تھے جو چھوٹے چھوٹے صرف صدر کو تاملنے کے لئے ایسا کہہ دیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے سیالوں میں قبوہ خرید خرید کر بی رہے تھے۔ چار بیل گاڑیاں تھیں جن پر چھاپا۔
 بالکل کر رکھا ہے۔ فلسطینی گوریلوں کا ایک اہم آدمی میری بڑے ناز و انداز سے قبوہ فروخت کر رہی تھیں۔ جبکہ ایک عورت نظروں میں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ یہاں سے سیدھا ہاتھ ہی لہک لہک کر گارہی تھی۔

وہیں جائیں گے۔ اور اگر سیدھے وہاں نہ گئے تو بہر حال اُسے پہلی بیل گاڑی پر ایک بہت موٹا اور لمبی داڑھی والا عرب اطلاع ضروری جائے گی اور ہمیں فوراً اطلاع مل جائے گی۔ کرنل پھر بد عجیب ساخت کی ٹوپی پہننے بڑے مغرورانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا

کوئی نہ رُکے۔ یہ مقدس قافلہ ہے۔ کس کی جرات ہے کہ
سے روک کے چلو چلو۔ آگے بڑھو۔ موٹے عرب نے
انہ کر پھینچتے ہوئے کہا۔

”میں کہتا ہوں رُک جاؤ۔ ورنہ میں سب کو جھون ڈالوں گا۔
میں کرنل فرانک ہوں۔ ریڈ آرمی کا سربراہ۔ میں کہتا ہوں رُک
جاؤ۔“ کرنل فرانک نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔
”قافلہ نہیں رُکے گا۔ تمہیں رُکے گا۔“ موٹے عرب نے
جبھی غصے سے بڑی طرح چنچتے ہوئے کہا۔

”فائر۔ جھون ڈالو۔ گولی مار دو ان سب کو۔“ کرنل
فرانک نے اس قدر غصے سے چنچتے ہوئے کہا کہ اس کی آواز پھٹ
نئی اور ریڈ آرمی کے آدمیوں نے متعین گین سیدھی کر لیں۔

مخصوص لڑائی کا مطلب تھا کہ یہ موٹا اس گشتی قبوہ خانے کا مالک ہے۔
”میرے چھٹی جس تبار ہی ہے کہ گریڈ کہیں قریب ہی ہے۔ انہیں
میں خود چیک کروں گا۔“ کرنل فرانک نے پکھنت کر سی سے
اٹھتے ہوئے کہا۔

ارے ارے کیا غضب کر رہے ہو۔ یہ مقدس قافلہ ہے
اس کی چکنگ سے لورے عرب میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔“ کرنل
ڈیوڈ نے بولھلاتے ہوئے انڈاز میں اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی صورت حال میں انہیں
بغیر چکنگ کے جانے دیا جائے۔“ کرنل فرانک نے غصیلے
انڈاز میں اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے گشتی قبوہ خانے
کی طرف بڑھا جو اب خاصا ترویکہ اچکا تھا۔ چکنگ کرنے والے
سپاہی بھی بڑی دلچسپی سے اسے آنا دیکھ رہے تھے۔
”مٹھو۔ رُک جاؤ۔ میں ریڈ آرمی کا کرنل فرانک تمہیں حکم
دے رہا ہوں۔“ کرنل فرانک نے آگے بڑھ کر زور سے چنچتے
ہوئے کہا۔

”جناب یہ مقدس۔۔۔ ایک آفیسر نے کہا چاہا۔
”شٹ آپ۔ ایسے موقع پر کوئی چیز مقدس نہیں ہے۔
ان سب کی مکمل چکنگ کی جائے گی۔“ کرنل فرانک نے تیز
لہجے میں کہا۔
”قافلہ اس کی دھات میں کہ آہستہ ہو گیا اور چکنگ کرنے والے بھی
الٹو سنبھالے تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

انداز میں پوچھا اور سب اُسے ناچنا دیکھ کر بڑی طرح ہنس رہے تھے۔
 اگلے کی کیا ضرورت ہے۔ جولیا اس روپ میں جدھر بھی نظریں
 اٹھائے گی۔ خوفناک میزائلوں کی بارش شروع ہو جائے گی۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اس بار غصے ہونے کی بجائے بے اختیار
 ہنس پڑی۔

یہ دائمی میری زندگی کا انوکھا تجربہ ہے۔" جولیا نے ہنستے
 ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد شیخ سالم اپنے ساتھیوں سمیت ہیل گاڑیاں
 لے کر وہاں پہنچ گیا۔ ہیل گاڑیوں پر پیتل کے چمکتے ہوئے مخصوص قسم
 کے بڑے بڑے حمام موجود تھے۔ اس کے ساتھ جولیا جیسا لباس پہننے
 اور میک اپ کئے تین عورتیں تھیں جب کہ چار مرد بھی تھے جنہوں
 نے عمران اور اس کے ساتھیوں جیسے لباس پہن رکھے تھے۔

شیخ سالم نے آخری مہایات دیں اور پھر وہ سب ہیل گاڑیوں میں
 سوار ہو گئے۔ اور ہیل گاڑیاں گلیوں سے نکل کر جیسے ہی سڑک پر پہنچیں
 شط شہر کے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور قبوے کے فوجان تیزی سے
 کینے لگے۔ اس قافلے میں یہ خاصیت تھی کہ یہ نہ کہنا تھا بلکہ مسئل سفر
 کرتا تھا اور خریداری بھی چلتے چلتے ہوتی تھی۔ ظاہر ہے زفارا آہستہ ہی
 تھی۔ سربیل گاڑی کے سامنے دو دو افراد پارچے رہے تھے اور دو دو
 ہیل گاڑی پر سوار تھے۔ جب وہ دونوں ٹھنک جلتے تو ہیل گاڑی پر
 سوار افراد نیچے اتر کر ناچنا شروع کر دیتے اور ناچنے والے آرام کرنے
 کے لئے ہیل گاڑی پر چڑھ جلتے۔

مخصوص عربی لباس اور ٹوپیاں پہن کر وہ سب عجیب ہونق
 سے لگ رہے تھے۔ لباس انتہائی بھڑکدار تھا۔ اور عام عربی لباس سے
 بالکل ہٹ کر تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے
 خاص طور پر جولیا کی حالت تو دیکھنے والی تھی۔ اس قافلے کی عورتوں کا
 لباس ایسا تھا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ انتہائی بھڑکدار اور بے حد
 عجیب و غریب۔ چہروں پر بہت سے رنگ نقوش دیئے گئے تھے
 اور سر ہر اونچی چوڑی والی ٹوپی تھی۔ جس کے ساتھ سرخ کپڑے کا بنا ہوا
 دل نکل رہا تھا۔

شیخ سالم نے انہیں ناچنے کا طریقہ سکھا دیا تھا۔ اور عمران نے چند
 ہی لمحوں میں اس ناچ میں مہارت حاصل کر لی تھی اور اب وہ اپنے
 ساتھیوں کو اس کے بھاؤ تیار ہا تھا۔ اس وقت صفدر ریہرل کر رہا تھا۔
 ہم اسلحہ کہاں رکھیں گے۔"؛ صفدر کے ناچتے ہوتے

زنگار آہستہ کر لیتے ہیں۔ آپ باری باری ہر شخص کی تلاشی لیتے جاتیں آپ کی چکنگ پارٹی ساتھ ساتھ چلتی رہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" سیکلنٹ عمران نے آگے بڑھ کر کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ خالصتاً عربی تھا۔ اور وہ بڑے اعتماد و جبر کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"شیخ طلحہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" اچانک بیل گاڑی میں کھڑے ہوئے شیخ سالم نے چیخ کر کہا۔

"خاموش رہیں آپ۔ یہ حکومت کے سب سے بڑے افسر ہیں۔ اور حکومت کے ساتھ تعاون ہمارا پہلا فرض ہے۔ پھر عمر کوئی چور نہیں۔ غلط آدمی نہیں۔ جو ہم تلاشی دینے سے گھبراتیں۔" جناب! آپ پہلے مجھے اچھی طرح چیک کر لیتھے۔ عمران نے پلٹ کر موٹے شیخ سالم سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر دو قدم آگے بڑھ کر خود کو چکنگ کے لئے پیش کر دیا۔

"اس کی چکنگ کرو۔" میک آپ واشر استعمال کرو۔" کرنل فرانک نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر سپاہیوں نے آگے بڑھ کر عمران کی تلاشی لینے شروع کر دی۔ لیکن ان کا انداز رسمی تھا۔ میک آپ واشر سے اس کا چہرہ بھی چیک کیا گیا۔ لیکن عمران نے ایسے حلوں کا توڑ میٹھے ہی کر رکھا تھا۔ اس لئے یہ عام میک آپ واشر جھلا اُسے کب چیک کر سکتا تھا۔

چند لمحوں میں ہی عمران کو اوسکے قرار دے دیا گیا۔ اور عمران جا کر دوبارہ ناچنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر باری باری ہر فرد کو چیک

"سنو سنو! رُک جاؤ۔ گولی مت چلانا۔ میں کرنل ڈیوڈ تم سب کو چمک دے رہا ہوں۔ گولی مت چلانا۔" اچانک کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔
"خاموش رہو کرنل! اگر یہ لوگ نہ رُکے تو زندہ نہیں رہیں گے۔" کرنل فرانک نے کہا۔

"تم گولی چلا کر دیکھو! تم ہمارے مقدس قافلے کو روکنا چاہتے ہو۔ تمہیں ہمارے مقدس قافلے کی توہین کرنے کی جرات کیسے ہوتی۔" اچانک ارد گرد موجود عربوں نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب گریبان کھولے یکدم قافلے اور مسلح سپاہیوں کے درمیان آگئے۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب تھی اور ان کے چہرے شدت جذبات سے سُرخ ہو رہے تھے۔

"نہیں۔ اگر انہوں نے تلاشی نہ دی تو میں پورے قافلے کو اٹا دوں گا۔ میں اس شہر میں موجود ہر عرب کو گولی مارنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن بغیر چکنگ کے اس قافلے کو شہر سے باہر نہیں جانے دوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اور کرنل ڈیوڈ!۔" پلینز آپ خاموش رہیں۔ ورنہ مجھے صدر مملکت سے کچے متعلق بات کرنی ہوگی۔" کرنل فرانک نے جیتتے ہوئے کہا۔

جناب! حضور! میں شیخ سالم کا بیٹا شیخ طلحہ ہوں۔ آپ بے شک چکنگ کریں۔ تلاشی لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن قافلہ رُکے گا نہیں۔ کیونکہ یہ تقدس کے خلاف ہے۔ ہم ایک ایک کر کے تلاشی دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہم

کیا جانے لگا۔ اس وقت تک قافلہ چوکی کی رکاوٹ تک پہنچ چکا تھا۔ ٹھیک ہے۔ رہنے دو۔ میری تسلی ہوگئی ہے۔ قافلہ جا سکتا ہے۔ پانچ افراد کی چنگ کے بعد کرنل فرانک نے اعلان کر دیا۔ اور چنگ کے کرنے والے مستحسباً سبھی کرنل کا حکم سننے ہی پیچھے ہٹ گئے۔

جناب! آپ کا بے حد شکریہ! ہم آپ کی مہربانی کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ عمران نے آگے بڑھ کر کرنل فرانک سے کہا اور پھر سڑک واپس ناچنے والی پارٹی میں شامل ہو گیا۔ اب قافلے کی رفتار میں تیزی پیدا ہوگئی تھی اور پھر وہ شہر کی حدود سے باہر نکل گیا۔

تم نے خواہ مخواہ انہیں چیک کیا۔ ان لوگوں کا جھلا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔ وہ غیر عربی لوگ ہیں۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ اس قافلے کا مقصد میں پانچ تیکے ہوا ہے۔ اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس جھلا سڑکوں پر ناچتی پھرتی ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے کرنل! مہر حال میری تسلی تو ہوگئی ہے۔ لیکن میری پھٹی حس۔ اس کا میں کیا کروں۔ مجھے اب بھی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی جال کھیلی جا چکی ہے۔ کرنل فرانک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
تم ابھی نئے نئے سربراہ بنے ہو۔ اس لئے تمہارے ذہن پر دباؤ ہے۔ اور پھر صدر مملکت کی کال نے اس دباؤ کو اور زیادہ

بڑھا دیا ہے۔ اپنے آپ کو نابل رکھو۔ مجرم یہاں سے نکل کر نہیں جا سکتے۔ اس قافلے کی نگر چھوڑو۔ اسے تو مثل ایب ہم پہنچنے میں کم از کم دو ماہ لگ جائیں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب میں نابل ہوں۔ ورنہ اس قافلے نے میرے ذہن کو لپیٹ کر رکھ دیا تھا۔ اچھا کرنل! تم ہمیں بھڑو! میں شہر کی اندرونی صورت حال کو خود چیک کر لوں۔ کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

”مت ملنگ! یہ کیسا نام ہے۔ اور کس زبان کا نام ہے؟“
لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یہاں نجانے کون کون سے ملک کے پاگل آتے رہتے ہیں۔ ہوگا کوئی۔ جاؤ دفعہ ہو جاؤ۔ میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔“ یعقوب کاٹھی نے ایک بار پھر گلا بھراڑتے ہوئے کہا۔

”جب مت ملنگ کسی سے ملنا چلے تو پھر اُسے ملنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔“ اچانک ملازم کے پیچھے سے کسی کی چھٹی ہوتی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے دروازے پر بوجھ ملازم کو دھکیلتا ہوا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ عرب تھا۔ لیکن اس نے خوبصورت تراش خراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر حماقتیں جلوہ گر تھیں۔

”کون ہو تم۔ اور بغیر اجازت اندر کیسے آئے۔“ یعقوب کاٹھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے پھلکنے لگا تھا۔ ”مشرط ملازم! میں آپ کا نام تو نہیں جانتا۔ بہر حال جا کر تمہیں کوک لے آؤ۔ جلدی۔ مشرط کاٹھی بہت غصے میں ہیں۔“ آنے والے نے بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ نارج رہی تھی۔

”تم۔ تم۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“ یعقوب کاٹھی نے انتہائی پھرتی سے جب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔
کاٹھی کیا ہو گیا سے تمہیں۔ اگر کوئی شریف آدمی آج ہی گیا سے تو اس میں اتنے غصے کی کیا بات ہے۔ آرام سے بیٹھ جاؤ۔ لڑکی

کمرے کا دروازہ کھلا تو کمرے میں بیٹھے ہوئے یعقوب کاٹھی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت ایک یہودی لڑکی کے ساتھ بڑے رومانی انداز میں گفتگو کرنے میں مصروف تھا اور اس نے خاص طور پر کسی کوکے میں آنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے کمرے کا دروازہ کھلتے ہی اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

جناب! ریڈ صاحب آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا نام مت ملنگ بتاتے ہیں۔“ دروازے پر کھڑے ملازم نے مزو بانہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ! تمہیں حرجت کیسے ہوتی مداخلت کرنے کی۔ جب میں نے کہا تھا کہ مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔“ یعقوب کاٹھی نے معلق چہرے پر جھنجھٹے ہوئے کہا۔

نے یعقوب کا ڈی کا بازو پکڑ کر اُسے بٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
 "واہ! واہ! ایک عقل رہ گئی تھی مردوں کے پاس۔ وہ بھی
 عورتوں کے پاس چلی گئی۔ اور مرد بیچارے اب بھانڈی بن کر رہ
 گئے ہیں۔" آنے والے نے طنز یہ انداز میں منستے ہوئے کہا۔
 "تم ہو کون۔ اور کیا چاہتے ہو۔" یعقوب کا ڈی نے
 بوٹ بٹھینچتے ہوئے کہا۔ آنے والے کی پراعتماد شخصیت نے اس کے
 غصے کو نگہام دے دی تھی۔ اور اس کے شاطرانہ کاروباری ذہن نے فوراً
 ہی یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس قدر پراعتماد آدمی یقیناً کوئی خاص آدمی ہی
 ہو سکتا ہے۔

"میرا نام مت منگے۔ اور میں تمہیں چاہتا ہوں جب کہ تم
 شاید اس لڑکی جس کا نام۔۔۔" مت منگ نے مسکراتے ہوئے کہا
 "ازبیلہ۔ میرا نام ازبیلہ ہے۔۔۔" لڑکی نے ہنستے ہوئے اپنا
 نام بتا دیا۔

اور تم ازبیلہ کو چاہتے ہو۔ اس طرح ثابت ہو گیا کہ میں ازبیلہ
 کو چاہتا ہوں۔ مت منگ نے فخر ممل کر دیا۔ اور ازبیلہ کھل کھلا
 کر ہنس پڑی۔ اس کی آنکھوں میں آنے والے کی شخصیت کی پسندیدگی کے آثار
 نمایاں ہو سکتے تھے۔

"شکریہ۔ شکریہ! آپ کے چاہنے والے حد شکریہ۔" ازبیلہ
 نے ہنس کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ مگر یہ مت منگ کیا نام ہے اور
 کس زبان کا لفظ ہے یہ۔۔۔؟ ازبیلہ نے پوچھا۔
 "میری زیادہ عمر کافرستان میں گزری ہے۔ اور یہ کافرستانی زبان

کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بغیر کسی طمع اور لالچ کے زندگی گزارنے
 والا۔ اس لئے آپ کی چاہت بذریعہ بھانڈی بغیر لالچ کے ہے۔
 البتہ بھانڈی صاحب کو کوئی لالچ ہو تو میں کبہ نہیں سکتا۔" مت منگ
 نے مسکراتے ہوئے اپنے نام کی مشکل وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 "میرا نام یعقوب کا ڈی ہے۔ بھانڈی نہیں۔ اور میں اس بار
 کا مالک ہوں سمجھے۔ اور دوسری بات یہ کہ میں اس قسم کی بدتمیزی
 کرنے والے کی بڑیاں توڑتا ہوں۔" یعقوب کا ڈی نے غزٹتے
 ہوئے کہا۔

"میں ازبیلہ! آپ سے انہوں نے کوئی بدتمیزی کی جو تو انہیں
 ہی بتا دیں۔ میں دیکھوں گا کہ یہ اپنی بڑیاں کتنی جلدی توڑتے ہیں۔
 اور جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں بڑیاں توڑنے کی بجائے انہیں سرنج
 آگ میں جلانا زیادہ پسند کرتا ہوں۔" سرنج آگ مری کمزوری سے
 مت منگ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے الفاظ سن کر یعقوب کا ڈی
 یکجہت چونک پڑا۔ وہ اب غور سے آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی
 آنکھوں میں یکجہت حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔
 "سرنج آگ! کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔" یعقوب
 کا ڈی نے چونک کر پوچھا۔

"انگریزی میں اسے ریڈ فائر کہتے ہیں۔ اور چاہنے والی بات کی
 وضاحت پہلے ہی ہو چکی ہے۔" مت منگ نے کہا۔
 "ریڈ فائر۔ اوه یعقوب! یہ تو شانہ فلسطینی گوریلوں کی کسی تنظیم
 کا نام ہے۔ ازبیلہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

تت تت تم یہ کیا حرکت ہے۔ ازبیلانے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

اپنا پٹن نکالنے کی کوشش نہ کرنا۔ اس میں سیکڑین نہیں ہے
یعقوب کا ہڈی ایسا آدمی نہیں ہے جو مسخ لڑکی سے پیار کرے۔
یعقوب کا ہڈی نے بھی بیٹے جیسے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

تم غلط سمجھ رہے ہو۔ یہ تو میں اپنی حفاظت کے لئے۔
ازبیلانے گہرائے لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے جیسے بھلی چمکتی ہے
اس طرح ازبیلانے کا بازو حرکت میں آیا اور یعقوب کا ہڈی کا نہ صرف ریوالور
اڑنا ہوا اور جاگرا، بلکہ یعقوب کا ہڈی بھی چیخا ہوا ایک طرف گرا۔ اور
لڑکی بھلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن اس سے
پہلے کہ وہ دروازے سے باہر نکلے، اس بار وہ خود چیختی ہوئی اچھل کر
واپس اندر آگئی۔ دروازے پر ایک اور عرب نوجوان کھڑا تھا۔

ازبیلانے چیخے گرتے ہی چیختی ہوئی اٹھی۔ لیکن اسی لمحے اس
نوجوان نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا ایک بازو پکڑا اور پھر کسی لٹو
کی طرح گھوم لگا۔ ازبیلانے کے خوناک چیخ نکلی اور دوسرے
لمحے وہ فرش پر گر کر بڑی طرح تڑپنے لگی۔ نوجوان عرب نے اُسے گھما
کر کیچکٹ چھوڑ دیا تھا۔ اس کا بازو کندھے کے جوڑے الگ ہو چکا تھا۔
اسی لمحے مست ملنگ اٹھا اور اس نے فرش پر تڑپتی ہوئی ازبیلانے
کے کانوں میں لٹکے ہوئے چمکدار رنگ بڑی پھرتی سے اُتارے اور پھر
واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

”بھانڈی صاحب! اس بیچارہ کی مرہم بچی کرادو۔ آخر

ہاں! اسی لئے تو میں چونکا تھا۔ تمہارا تعلق ریڈ فائر
ہے۔ یعقوب کا ہڈی نے مست ملنگ کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس
کا ہاتھ ایک بار پھر جیب کی طرف رنگنے لگا تھا۔

جس طرح اس لڑکی ازبیلانے کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے۔ اسی
طرح یہ تعلق میری ریڈ فائر سے ہو سکتا ہے۔ اب ہاں اور ناں کا جواب
تو میں ازبیلانے ہی دے سکتی ہوں۔ مست ملنگ نے اسی طرح
مطمئن لہجے میں کہا۔

لگ لگ کیا تم کیا کہہ رہے ہو۔ ازبیلانے کیچکٹ
بھگنے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اطمینان سے بیٹھ جاؤ ازبیلانے! مجھے معلوم ہے کہ تمہارے گریبان
میں لیڈی پشیل موجود ہے۔ اور بھانڈی کا ہاتھ بھی اس جیب میں
داخل ہو چکا ہے جس میں ریوالور ہے۔ لیکن اطمینان رکھو۔ میرا
کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ مست ملنگ نے اسی طرح

اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
یعقوب اسے یہ خطراتک شخص ہے۔ مجھے اب اس سے خوف
آنے لگا ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ ازبیلانے تیزی سے دروازے
کی طرف بڑھی۔

خبردار! حرکت نہ کرنا۔ درنگوئی مار دوں گا۔ یعقوب کا ہڈی
نے کیچکٹ چیختے ہوئے کہا اور لڑکی نے مڑ کر حیرت سے دیکھا تو یعقوب
کا ہڈی کے ریوالور کا رنج مست ملنگ کی بھانے ازبیلانے کی طرف ہی تھا۔
بلکہ مست ملنگ بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

یہ تمہاری محبوب ہے۔ مست ملنگ نے واپس کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مریم بیٹی میں اسے گولی مار دوں گا۔ مجھے معلوم ہوتا کہ اس کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے تو میں اسے منہ نہ لگاتا۔ میں تو اسے عام جرائم پیشہ لڑکی سمجھتا رہا تھا۔ یعقوب کا ندھی نے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے اپنے ریلو اور کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

لڑکی اب اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی تھی اس کا چہرہ تکلیف سے بگڑا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے انتہائی دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ اس کا دایاں بازو کندھے سے اکھڑ کر بے جان حالت میں پہلو سے نکل رہا تھا۔

”بی بی۔ بچاؤ۔ فارا کا ڈیک۔ مجھے مت مارو۔“

لڑکی نے دہشت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”مٹھو و جھانڈی! اگر یہ دوچار باتیں ہم سے بھی کر لے تو کیا عجب ہے۔“ مست ملنگ نے کہا۔

”میں انھے۔“ یعقوب کا ندھی نے ریلو اور اٹھا کر تیزی سے پلٹتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کو گولی مارتا، بعد میں آنے والے عرب نوجوان کا ہاتھ کھوا اور یعقوب کا ندھی چنچا، نواسا سنڈکی دلواری سے جا بھا گیا۔ اس کے ہاتھ سے ایک بار پھر ریلو اور تھل کر ڈور جا گرا تھا۔

باس کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔ سمجھے۔ ورنہ اس لڑکی سے پہلے تم اپنی جان سے اٹھ دو۔ مٹھو کے۔ عرب نوجوان نے تلخ لہجے

میں کہا۔

تم ریڈ فار سے متعلق ہو کر میری تو سمین کر رہے ہو۔

بھنتے ہو میرا نام یعقوب کا ندھی ہے۔ یعقوب کا ندھی نے اٹھ کر غراتے ہوئے کہا۔

”صبر صبر۔ تم نے کہہ دیا کہ ہمارا تعلق ریڈ فار سے ہے۔ یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال دو۔“ مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تو تم کون ہو۔“ یعقوب کا ندھی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بتایا تو ہے کہ میرا نام مست ملنگ ہے۔ اور یہ میرا باہتی درویش ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ بس الفاظ الٹ الٹ میں۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ کہیں تم پھر یہ پوچھنے نہ بیٹھو۔“

کرو درویش کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ اب تم خاموشی سے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ کسی کو بلائے کی ضرورت نہیں۔ درویش بڑا روحانی

تم کا آدمی ہے اس نے تمہارے ذہن میں ابھرنے والے خیالات سب پر بڑھ لینے میں۔ مست ملنگ نے بڑے با اعتماد اور مطمئن لہجے میں کہا اور یعقوب کا ندھی ہونٹ چباتا ہوا ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم بھی بیٹھ جاؤ ازبیل! کھڑے کھڑے تھک گئی ہو گی۔ اور سنو! اگر تم میرے سوالوں کے صحیح جواب دے دو تو میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف تمہاری مریم بیٹی ہو گی۔ بلکہ تمہاری جان بھی بچے

جانے گی۔ مست ملنگ نے کہا۔

"میں تباؤں گی۔ بالکل درست تباؤں گی۔ میں مزہ نہیں چاہتی۔" ازبیلانے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تقریباً نیم ہڈیانی ہلچے میں جواب دیا۔ وہ یعقوب کا ہڈی سے نظریں چرا رہی تھی۔

"پہلے تو یہ تباؤ کہ تمہیں یہاں کرنل مارگن نے متعین کیا تھا۔ یا کرنل فرانک نے۔؟ مست ملنگ نے پوچھا۔

"میجر فرانک نے۔ وہ میرا باپ ہے۔ اب وہ کرنل ہو گیا ہے۔ کرنل مارگن مرجح ہے۔" ازبیلانے جلدی سے جواب دیا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"تم کیسے رپورٹ دیتی ہو۔ اور کسے۔؟" مست ملنگ نے دوسرا سوال پوچھا۔

"کرنل فرانک کے ہیڈ کوارٹر میں رات کو جا کر رپورٹ دیتی ہوں۔ اس کا نمبر ٹو کیپٹین ریمنڈ ہے اُسے۔" ازبیلانے جواب دیا۔

"یہ کانوں والے رنگ روزانہ بدلے جاتے ہیں۔" مست ملنگ نے ہاتھ میں تھامے ہوئے رنگوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں!۔ روزانہ نئے ملتے ہیں۔" ازبیلانے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ ہیڈ کوارٹر۔؟ سنو۔" اس سوال کے صحیح جواب پر میرے وعدے کا انحصار ہے۔" مست ملنگ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"روز ویلے ہاؤس۔ شاہراہ عتیق پر۔" ازبیلانے جواب دیا۔

"گڈ!۔ تم نے صحیح جواب دیا ہے۔" یعقوب کا ہڈی کی چنگی کے لئے یہاں ادر کیا انتظامات ہیں۔" مست ملنگ نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا ٹیلیفون ٹریپ کیا جاتا ہے۔" ٹرانسپیر کال ٹریپ ہوتی ہے۔ چار آدمی نگرانی کرتے ہیں۔" ازبیلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل فرانک آجکل کہاں ہے۔؟" مست ملنگ نے پوچھا۔

"وہ یہاں سے باہر گیا ہوا ہے۔" مجرموں کو پکڑنے کے لئے۔

ازبیلانے کراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ سمجھو تمہاری زندگی بچ گئی۔ درویش!۔ اس کی مرہم پٹی کر دو۔" جیڈری کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" مست ملنگ نے کہا اور درویش سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ قریب آ کر اس کا دایاں بازو اپناٹک لگوا اور ازبیلکا کی کینڈی پر پٹا خانسا چھوٹا۔ دوسرے لمبے وہ اچھل کر فرش پر پہلو کے بل گری اور بے حس و حرکت ہو گئی۔ وہ کینڈی پر لگنے والی شخصوں ضرب سے بیہوش ہو چکی تھی۔

"ہاں تو یعقوب کا ہڈی صاحب!۔ اب ہمارا تمہارا تعارف ہو جاتے۔" حادثہ تو تمہاری بڑی تعریف کر رہا تھا۔ لیکن تم تو بالکل ہی دھوپ میں بیٹھے ہوئے لوگ رہتے ہو۔" مست ملنگ نے مسکراتے ہوئے یعقوب کا ہڈی سے مخاطب ہو کر کہا جو آنکھیں پھیٹے بیٹھا ہوا تھا۔

"حادثہ!۔" اودہ تم چیف کی بات کر رہے ہو۔ مگر تم تو کہہ رہے

تھے کہ تمہارا ریڈ فائرسے کوئی تعلق نہیں۔“ یعقوب کانڈی نے چونک کر کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں ریڈ آرمی کی اس اسٹیٹ کے سامنے ہی کھل جاتا۔ اب میرا صحیح تعارف سن لو۔ میرا نام علی عمران ہے۔ اور پاکریشیا سے میرا تعلق ہے۔ اور یہ مانینگہ ہے میرا ساتھی۔“

مست فلنگ نے سیکھت بخند ہوتے ہوئے کہا۔
”اوہ! اوہ! پاکریشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران صاحب! اوہ آپ یہاں پہنچ گئے۔ اوہ!“ یعقوب کانڈی حیرت کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

یہ اوہ اوہ کی گردان بند کرو۔ حالات بے حد سنجیدہ ہیں۔ ہم نے یہاں پہنچتے ہی محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے بار کی نگرانی تو رہی ہے۔ اس لئے ازبیلہ کو کریدنا پڑا۔ ازبیلہ کے کانوں میں موجود رنگوں کی وجہ سے یہاں کی مکمل فیکر کرنل فرانک تک پہنچتی رہتی ہے اگر یہ رنگ واپس پہنچ جاتے تو پھر اسے پتہ چل جاتا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ وہ ہمیں شط شہر میں تلاش کر رہا ہوگا۔ بہر حال تم ہمارے مطلب کے آدمی نہیں ہو۔ لیکن تمہارے پاس آنے کا صرف ایک مقصد ہے۔ تم صرف یہ بتا دو کہ ڈیفینس لیبارٹری اور ڈیفینس سٹور ہاؤس کا نقشہ کہاں ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔
”نقشہ۔“ یعقوب کانڈی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”ہاں نقشہ! حارث نے بتایا تھا کہ وہ نقشہ تم نے تیار کر رکھا ہے۔ تم حارث سے بات کر کے تسلی کر لو۔“ عمران نے استہانتی

بخندہ لہجے میں کہا۔
”ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں۔“ یعقوب کانڈی نے کہا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک ڈائری نکالا، وہی تھا کہ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ یہاں نہیں۔ تم نے ازبیلہ کی بات نہیں سنی تھی۔ تمہاری ڈائری کال چیک ہو رہی ہے۔ اسی لئے تو مجھے خود آنا پڑا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں! اچھا ٹھیک ہے۔ میرے پاس ایک ڈائری ہے۔“ عمران نے کہا۔ اسے کسی صورت چیک نہیں کیا جاسکتا۔“ یعقوب کانڈی نے ڈائری واپس الماری میں رکھتے ہوئے کہا اور چہرہ وہ ایک اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے الماری کھول کر اس کی سائیڈ پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا تو ایک خفیہ خانہ کھل گیا۔ اس خانے میں سرنج رنگ کا ایک نئی ساخت کا فون موجود تھا۔ یعقوب کانڈی نے وہ فون اٹھا کر میسر پر رکھا اور پھر اس کا رسورس اٹھا کر مختلف ہندسے دہانے لگا۔
”ہیلو ریڈ فائرس چیف۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے حارث کی آواز سنائی دی۔

”نمبر ٹو بول رہا ہوں جناب! کوئی حکم سر۔“ یعقوب کانڈی نے موڈ بانہ لہجے میں کہا۔
”تمہارے پاس کوئی آدمی پہنچا ہے۔ دوسری طرف پوچھا گیا۔“
”یس سر۔ ایک صاحب آئے تو میں۔“ یعقوب کانڈی

نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

”وہ اپنا تعارف کرا میں گے۔ ان کا نام علی عمران ہے۔ اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس گروپ کے چیف ہیں۔ انہیں تم نے ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور کے نقشے دے دیئے ہیں۔“ عمارت نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب! کیا اس مشن میں ہم نے ان کی مزید امداد نہیں کرنی؟“ یہ یعقوب کا بڑی نے پوچھا۔
 ”یہ ان کی مرضی پر ہے کہ وہ ہمیں کیا احکام دیتے ہیں۔ لیڈر کا حکم ہے کہ ان کے احکامات کی مکمل طور پر تعمیل کی جائے۔“ عمارت نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب! ایسا ہی ہوگا۔“ یعقوب کا بڑی نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے فون بند کر کے واپس الٹا رہا اور چہرہ ابا منہ کھول کر اس میں انگلی ڈال کر ایک وائٹ کوچنگ کا دیا۔ دوسرے لمحے ایک چھوٹی سی بٹن نما سیکرڈ فلم اس کے ہاتھ میں تھی۔
 ”یہ لیجئے جناب! ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور نمبر ۱۰ کے نقشے اس میں موجود ہیں۔“ یعقوب کا بڑی نے بٹن عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ عمران نے بٹن لے کر جیب میں ڈالا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیے۔“ یعقوب کا بڑی نے

مرد بانہ لہجے میں پوچھا۔

”تم واقعی ہماری خدمت کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے تیز نظروں سے یعقوب کا بڑی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”بالکل جناب!۔ جب چیف کا حکم ہے تو ہم۔“ یعقوب کا بڑی نے عمران کی تیز نظروں سے نظرین چراتے ہوئے کہا۔
 ”تو صرف آنا تا دو کہ ہمارے متعلق اب تم رپورٹ کرنی فرمائیں کہ ان کہاں اور کیسے دو گئے۔“ عمران نے خزانے ہوئے کہا۔

”سب کا یہ مطلب۔“ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟“ یعقوب کا بڑی نے بڑی طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

”منہیں بتاتے۔ اچھا تو پھر مجھ سے سن لو۔ یہ بٹن جو تم نے مجھے دیا ہے اس میں مائیکرو چیکنگ سسٹم لفظ ہے۔ اور تم نے صرف اشارہ دینا ہے۔ اور جب چیکنگ سسٹم آن کیا جائے گا تو ہمارا پتہ وہ اس بٹن سے خود بخود معلوم کر لیں گے۔ بس آنا تا دو کہ واقعی اس میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ عمران کا فقرہ مکمل ہوتا، یعقوب کا بڑی نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا آستین جھٹکا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور آگ لگ گیا۔ مگر اسی لمحے ساکدا سداکا ہوا اور یعقوب کا بڑی چینیٹا ہوا اچھل کر نیچے فرش پر جاگرا۔ عمران نے جیب کے اندر سے ہی اس پر ناز کر دیا تھا۔

”گولی ٹھیک نشانے پر لگی تھی۔ اس لئے یعقوب کا بڑی چند لمحوں سے زیادہ نہ بڑپ سکا۔ اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔“

پھر اس سے پہلے کہ کرنل فرانک کوئی تبصہ کرے، مینز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اچھی کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”کیس کرنل ڈیوڈ سپیکنگ“۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر حکمانہ لہجے میں کہا۔

”سرا۔ میں تل ابیب سے کیپٹن ریمینڈ بول رہا ہوں۔ کرنل فرانک صاحب سے بات کرنی ہے“۔ دوسری طرف سے ایک مودیانہ آواز سنائی دی۔

”تل ابیب سے کوئی کیپٹن ریمینڈ تم سے بات کرنا چاہتا ہے“۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور کرنل فرانک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن ریمینڈ۔ اوہ یقیناً وہ لوگ تل ابیب پہنچ چکے ہیں۔“ کرنل فرانک نے بری طرح چونکتے ہوئے رسیور کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ سے چھٹتے ہوئے کہا، اس کے چہرے پر عجیب سے جذبات اُبھر گئے تھے۔

”تیلو۔ کرنل فرانک سپیکنگ“۔ کرنل فرانک نے کہا۔

”سرا۔ یہاں گولڈن ہارٹس عجیب حالات پیش آئے ہیں۔“

یعقوب کا ہڈی کے دفتر میں دو عرب نوجوان آئے۔ اس وقت ازبیلایعقوب کا ہڈی کے پاس موجود تھی۔ ان میں سے ایک نے اپنا عجیب سا کافرستانی نام بتایا۔

یعقوب کا ہڈی بھی ان سے واقف نہ تھا۔ انہوں نے ازبیلے سے پوچھ گچھ کی اور اس کے کانوں سے

مرکزی رنگ اتروالنے اور پھر ازبیلے کو بیہوش کر دیا۔ جب ازبیلے کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ کمرہ خالی تھا۔ دونوں عرب نوجوان

شط شہر کی تلاش مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن پاکدیا سیکرٹ سروس والوں کا کہیں سے کدوچ نہ نکل سکا تھا۔ اور اس وقت دفتر میں بیٹھے ہوئے کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کے چہرے قابل دید تھے۔ ہر طرف سے یہی رپورٹیں آرہی تھیں کہ ان کا سراغ کہیں موجود نہیں ہے۔

”آخر انہیں زمین کھا گئی ہے۔ یا آسمان نکل گیا۔“ سمجھ میں نہیں آ رہا۔“

کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”مغرب بھی یہی شک ہے کہ دو روز پہلے وہ گشتی تہوہ خانے کی آڑ میں یہ لوگ نکل گئے ہیں۔“

کرنل فرانک نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ کہ تم نے خود ان کی چکنگ کی۔ پھر دوسری بات یہ کہ تم نے راستے میں بھی انہیں چبا کیا اور رپورٹ کے مطابق یہ قافلہ ابھی چل رہا ہے۔ اس کے بعد شک والی کو لسنی بات رہ گئی ہے۔“

کرنل ڈیوڈ نے مزہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

جا چکے تھے۔ یعقوب کا ڈی کے دل میں گولی مار دی گئی تھی۔ ایک
 خصوصی وار لیس فون بھی میز پر پڑا تھا۔ کیپٹن ریمنڈ نے تفصیل
 بتاتے ہوئے کہا۔

ان عربوں کے چلے گیا تھے۔ کرنل فرانک نے ہونٹ کاٹتے
 ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن ریمنڈ نے ازبیل سے پوچھے ہوئے عرب نوجوانوں
 کے چلے دوہرا دیتے۔
 ان کی چکنگ اور نگرانی کا کیا ہوا۔ کرنل فرانک نے تلخ
 لہجے میں پوچھا۔

جناب! ازبیل کے کانوں سے آواز سے گئے رنگوں کی وجہ سے
 وہ ہماری نظروں میں ہیں۔ وہ شاہراہ طالع کی چوتھی عمارت میں موجود
 ہیں۔ ٹیلی مائیکرو چکنگ کے ذریعے میں نے معلوم کر لیا ہے۔ وہ
 صرف دو آدمی ہیں اور اس عمارت میں کوئی اور موجود نہیں ہے۔ اور
 یہ عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی ہے۔ کیپٹن ریمنڈ نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

تم ان کی مکمل اور بھرپور نگرانی کرو۔ لیکن مداخلت کرنے یا
 سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں ان میں
 سے ایک کا جو قد وقامت تم نے بتایا ہے وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہے۔ میرے
 پہنچنے تک انتہائی ہوشیاری سے نگرانی کرنا۔ کرنل فرانک نے
 تیز لہجے میں کہا۔

ییس سہرا۔ آپ نے فکر میں۔ میں نے پہلے ہی مکمل اور بھرپور
 نگرانی کے انتظامات کر لئے ہیں۔ کیپٹن ریمنڈ نے جواب دیا۔

اور کے۔ میں آ رہا ہوں۔ کرنل فرانک نے تیز لہجے
 میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ریور کرڈل پر تلخ دیا۔

وہی ہوا کرنل ڈلوڈا۔ جو میری چھٹی جس تبار ہی تھی۔ وہ
 لوگ تل ابیب پہنچ گئے ہیں۔ یعقوب کا ڈی پر آج تک کسی
 کو شک نہ ہو سکا تھا۔ لیکن ان لوگوں نے جاتے ہی اسے ٹریس
 کر لیا۔ اور یہ قد وقامت اور انداز سو فیصد اس علی عمران کا ہے
 جس میں فوراً وہاں پہنچنا ہے۔ اگر تم چاہو تو یہیں رہو۔ میں بہر حال
 جا رہا ہوں۔ کرنل فرانک نے کہا۔

اگر وہ واقعی وہاں پہنچ گئے ہیں تو میں نے یہاں بشکرا انڈے
 دینے ہیں۔ ویسے بھی یہاں سے تو ہم یابوس ہو رہے ہیں۔
 کرنل ڈلوڈا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تیز رفتار جیپلی کا پٹر کے ذریعے
 تل ابیب کی طرف پرواز کر رہے تھے۔

اب مجھے یقین آ رہا ہے کہ تمہاری بات درست ہوگی۔ لیکن
 وہ چکنگ۔ کرنل ڈلوڈا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 وہ میری حماقت تھی کرنل! میرے ساتھ واڈ کھیل گیا ہے۔

اب مجھے یقین آ رہا ہے کہ جس نوجوان نے پہلے پہل بات کی تھی اور
 جس نے تلاشی دی تھی وہ بالکل اس علی عمران کے قد وقامت کا
 تھا۔ اس نے ہم پر نفسیاتی واڈ استعمال کیا۔ پہلے انکار کر کے مجھے
 جوش میں لے آیا اور پھر خود ہی پہلے چکنگ کرائی۔ جوش میں ظاہر
 ہے آدمی باریک بینی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بہر حال اب جی

نے فائل اپنی طرف کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

”میں معلوم کرتا ہوں سر“ کیپٹن ریمینڈ نے جواب دیا اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ جب تک کرنل فرانک فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں نامی شدہ تین کاغذات تھے۔

وہ اپنے ہمکار کو رچھلے گئے ہیں سر“ کیپٹن ریمینڈ نے چند لمحوں بعد اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔
”کون چلے گئے ہیں۔ کس کی بات کر رہے ہو“؛ کرنل فرانک نے چونکے ہوئے پوچھا۔

”کرنل ڈیوڈ سر“ آپ نے کہا تھا کہ۔“ کیپٹن ریمینڈ نے کرنل فرانک کی بوکھلاہٹ پر حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
”ادہ! اچھا اچھا“۔ کرنل فرانک نے کہا اور پھر دوبارہ فائل کے مطالعے میں گم ہو گیا۔ اور کیپٹن ریمینڈ میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہوں! اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تک اس عمارت کے اندر ہیں۔ ان کا فون وغیرہ ٹیپ کیا ہے“۔ کرنل فرانک نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

”ییس سر! لیکن انہوں نے اس دوران فون ہی نہیں کیا۔ جہاں جہاں وہ آتے جاتے رہے ہیں اس کی مکمل رپورٹ موجود ہے“ کیپٹن ریمینڈ نے جواب دیا۔

”وہ میں نے پڑھ لی ہے۔ اس سے تو کوئی نئی بات سامنے نہیں آئی۔ بہر حال ہمیں فوری چیک کرنا ہے۔ انہیں زیادہ ڈھیل

مجھے یقین ہے کہ یہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکیں گے“۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ سر ہلکا کر خاموش ہو گیا۔ اس کا شعور اب بھی تذبذب کی کیفیت کا شکار تھا کہ یہ غیر ملکی لوگ آخر کس طرح عربوں کے مخصوص انداز میں بائچ کر سکتے ہیں۔ اس کے خیال سے مطابقت یہ بائچ مخصوص قسم کا تھا۔ اور اسے باقاعدہ سیکھنے کے لئے کافی عرصہ کی ریاضت چاہیے تھی۔ جبکہ ہلکا ڈیوڈ کے سامنے ناچنے والے افراد اس مہارت سے بائچ رہے تھے کہ جیسے صدیوں سے وہ یہی کام کرتے آ رہے ہوں۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل اور تیز رفتار پرواز کے بعد ان کی پہلی کاؤ تلی ارب میں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں اتر گیا۔ کرنل فرانک نیچے اتر کر دوڑا ہوا اپنے دفتر کی طرف بڑھا۔ دفتر کا قریب ہی ایک لمبا توڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔

”کیا ہوا کیپٹن ریمینڈ“؛ کرنل فرانک نے اس نوجوان کے قریب پہنچتے ہی تیز لہجے میں پوچھا۔

”سر! مکمل رپورٹ موجود ہے“ کیپٹن ریمینڈ نے موڈ باز لہجے میں کہا اور کرنل فرانک پر وہ ہٹا کر اپنے دفتر میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن ریمینڈ اس کے پیچھے تھا۔

”کہاں ہے رپورٹ جلدی دکھاؤ“۔ کرنل فرانک نے کرسی پر بیٹھے ہوئے بے چین لہجے میں کہا اور کیپٹن ریمینڈ نے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھ دی۔

یہ کرنل ڈیوڈ کہاں چلے گئے۔ انہیں بلاؤ“۔ کرنل فرانک

”اد کے ا۔ کسی مشتبہ آدمی سے پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ دیکھتے ہی گولی مار دو۔ یہ میرا آرڈر ہے۔“ کرنل فرانک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر! بے فکر رہیں سر!“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فرانک نے ا۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد کیپٹن رینڈ انڈر داخل ہوا۔

”ریڈ پارٹی تیار ہے جناب“ کیپٹن رینڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اڈ تم معنی سامعہ آؤ“ کرنل فرانک نے ننگے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں وہ دفتر سے باہر نکلا۔ باہر آئے میں چار چیمپیوں موجود تھیں جن میں سب افراد تھے۔ کرنل فرانک اور کیپٹن رینڈ پہلی جیب کی طرف بڑھ گئے۔

نقصان وہ بھی ہو سکتی ہے۔ ریڈ پارٹی تیار کرو، جلدی ا۔ اور کوٹھی کے گرد اپنے آدمیوں کو بھگا کر دو۔ جلدی۔ مجھے رپورٹ کرو۔“ کرنل فرانک نے کہا اور کیپٹن رینڈ لیس سر کہتا ہوا کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھانا کرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل فرانک چند لمحوں بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے مینور برٹس ہونے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈال کر نے شروع کر دیتے۔

”یس۔ سی۔ جی۔ ون پیکنگ“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کراخت آواز سنائی دی۔

”کرنل فرانک۔“ کرنل فرانک نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر! حکم سر!“ دوسری طرف سے لہجہ یکسانت مودبانہ اور نرم ہو گیا۔

”تمام حاکس تہضبات اور خاص طور پر ڈولفینس لیس بارٹری اور اور ڈولفینس سٹور نمبر ون کی چکنگ سخت کر دو۔ پاکیشیا کرٹ سروں تل ایب پینچے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ گوان کے دو افراد ہی ابھی ہماری نظروں میں آئے ہیں۔ لیکن باقی گردپ غائب ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بڑی واردات کریں۔“ کرنل فرانک نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سر! آپ بے فکر رہیں سر! مکمل چکنگ اور بھرپور نگرانی ہو رہی ہے۔ جناب! ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

ناور کی وجہ سے اسرائیل اپنے گرد پھیلے ہوئے عرب ممالک اور تقریباً تمام دشمن ممالک پر کڑی نگاہ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ عرب اور فلسطینی ایجنٹوں نے اس ناور کو تباہ کرنے کے لئے کئی بار منظم حملے کرنے کی کوشش کی لیکن اس ناور کی ساخت اور اس کا حفاظتی نظام اس قدر جدید تھا کہ ایک مکھی بھی اس علاقے میں بغیر اجازت داخل نہ ہو سکتی تھی۔ یہ خصوصی حفاظتی انتظامات کے لئے اس ناور کے گرد سو فٹ کے دائرے تک زمین سے لے کر ناور کی بلندی تک جی۔ ایس رینز کا ایک دائرہ قائم کیا گیا تھا۔ یہ رینز انسانی آنکھ سے نظر نہ آتی تھیں لیکن ان رینز کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں وجود رکھنے والی ہر چیز ایک ٹیٹے میں جیل کر رکھی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے ان رینز کے گرد چاروں طرف خار دار تاروں کی باڑ لگا دی گئی تھی جن پر جگہ جگہ خنجر سے کی نشانات کی پلیٹیں جڑی ہوئی تھیں۔ اس خار دار تار کے گرد مزید سو فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر بیرک نما گول عمارت بنائی گئی تھی۔ اس ساری عمارت کے اندر کوئی دیوار نہ تھی۔ یہ ایک گول اور مسلسل ہال سا بن گیا تھا جس میں داخلے اور باہر نکلنے کا صرف ایک دروازہ تھا جس پر چکنگ پمپوز نصب تھا۔ ہال کے اندر بھی جگہ جگہ چکنگ پمپوز نصب تھے۔ اس گول ہال کمرے میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب تھی جو اس ناور کی مدد سے ڈور دروازے کی رپورٹیں تیار کر کے اسرائیل کی ڈیفنس کونسل کو براہ راست بھیجتی تھی۔

اس ہال نما کمرے میں موجود تمام مشینری آٹومیک تھی۔ صرف دروازے کے اندر بیٹھے کابنا ہوا ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ اس کمرے میں

رات جا نہ سکنے کی وجہ سے انتہائی تارکب تھی۔ لیکن اسرائیل کا مین مواصلاتی ناور اور اس کے ارد گرد کا علاقہ جگہ جگہ نصب سرچ لائٹوں کی وجہ سے دن سے بھی زیادہ روشن نظر آ رہا تھا۔ یہ ناور تل ابیب سے بیس کلومیٹر شمال کی طرف ایک اونچی سی پہاڑی کے اوپر بنایا گیا تھا۔ ناور ایک ہزار فٹ بلند تھا۔ اور ڈور ڈور سے صاف نظر آتا تھا۔

اس ناور کی تنصیب جدید ترین سامنس کا ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا۔ اور اسے تعمیر کرنے میں اسرائیلی اور امریکی ماہرین نے پوسے پانچ سال محنت کی تھی۔ اس بلند و بالا ناور کے ذریعے اسرائیل کا نہ صرف مواصلاتی رابطہ پوری دنیا سے قائم ہوا تھا۔ بلکہ اس پر ایسے جدید ترین راڈار لگائے گئے تھے کہ ان کی مدد سے ڈور دروازے کے ممالک میں ہونے والی فوجی نقل و حرکت بھی صاف طور پر چیک کی جاسکتی تھی۔ اور اسی

چیف کنٹرولر بیٹھا تھا۔ اس کمرے کے اندر ایسی کمپیوٹر مشینری نصب تھی جن کی مدد سے ہال کمرے میں موجود مشینری کو نہ صرف آپریٹ کیا جاتا تھا بلکہ اگر کسی مشین میں خرابی ہو جاتی، تب بھی اُسے ہمیں بیٹھے بیٹھے مرمت کیا جاسکتا تھا۔

اس کمرے کی عقبی دیوار میں ایک خفیہ دروازہ تھا جس کو کھولنے کے لئے مخصوص الفاظ کمپیوٹر میں فیڈ کرنے پڑتے تھے۔ تب کمپیوٹر یہ دروازہ کھولتا تھا۔ اور اس دروازے سے گذر کر اصل ہال میں داخل ہوا جاسکتا تھا۔ لیکن سوائے چیف کنٹرولر کے اور کوئی شخص اس دروازے کو کراس نہ کر سکتا تھا۔

چیف کنٹرولر اس ساری مشینری کا انچارج تھا۔ اس کا نام راجر میک تھا اور اس کا تعلق فوج سے تھا۔ کمپیوٹر ہارٹس نہ صرف اُسے بھی چیک کرنا پڑتا تھا بلکہ اس کے ذہن میں ابھرنے والے خیالات تک بھی مسلسل چپک کئے جاتے تھے۔ اس پوری عمارت کو بم پروف بنایا گیا تھا اس پر اگر ایٹم بم بھی چھینک دیا جائے، تب بھی اس پر کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔ اس عمارت سے اوپر جانے کے لئے ایک خصوصی ٹیڑھی استعمال کی جاتی تھی اور اس ٹیڑھی میں بھی خصوصی طور پر چھوٹے کمپیوٹر نصب کئے گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ سوائے چیف کنٹرولر کے اور کوئی شخص اس ٹیڑھی کے ذریعے اوپر نہ جاسکتا تھا۔

چیف کنٹرولر کی رہائش کے لئے نیچے ایک چھوٹا سا بنگلا تھا جس میں وہ اکیلا رہتا تھا۔ اُسے صرف ہفتے میں ایک روز کے لئے شہر جانے کی اجازت تھی تاکہ وہ چند گھنٹے اپنے بڑی بچوں کے ساتھ گزار سکے۔

ٹاور کی بلندی سے لے کر نیچے تک اس گول عمارت کے اوپر چاروں طرف اور نیچے فوجی برکوں کے اندر اور باہر جگہ جگہ تیز اور ہلٹ پروف سرخ لائٹس نصب تھیں جو کہ خصوصی اینٹک جمنٹس سے جلتی تھیں۔ برک کے چاروں کونوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاور بناتے گئے تھے جن میں مسلح فوجی بارہا باہر پہرہ دیتے تھے۔ دہاں سے تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے تک بالکل صاف میدان تھا جس میں ایک جہازیں یا درخت تک نہ تھا تاکہ کوئی شخص ان کی آڑ میں چھپ نہ سکے۔ اس میدان کے چاروں طرف اونچا خاردار تار کے جنگلے نصب کئے گئے تھے۔ صرف ایک جگہ پھاٹک تھا۔ جسے اندر کمپیوٹر سے کھولا اور بند کیا جاسکتا تھا۔ ان تاروں میں ہر وقت بجلی کی طاقتور رد و درتی رہتی تھی۔ اس قدر طاقتور رد و تاروں سے وہ دس فٹ کے فاصلے تک ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور اس خاردار تار کے گرد مخصوص تربیت یافتہ کتے، سارا دن اور ساری رات گھومتے رہتے تھے۔ انہیں ایسی تربیت دی گئی تھی کہ وہ اپنی ڈیوٹی دے کر خود ہی واپس اپنے جنگلے میں پہنچ جاتے تھے۔ تمام کام بالکل آٹومیک انداز میں ہوتا رہتا تھا۔ غرضیکہ اس ٹاور اور اس کے گرد موجود مشینری کو ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شروع شروع میں فلسطینی گوریلوں اور عرب ایجنٹوں نے اس پر حملے کی کوششیں کیں۔ لیکن پھر وہ اسے ناقابلِ تسخیر سمجھ کر چھوڑ گئے۔ اور اب کوئی ٹیڑھی آنکھ سے بھی ادھر دیکھنے کی جرات نہ کرتا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سنتے ہی بستر پر لیٹا ہوا چیف کنٹرولر

راجہ میک چونک کر اٹھ بیٹھا۔ وہ ابھی تمام چینگ کر کے اپنے کمرے میں آکر دراز ہوا تھا۔ رات کے اس وقت ٹیلیفون کی گھنٹی نے اسی وجہ سے اُسے چونکا دیا تھا کہ اس وقت اُسے کسی ٹیلیفون کال کی آمد کی کیسر توقع نہ تھی۔

”یس۔ چیف کنٹرولر ٹیلی کمیونیکیشن ٹاؤر سپیکنگ“۔ راجہ میک نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس سی۔ جی۔ ون بول رہا ہوں۔ آپ کو اطلاع دینی تھی۔“ دوسری طرف سے ایک کراخت آواز ابھری۔

”کسی اطلاع۔ فریٹے!۔“ راجہ میک نے چونکتے ہوئے کہا۔ وہ نئے تاؤم کردہ سی۔ جی ڈیوارٹمنٹ سے اچھی طرح واقف تھا۔

یہ ٹاؤر پارٹمنٹ ابھی حال ہی میں صدر مملکت کے خصوصی احکامات کے تحت تاؤم کیا گیا تھا اور اس کے ذمے پورے ملک کے حساس مراکز کی نگرانی اور چینگ تھی۔ یہ ڈیوارٹمنٹ براہ راست ریڈ آرمی کے تحت

تھا۔ چونکہ ٹاؤر کے حفاظتی انتظامات پہلے ہی ایسے تھے کہ مزید نگرانی اور انتظامات کی قطعاً کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اس ڈیوارٹمنٹ

کی طرف سے یہاں کوئی ٹیم تو نہ بھیجی گئی تھی کیونکہ صدر مملکت اور ڈیفینس کونسل کی طرف سے اُسے سی۔ جی کے احکامات کی تعمیل کا

پابند ضرور دیا گیا تھا۔ اس لئے سی۔ جی۔ ون کی کال سن کر اس نے نمودار نہ لہجے میں جواب دیا تھا۔ ورنہ راجہ میک اپنے حلقے میں

مجبوری ملی کے نام سے مشہور تھا۔ وہ بات بات پر کاٹنے کو درڑا تھا۔ اور بڑے سے بڑے آفسیر کی پرداہ نہ کرنے کا عادی تھا۔

ابھی ریڈ آرمی کے چیف کنٹرول فراٹک نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تل ابیب پہنچنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس لئے تمام حساس مراکز کی نگرانی سخت کر دی گئی ہے۔ آپ بھی مزید محتاط ہو جائیں۔ سی۔ جی۔ ون نے کہا۔

”آپ بھی کمال کرتے ہیں جناب!۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ٹاؤر کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ ہاں!۔ اگر انہوں نے خود کوشی کرنی ہے

تو ضرور ادھر آجائیں۔ آپ بے فکر رہیں جناب!۔ یہاں تو ہوا بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ انسان تو ایک طرف رہا۔“

راجہ میک نے عادت کے مطابق سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اُسے درحقیقت سی۔ جی۔ ون کی اس اطلاع پر لے حد غصہ آیا تھا۔

لیکن عہدے کی مجبوری کی وجہ سے اس نے خون کے گھونٹ بھر لئے تھے۔

”وہ ناممکن کو ممکن بنا دینے میں ہی پوری دنیا میں مشہور ہیں۔“

مگر راجہ میک!۔ اگر ٹاؤر کے گرد کسی بھی مشکوک حرکت کی آپ کو اطلاع ملے۔ تو آپ نے فوراً ہمیں اطلاع دینی ہے اٹاؤ ڈیوٹی سمجھے۔ گڈ بائی“۔ دوسری طرف سے سی۔ جی۔ ون نے

پھاڑ گھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”موندہ!۔ ناممکن کو ممکن۔ پتہ نہیں حکومت ایسے ڈر بوک اور جاہل آدمیوں کو ایسے عہدے کیوں دے دیتی ہے۔“

”جمنج کہیں کا۔“ نامنس“۔ راجہ میک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ریور رکھ کر دوبارہ ایک طرف رکھی کتاب اٹھا کر پڑھنے میں مصروف

ہو گیا۔ اور ابھی اُسے بڑھتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ ٹینڈین کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

پھر کیا مصیبت آگئی۔ ان کے اعصاب پر تو پاکِ شیا سیکرٹروس سوار ہو گئی ہے۔ راجر میک نے غصے سے انداز میں کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا ریور اٹھا لیا۔

یس۔ راجر میک۔ اس بار اس نے عہدہ بنانے کی بجائے صرف نام ہی بنانے پر اکتفا کیا تھا۔

سر!۔ میں ٹوٹی بول رہا ہوں چکنگ پوسٹ نمبر ون سے۔ جناب!۔ دو سیاہ رنگ کی جینس ڈور جھاڑیوں کے پچھے آکر رکھی ہیں۔ ان میں سے کچھ افراد نکل کر جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گئے ہیں۔ ان کی حرکات انتہائی مشکوک لگ رہی ہیں۔ چکنگ پوسٹ نمبر ون کے انچارج ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔

کتنے فاصلے پر یہ لوگ موجود ہیں۔؟ راجر میک نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

تقریباً اودھے کلومیٹر کا فاصلہ ہے جناب!۔ ٹوٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم نے شراب تو نہیں پی رکھی احمق آدمی۔ نانسس۔ اوتو تمہیں معلوم ہے کہ ادھر آدھے کلومیٹر پر ملٹری آپریشن فیئلڈ ہے جہاں اکثر ملٹری فیئلڈ پروگرام کرتی رہتی ہے۔ راجر میک نے کلا چھارتے ہوئے کہا۔

لیکن جناب!۔ ملٹری کے افراد کی حرکات تو ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ ان سے مختلف ہیں۔ ٹوٹی نے دلے لہجے میں کہا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہاں نقل و حرکت کرنے سے اگر وہ مشکوک بھی ہیں تب بھی ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔ آندہ مجھے اس طرح ڈسٹرب کرنے کی کوشش کی تو گوگی مار ڈونگا۔ راجر میک نے چہاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور ریور کر ڈیل پر پریچ دیا۔

سب لوگ احمق ہوتے جا رہے ہیں۔ ڈیوک۔ بزنل۔ راجر میک نے کہا اور کتاب ایک طرف پھینک کر اس نے ٹیبل لمپ نڈکا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند بار مہلو بولنے کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی اور کمرہ خزانوں سے گونج اٹھا۔

تھوڑی دیر تک اس کے خزانوں سے کمرہ گونجتا رہا۔ پھر یہ خزانے یکھنت رک گئے اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ انتہائی ہوشیار نیند سونے کا عادی تھا۔ حالانکہ طبعی طور پر خزانے گہری نیند کا نتیجہ ہوتے ہیں لیکن راجر میک کی شروع سے یہی عادت تھی کہ وہ خزانے لینے کے باوجود ہوشیار نیند سوتا تھا۔ اور ذرا سی آہٹ پر جاگ پڑتا تھا۔

اب بھی اُسے باہر کسی کے قدموں کی ملکی سی آواز سنائی دی تھی اور اس کے حس ذہن نے فوراً اسے سیدھا کر دیا تھا۔ قدموں کی چاپ اب سنائی نہ دے رہی تھی۔ ہر طرف سکوت طاری تھا۔ لیکن راجر میک جانتا تھا کہ اس کے ذہن نے اسے غلط سمجھیں نہیں دی ہوگی۔ اس نے بڑی احتیاط سے ہاتھ بڑھایا اور پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ریولور کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ ٹاسٹ بلب کی نیلی روشنی میں

کمرے کی ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔
 راجر میک کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ اُسے
 کسی قسم کے خطرے کا کوئی احساس نہ تھا اس لئے وہ دروازہ اندر سے
 بند کرنے کا عادی نہ تھا۔ اور اب بھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ قدموں کی
 چاپ کس کی ہو سکتی ہے۔ کوئی غیر آدمی تو یہاں تک پہنچ ہی نہ
 سکتا تھا۔ لیکن کسی اپنے کو بھی یہ جرات کبھی نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اس
 طرح چوروں کی طرح اندر داخل ہو۔

کیا یہاں کوئی بگ چکلا ہے؟ راجر میک نے دل ہی دل
 میں سوچا اور اسی لمحے اس نے دروازے کے پٹ آہستہ سے کھلتے
 دیکھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی انتہائی احتیاط سے دروازہ کھول
 رہا ہو۔

راجر میک نے ہونٹ پھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد دروازے کا ایک
 پٹ کھلا اور دوسرے لمحے ایک نسوانی آواز سنانی دی اور راجر میک یہ
 آواز سنتے ہی بوکھلا ہٹ بھرے انداز میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”سنو! تم دونوں نے یہاں ایسی حرکات کرنی ہیں جیسے تم
 مشکوک افراد ہو۔ ریڈ آرمی لازماً تمہیں چیک کرے گی اور ہو سکتا ہے
 کہ ریڈ بھی کرے۔ جیسے ہی اس کا ریڈ ہو تم نے نکل جانا ہے۔ لیکن اس
 وقت تک تم دونوں نے انہیں الجھائے رکھنا ہے۔“ عمران نے
 اپنی اور ٹائیگر کی قد و قامت کے دو غریب نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
 از بیلا کے کانوں سے اترے ہوئے رنگ اس کے اٹھ میں تھے۔
 ”جناب! اب بھی تو چنگیگ ہو رہی ہوگی۔“ ایک عرب
 نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔۔۔ جب تک میں ان رنگوں میں موجود ہاؤسنگ نہیں
 آن نہیں کروں گا انہیں یہاں کے بارے میں معلومات نہیں ہوں گی۔
 بے فکر رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ریڈ آرمی کو اس طرح الجھائے رکھو
 کہ وہ کسی اور طرف متوجہ ہی نہ ہو سکے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران اور ٹائیگر نے گولڈن بار سے نکلنے کے بعد حادثہ کے نائب
الوزرائی کی مدد سے یہ کوٹھی حاصل کی اور ریڈ فار کے دو ایسے نوجوانوں کو طلب
کیا جو بالکل عمران اور ٹائیگر کی قد قدامت کے ہوں۔ جو لیا اور اس کے ساتھی
دوسرے مقام پر تھے۔ اور عمران نے یہاں پہنچتے ہی حادثہ کے نائب
الوزرائی کی مدد سے اپنا پہلا ٹارگٹ منتخب کر لیا تھا۔
تل ایسٹ پہنچتے ہی عمران نے شاکر سرات کے کہنے کے مطابق
براہ راست حادثہ سے بات کی اور اس نے عمران کو بتایا کہ گولڈن بار کا
یعقوب کاڈی یہاں اہل کابردو سے۔ وہ مارے انتظامات بھی کرے
گا اور اس کے پاس ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹورمبروں کے نقشے بھی
موجود ہیں۔
عمران نے حادثہ سے کہہ کر ایک خفیہ کوٹھی کا بندوبست براہ راست
کر لیا جس کا تعلق یعقوب کاڈی سے نہ تھا۔ کیونکہ باتوں باتوں میں حادثہ
نے اسے ظاہر کیا تھا کہ ریڈ آرمی کا کرنل مارگن ایک بار یعقوب کاڈی سے
منگوک مہر چکا ہے۔ لیکن یعقوب کاڈی نے اپنی عیاری سے اسے ڈانچ
دے دیا تھا۔ اس وقت کرنل مارگن بھی کرنل مارگن کے ساتھ تھا۔ اسی
بات سے عمران ذہنی طور پر شک گیا تھا۔ کیونکہ وہ ریڈ آرمی کے اصولوں
کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ منگوک افوا کو ڈھیل دینا تو جانتے ہی نہ تھے
یہی وجہ تھی کہ اس نے یعقوب کاڈی سے سرٹ کر اپنی رہائش کا
بندوبست کیا تھا۔ اور اس نے حادثہ کو کہہ دیا تھا کہ وہ یعقوب کاڈی
کو پہلے چیک کرے گا پھر اس سے مزید بات چیت ہوگی۔ حادثہ نے
اسے بہت یقین دلایا کہ یعقوب کاڈی ان کا خاص آدمی ہے۔ لیکن

عمران اور ٹائیگر بار سے اس طرح نکلے کہ کسی کو ان پر شک نہ ہو سکا۔
دوپہر عمران نے ایک بوتھ سے حادثہ کو فون کر کے ساری صورت حال
بکس کی تو حادثہ کی آواز بڑی طرح کا پینے لگ گئی۔ اس کے شاید تصور
میں بھی نہ تھا کہ یعقوب کاڈی جیسا آدمی بھی غدار ہو سکتا ہے۔ بہر حال
حادثہ نے اسے دوسرے آدمی کا پتہ دیا۔ یہ الوزرائی تھا۔ ریڈ فار کے
ایک اور گروپ کا انجارج۔ جو یعقوب کاڈی سے بھی خفیہ تھا اور پھر
الوزرائی کی مدد سے عمران نے یہ کوٹھی اور دو عرب نوجوان حاصل کئے۔
دراہم انہیں اپنی جگہ چھوڑ کر وہ ریڈ آرمی کو اس وقت تک الجھانا جاتا رہا
تھا جب تک وہ اپنا پہلا مشن نہ مکمل کر لیا۔ اس پہلے مشن کے متعلق

بھی باتوں باتوں میں اُسے البوزراق سے پتہ چلا تھا۔ اور یہ مارگٹ اُسے بے حد پسند آیا۔ چنانچہ اب یہاں سے نکل کر اس کا پروگرام البوزراق ذاتی طور پر مل کر اس مارگٹ کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنا تھا چنانچہ ان دونوں نوجوانوں کو رنگرز کا سسٹم آن کرنے کے متعلق سمجھا کر عمران اور ٹائیگر کو کھینچی سے باہر آگئے۔ عمران نے انہیں بتا دیا کہ جب تک وہ فون نہ کرے وہ اس رنگرز کا سسٹم آن نہ کرے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔

کو کھینچی سے نکلنے کے بعد ٹائیگر اور عمران اس کار میں بیٹھ کر حسن دونوں نوجوان آئے تھے البوزراق کے پاس پہنچ گئے۔ البوزراق اُن نفاذ برجنل سٹور کی ایک بہت بڑی دکان تھی۔ وہ اسے قد وقامت خفٹے سے صرف کاروباری آدمی نظر آتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ہات تیز چمک اور ذرا بے چینی تبار ہی تھی کہ وہ بے حد معتدل اور ذہین آدمی ہاں تو البوزراق اُسے اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ یہ ٹاور کیا ہے اور اس کی تفصیلات کیا ہیں؟ عمران نے دکان کے پیچھے

بہوٹے البوزراق کے دفتر میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ البوزراق سے جنہی اس کی ملاقات ہو چکی تھی جب وہ پہلی سہم کے سلسلے میں مل گیا تھا۔ اس وقت فلسطینی تنظیم کا لیڈر البوصالح تھا اور البوزراق اس نائب تھا۔

عمران صاحب! یہ ٹاور ناقابلِ تیج رہے۔ آپ اس خیال چھوڑیں۔ ہم اس ٹاور کی وجہ سے اب تک سیکڑوں قیمتی آدمی ضائع کر بیٹھے ہیں۔ البوزراق نے تجھ سے کہا

لے۔ اس کے لئے انتہائی دلچسپ قابلِ ناقابلِ تیج خرم پڑھئے۔

جواب اگر بے قیمت آدمی ضائع ہو جائیں گے تو کوئی فرق نہیں ہے گا۔ تم تفصیل بتاؤ۔ اور سنو! میرے پاس آنا وقت باجے کہ میں یہاں آکر ہدایت نامہ کی چیزیں سننا رہوں۔ عمران نے مجردت سے تلخ ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے جناب!۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ البوزراق مزید سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے ایک پیڈ ڈراس کے خالی کاغذ پر اس سے باقاعدہ نقشہ بنا کر ٹاور کے متعلق تفصیلات عمران کو سمجھنا شروع کر دیں۔ عمران اور ٹائیگر خاموش رہے خود سے یہ سب باتیں سن رہے تھے۔ ٹائیگر کے چہرے اور اس سے شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے جب کہ عمران کا چہرہ بالکل

حیرت ہے۔ اس قدر حفاظی انتظامات!۔ ٹائیگر نے بتے ہوئے کہا۔ البوزراق اس وقت تفصیلات بتا کر خاموش ہو چکا تھا یہ سب تفصیلات تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟ عمران نے بڑا اٹھا کر اسے تہہ کرتے ہوئے پوچھا۔

سب سے پہلے میں نے اسے تیج کرنے کے لئے مشن ترتیب دیا اور میں نے اس کے لئے بڑی جہنگ و درگزر کے تفصیلات جمع کی تھیں یہ مشن کیا، اس کے بعد بے شمار مشن بری طرح اکام ہو گئے اور آخر کار نے اسے تیج کرنے کا خیال تک ذہن سے نکال دیا۔ یہ تو جاننے کے لئے توجہ دیا کہ اس نے اس ٹاور کو ذکر آگیا۔ البوزراق نے کہا تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے ذکر کر دیا۔ یہ ٹاور اسرائیل کے لئے

ڈیفنس لیبارٹری اور ڈیفنس سٹور ہاؤس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ان دونوں مقامات کے متعلق چونکہ وہ پہلے ہی خبردار ہو چکے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہاں انہوں نے مزید اقدامات کر رکھے ہوں گے اگر لے کر ہم پہلے ٹاور اڈا میں توپوری اسرائیلی انتظامیہ شدید بھونچال کی زد میں آجائے گی۔ عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب!۔ یہ ہو گا کیسے؟ البوزاق نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اس کا شاید خیال تھا کہ تفصیلات سننے کے بعد عمران لازماً اس کا ارادہ ترک کر دے گا۔

بھیسے ہو گا۔ تمہارے سامنے ہو گا۔ یہ تباہ اگر میں کچھ ساما حاصل کرنا چاہوں تو مل جائے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھنا جو عیسر ہو گا جناب!۔ وہ تو لازماً مل جائے گا۔ البوزاق نے کہا۔

عمران نے پیٹ اپنی طرف کھسکا کہ اس پر سامان کی فہرست لکھنا شروع کر دی۔ جب اس نے فہرست کے نیچے تکمیر ڈالی تو البوزاق بولنے لگا۔ بالکل جناب!۔ یہ سامان مل جائے گا۔ لیکن یہ سدھایا لنگور۔ البوزاق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ منصوبے کے لئے سیدھے ضروری ہے۔ اس کا ٹرینر بھی سامنے پائیے۔ اور سٹو!۔ چیف کٹر وکر کی بیوی اور بچوں کے متعلق، پاس کوئی تفصیلات ہیں۔ عمران نے کہا۔

بالکل جناب۔ البوزاق نے کہا اور پھر وہ ان کے متعلق تفصی

تبانے لگا۔

اوسکے! تم یہ سامان کو مٹھی لے آؤ۔ ہم لوگ وہیں جا رہے ہیں۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور البوزاق نے سر ہلادیا اور پھر وہ نہیں باہر نکل چھوڑے آیا۔

عمران صاحب!۔ آخر آپ نے سوچا کیا ہے۔ سامان سے ذکوئی خاص بات ظاہر نہیں ہو رہی۔ ہائیگر نے کار چلتے ہی کہا۔

تو تمہارا خیال تھا کہ میں سامان کی فہرست میں دو چارجن بھرت بھی بارج کر دوں گا۔ تاکہ ان کی مدد سے ٹاور تباہ کیا جاسکے۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور ہائیگر جینٹل کرنا مٹوں ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کو مٹھی پہنچ گئے جہاں جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

یہ تم کہاں سیریں کرتے پھر رہے ہو۔ کچھ ہمیں بھی بتا دو کہ اب کیا پروگرام ہے۔ جولیا نے جاتے ہی عمران کو آڑھے ہاتھوں لیا۔

بھئی مجھے تو اس گشتی قبوہ خانے نے بڑا لطف دیا ہے۔ اس لئے میں تو اب مستقل طور پر یہی دھندہ کروں گا۔ ناچوگاؤ اور نوٹ کا ماڈ۔ وہ واہ!۔ جولیا کے ہاتھ سے قبوہ لینے کے لئے نوپورا اسرائیل آمد پڑے گا۔ عمران نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

بجو اس مت کرو۔ سیدھی طرح بتا دو عمران ورنہ۔ جولیا نے دانت پیٹتے ہوئے کہا۔

ورنہ میں تو یہ کو بلا لوں گی۔ یہی کہنا چاہتی ہو۔ لے شک

بلاو۔ وہ بھی ناچنے میں بڑا ماہر ہے۔ تویر کے آنے سے گا بھی

”الوزراق سے کہیں کر سامان مجھ تک پہنچا دے۔ اور میں اس کے بعد کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔“ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور ریور کرڈیل پر پتھ دیا۔
 ”یہ ٹاؤر کا کیا مسئلہ ہے۔“ جولیانے پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے جب سے الوزراق والا غنڈ نکالا اور ان کے سامنے بچھا کر ساری تفصیلات بتانے لگا۔

”اوہ! پھر تو یہ حادثہ صاحب ٹھیکاکہ رہے تھے۔ یہ مشن نہیں خودکشی ہے۔“ جولیانے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”سنو جولیا! آئندہ ایسی بات کم از کم میرے سامنے منہ سے نہ نکالنا۔ تم ایجنٹ کی نائب اور سیکرٹ رسوں کی سینیئر چیف ہو۔ میں تو بہر حال باہر کا آدمی ہوں۔ لیکن مجھے اتنا معلوم ہے کہ ایکٹو اگر تمہاری یہ بات سن لیتا تو پھر شاید تنزیر بھی نہیں اس کے عتاب سے نہ بچا سکتا۔ ہم یہاں گڑیاں کھیلنے نہیں آئے۔ اسرائیل کو ناک ڈاؤن کرنے آئے ہیں۔ اسرائیل کو اپنی طاقت پر گھنڈے اور ہم نے اس کی طاقت کے اس گھنڈے کو توڑنا ہے۔ پہلے تو شاید میں کچھ اور کرتا۔ لیکن اب یہ مشن تم نے پورا کرنا ہے۔ تم اس مشن کی انچارج ہو۔ جو پروگرام میں چاہے بناؤ۔ بس اس ٹاؤر کو تباہ ہونا چاہئے۔“ عمران نے ایکھت بلے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتی رہ گئی۔

”آئی ایم سوری!۔۔۔ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔“ اکیٹونے تمہیں ہمارا لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس لئے تم ہی ہمیں لیڈر کرو گے۔“ جولیا

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
 مطلب یہ کہ بینڈ مارٹر میں ہی نبوں۔ تم صرف بس باجے بھاتے رہ جاؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے اس طرح گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلنے پر عمران کے سامنے بے اختیار ہنس پڑے۔

”رقم بھی تو بینڈ مارٹر ہی جمع کرتا ہے۔“ میرا مطلب ہے تعریف سے۔“ صفدر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔
 ”چلو اس بار تعریف تم لے جاؤ۔ رقم مجھے دے دینا۔ بس پھر تو تم خوش ہو۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب! آخر آپ نے اس مشن کے لئے کوئی منصوبہ تو بنایا ہوگا۔“ کینڈن شیکل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”بالکل بنا ہے۔ اسی منصوبے کے تحت تو سامان منگوایا ہے۔ ٹائیکر تو کبہرا تھا کہ فہرست میں دو چار جن بھوت بھی لکھ دو۔ مگر میں دراصل جن بھوتوں سے بہت ڈرتا ہوں۔“ سنا سے خوبصورت عورتوں کو فوراً چپٹ جاتے ہیں۔ کیوں تنزیر۔“ عمران نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا اور تنزیر بھائے غصہ کرنے کے لئے اختیار ہنس پڑا۔

”بات سے بات نکالنا تو کوئی تم سے کیجئے۔ وہ منصوبہ تو بناؤ۔“ تنزیر نے کہا۔

”منصوبہ بندی تو اصل مسئلہ ہے۔ کم بچے خوشحال گھڑانے نامی کا منصوبہ۔ اگر چاہئے تو پھر اس کے۔“ عمران کی

زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں دو مختلف سمتوں سے اس ٹاور پر حملہ کرنا چاہیے تاکہ کانٹوں کی توجہ بٹ جائے۔" صفدر نے عمران کی بات کا تئیں ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آرہی ہے۔ کیوں نہ ہم ایک بڑی سی پینک لے کر اس کے ساتھ خوفناک فٹہ کا بم ہانڈھ کر اُسے اڑا دیں۔ اور پھر پینک کو غوطہ دے کر یہ بم ٹاور کے عین اوپر ٹکرادیں۔ چوہان نے کہا۔

"واہ! کیا ذہن! ہالے تم نے۔ پہلے تو ایسی پینک ہونی چاہیے جو ایک ہزار فٹ کی بلندی تک اڑ سکے۔ پھر اس قدر بڑی ہو کہ اس کے ساتھ بم بندھا ہو۔ پھر ہوا کا رخ ٹاور کی طرف ہو۔ اور آخری بات یہ کہ۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
"آئیڈیا برا نہیں عمران صاحب! آپ نے خواہ مخواہ چوہان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے۔" صفدر نے کہا۔
"اگر اچھا آئیڈیا ہے تو بس اللہ! جا کر اڑاؤ پینکیں۔ اور لڑاؤ چیخ۔" عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کو کوئی جواب دیتا، ایک عرب نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ اس کو معمولی میں بطور محافظ رکھا گیا تھا۔
"سر!۔۔۔ البوزراق صاحب نے سامان بھجوایا ہے۔ باہر برآمدے میں ہے۔" عرب نوجوان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔
"یعنی جلدی آگیا۔ چلو ٹھیک ہے۔ یہیں لے آؤ۔ اور سنو!

چار بیویوں کا بندوبست کرو"۔ عمران نے کہا۔

"ہو جائے گا سر۔" عرب نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو اور عرب نوجوان دو بڑے بڑے مقبلے اٹھتے اندر داخل ہوئے۔ جب کہ تیسرے نے ایک پنجرہ اٹھایا ہوا تھا جس میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا ننگر بیٹھا ہوا تھا۔
"ارے یہ ننگور۔ یہ کیوں منگوا لیا ہے۔" پاکیشیا سیکرٹ مرس کے تقریباً سارے ممبران نے ہی بیک زبان ہو کر پوچھا۔
"میں نے سوچا کہ بس اس کی کمی رہ گئی ہے ٹیم میں۔ وہ پوری ہو جائے۔" عمران نے کہا اور کہو بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔
"الوزراق کہاں ہے؟" عرب نے پوچھا۔

"وہ آرہے ہیں جناب!۔۔۔ کچھ تھوڑا سا سامان رہ گیا ہے۔ وہ خود لے کر آ رہے ہیں۔" عرب نوجوان نے جواب دیا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ سامان واپس کرے میں رکھ کر باہر نکل گئے۔
"سنو دستو!۔۔۔ اب میرا منصوبہ سن لو۔" شائد تمہیں پسند آجالتے۔ ٹاور کے گرد جی۔ ایس ریز کا دائرہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ ایسی ریز ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر نہیں آئیں اور جو بھی ان ریز کے دائرے میں داخل ہو جلتے وہ فوراً جل جاتا ہے۔ لیکن اتنے جانور ہائیک آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ جی۔ ایس ریز کا مرکز ٹاور کے اوپر والے حصے پر رکھا گیا ہو گا۔ کیونکہ یہ ریز سمودی یعنی نیچے سے

عمران نے کہا۔
 "گڈ آئیڈیا یا۔۔۔ لیکن اس کے لئے تو کوئی سدھایا ہوا سنگور
 پائیے۔۔۔ جو لیانے تو عرف مجھ سے لیجے میں کہا۔
 یہ سدھایا ہوا سنگور ہے۔۔۔ البورزاق اس کے ٹریڈر کو ساتھ لیکر
 آئے گا۔۔۔ عمران نے کہا۔
 لیکن یہ لنگور ٹاور تک پہنچنے کا کیسے۔۔۔ کیٹیڈن ٹیکل نے کہا۔
 بس یہی ایک مسئلہ ہے۔۔۔ جس نے اس ٹاور کو سب کے لئے
 ناقابل تیسر بنا رکھا ہے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 مجھے یقین ہے کہ تمہاری ٹیم میں اس کا بھی کوئی حل موجود ہوگا۔
 جو لیانے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ہے تو سہی ایک حل۔۔۔ لیکن۔۔۔ "عمران نے بڑے
 سنجیدہ لیجے میں کہا۔
 کیا حل ہے تاؤ۔۔۔ جو لیانے چونک کر پوچھا۔
 تمہیں اس ٹاور کے چیف کنٹرولر راجرمیک کی بیوی بنا پڑے گا؟
 عمران نے کہا۔
 "راجرمیک کی بیوی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟ جو لیانے کے ساتھ ساتھ
 باقی سب ممبرز بھی چونک پڑے۔
 "البورزاق نے بتایا ہے کہ راجرمیک کو جتنے میں صرف چند گھنٹے کی
 رخصت ملتی ہے۔۔۔ جب وہ شہر میں جا کر اپنی بیوی اور بچوں سے
 ملتا ہے۔۔۔ البورزاق نے راجرمیک کی بیوی کے متعلق جو کچھ بتایا ہے
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی بیوی انتہائی سخت بلکہ متعل مزاج

اور تک جانے کی بجائے اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہیں اس لئے
 ظاہر ہے ان ریزر کا مرکز ناور کی چوٹی ہوگی۔۔۔ اب مسئلہ یہ ہے
 کہ ان ریزر کو کراس کیسے کیا جاتے تو اس کا سائنسی طور پر ایک ہی حل
 ہے۔۔۔ یہ ریزر باقی ہر چیز کو جلا دیتی ہیں۔۔۔ صرف ایک چیز ایسی
 ہے جس پر یہ اثر نہیں کرتیں۔۔۔ اور وہ ہے مائع اور شہد کا مکسچر۔
 عمران نے جواب دیا۔
 "شہد تو خیر سمجھ میں آگئی۔۔۔ لیکن یہ مائع کیا چیز ہے۔۔۔ جو لیا
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "مائع ایک مخصوص قسم کی خوشبو کا سائنسی نام ہے جس طرح
 ہر انسان اور جانور کے جسم سے ایک مخصوص قسم کی تو یا خوشبو نکلتی ہے
 اسی طرح دنیا میں ایک جانور ایسا ہے جس کے جسم سے نکلنے والی خوشبو
 کو مائع کہتے ہیں۔۔۔ عمران نے اس طرح سمجھا م شروع کر دیا جس
 طرح پروفیسر کلاس میں کھڑے ہو کر بیکچر دیتے ہیں۔
 "اور وہ تو اس لنگور کے جسم سے نکلتی ہوگی۔۔۔ صفدر نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔
 "صرف لنگور ہی نہیں۔۔۔ بلکہ ہر بندکے جسم سے نکلنے والی خوشبو کو
 مائع کہتے ہیں۔۔۔ سیاہ لنگور کے جسم سے نکلنے والی مائع باقی بندروں
 کی نسبت بے حد تیز ہوتی ہے۔۔۔ اس لئے اگر ہم اس سیاہ لنگور کے
 جسم پر شہد کو اچھی طرح مل دیں تو یہ لنگور بڑی آسانی سے جمی ایس ریزر
 سے کفریح سلامت نکل جائے گا۔۔۔ اور پھر جس قدر پھرتی اور تیزی سے
 یہ ٹاور پر چڑھ سکتا ہے اتنی پھرتی سے کوئی انسان نہیں چڑھ سکتا۔"

نے خود بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باقی سامان" — عمران نے پوچھا۔

"وہ سبھی پہنچ گیا ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے چار بیسیں

ذیابٹ کی ہیں۔ وہ سبھی آگئی ہیں" — ابو زرقا نے جواب دیا۔

لگڈ! — اچھا اب ایک کام اور کرنا ہے۔ راجر میک کی بیوی

نواغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ اس کے بچے کتنے ہیں" — عمران نے کہا۔

"دو بچے ہیں جناب! — دونوں ہوسٹل میں رہتے ہیں۔ وہ اکیلی

پارٹنٹ میں رہتی ہے" — ابو زرقا نے جواب دیا۔

ادکے! — اُسے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا کسی کو علم نہ ہو۔

میں اس کے میک آپ میں مس جو لیا کر لانا چاہتا ہوں۔ بلکہ ٹھہرو!

میرا خیال ہے کہ ہمیں خود وہیں چلنا چاہیے تاکہ جو لیا ایک نظر اس کے

پارٹنٹ کو بھی دکھ لے" — عمران نے کہا۔

"جناب! — آپ کا منصوبہ کیا ہے۔ کیا آپ بتانا پسند کریں

گے۔ یقین کیجئے میں کوئی مداخلت نہ کروں گا" — ابو زرقا نے کہا۔

چلو کر لیا یقین۔ بہر حال اب بتانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

میں جو لیا راجر میک کی بیوی کے رُوپ میں ٹاور پہنچے گی۔ وہاں وہ

راجر میک کے کمرے میں پہنچے گی۔ وہاں موجود ہر شخص کو ایک جگہ

اکٹھا کرے گی۔ اس کے بعد ملیو ہم وہاں چھینک دے گی اور جب

سب بیہوش ہو جائیں گے تو جو لیا ٹریج ناز کرے گی اور کمپیوٹر کے ذریعے

پہلک کھول دے گی۔ ہم پہلے ہی چھپوں میں وہاں موجود ہوں گے

ہم چھپوں کے ذریعے اندر پہنچیں گے" — عمران نے مبہم اور گول مول

عورت سے اور راجر میک اس سے ڈرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ

جان بوجھ کر صرف چند گھنٹوں کے لئے بیوی بچوں کے پاس جانا ہے

اور اس کی بیوی کی سخت مزاجی سے ٹاور کا تمام عملہ نہ صرف واقف

ہے۔ بلکہ وہ سبھی اس کے غصے سے بے حد ڈرتے ہیں اور اکثر شرات

کو اس کی بیوی خود ٹاور پہنچ جاتی ہے۔ اُسے شک ہے کہ راجر

عیاش آدمی سے اور اس نے وہاں ٹاور میں عورتیں رکھی ہوتی ہیں اور

جب سبھی راجر میک کی بیوی وہاں پہنچتی ہے۔ وہ لوگ اُسے ڈنکے

مارے خود ہی راجر میک کے کمرے میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ خود چھاپا

مار کر دیکھ سکے کہ راجر میک کیا کر رہا ہے۔ راجر میک کی بیوی

کے متعلق تفصیلات معلوم ہونے سے پہلے میرا منصوبہ کچھ اور تھا۔

لیکن ان تفصیلات کے سامنے آنے کے بعد میں نے اپنا منصوبہ بدل

لیا ہے۔ کمپیوٹر چکنگ وغیرہ سب پہاڑی پر موجود عمارت اور

ٹاور تک ہی محدود ہے۔ نیچے سخت چکنگ نہیں ہے۔ بس

کمپیوٹر سے کھلنے والا گیٹ۔ بجلی کی طاقت ور رو۔ اور کتے

ہیں۔ اس لئے تم آسانی سے راجر میک تک پہنچ جاؤ گی" —

عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہنچ گئی پھر۔" — جو لیا نے ایک طویل سائز

لیتے ہوئے کہا۔

اس عمارت میں سپاس مسلح افراد ہیں۔ جن میں سے سولہ افراد

چکنگ ٹاورز پر۔ اور باقی چونتیس بیرونی میں رہتے ہیں۔ تم

نے راجر میک پر جا کر چڑھانی کر دینی ہے اور اُسے بتانا ہے کہ تمہارا

سے انداز میں تفصیل بتائی ۔

”مگر خباب!۔ اس ٹاور کے گرد ریزہ۔ اور وہ ناقابل تسخیر عمارت
اس کا کیا ہوگا“۔ البورزاق نے کہا۔

وہی ہوگا البورزاق صاحب!۔ جو مدعی چاہے گا۔ کیونکہ
پچھلے زمانے کی بات تھی کہ مدعی لاکھ بڑا چاہنے کے باوجود کچھ نہ کر سکتا
آج کل تو وہی ہوتا ہے جو مدعی چاہتا ہے۔ کس ذرا وسائل کی ضرورت
ہے۔ بہر حال تم مجھے اور جولی کو راجہ رمیک کے اپارٹمنٹ میں لے چلو
عراق کے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور البورزاق بھی ہونٹ چھینچے اٹھ
ہوا۔ وہ کسی طور پر بھی اس منصوبے سے مطمئن نظر نہ آتا تھا۔ لیکن نکلا
ہے کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔

تت۔ تت۔ تت۔ تم ماگرٹ۔ یہ تم ہو۔ یہاں اور اس
تت۔ راجہ رمیک نے انتہائی بوکھلاہٹ سے انداز میں کہا کہ
وازا اس نے سستی سستی وہ اس کی بیوی ماگرٹ کی تھی۔ لیکن اس کا وہ
بات کو تسلیم نہ کر رہا تھا کہ اس وقت اچانک اس کی بیوی یہاں کیسے
آج سکتی ہے۔

ہاں!۔ میں ہوں راجہ!۔ تم یہاں منہ سے سوئے پڑے ہو۔
بر تمہارے ماتحت تمہاری بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کے درپے ہیں
رمیرے چھینچے پر لوگ نہ آجاتے تو وہ مروود۔ حرامی۔ نجانے کیا
رہتا؟۔ ماگرٹ نے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے انتہائی
نیلے انداز میں چیخ کر کہا۔

”اوہ!۔ کس نے۔ کس نے یہ حرکت کی ہے۔ کس کی حرمت
ہے کہ وہ راجہ رمیک کی عزت پر ہاتھ ڈالے۔ کون ہے۔ بتاؤ مجھے۔“

بڑھا۔ اس نے ریور اٹھایا اور ایک نمبر پر لیس کر دیا۔

”یس سر!۔ ہیریس سٹینگ“۔ دوسری طرف سے ایک
موزا بانہ آواز سنائی دی۔

”ہیریس!۔ ٹاڈ میں جس قدر آدمی موجود ہیں۔ ان سب کو
ہال میں جمع کرو۔ چکنگ پوسٹوں والے بھی اور نیچے والے بھی۔ اور
تم بھی وہیں آؤ۔ کوئی آدمی باہر نہ رہ جائے۔ سمجھے۔ فوراً۔
جی اور اسی وقت۔“ راجر میک نے آتہائی غیصے انداز میں چختے
ہوئے کہا۔

”مگر جناب!۔ وہ سیکورٹی۔ جناب بات کیا ہے۔“
دوسری طرف سے ہیریس یقیناً اس عجیب و غریب حکم پر بڑی طرح
بوکھلا گیا تھا۔

”سٹ!۔ اب!۔ حکم کی تعمیل کرو۔ جلدی اور فوراً۔“ راجر میک
نے تیز لہجے میں کہا اور ریور کرڈیل پر بیچ دیا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ بس مجھے ایک بار بتا دو کہ وہ ہے کون حرامی۔“
راجر میک نے ہاتھ میں کپڑا ہار لیا اور حیرت میں ڈھلتے ہوئے کہا اور پھر
وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر باہر تیزی سے ہوتے ہوئے ہال
کمرے کی طرف بڑھے۔

”تم مجھے فون کرو تیں۔ میں اس کی لاکشس لے آتا۔ تمہیں
میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔“ راجر میک نے ہال کمرے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔

”اور اس حرامی کو پہچانا کون۔ تمہارا باپ۔“ مارگریٹ نے

راجر میک نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ مارگریٹ نے بات
جی ایسی کی تھی کہ اس کا یہاں اس طرح اچانک پہنچنا اور باقی سب باتیں
اُسے جھول گئیں۔

”وہ تمہارا ہی ماتحت تھا۔“ سُرُج چہرے والا بندر۔ تمہارا پیغام
کیا تھا کہ میں آج رات آ رہا ہوں۔ کبریا تھا کہ ٹیلیفون خراب ہے۔ پھر
اس نے مجھے پکڑ کر جو منے کی گوشش کی اور میرے کپڑے پھاڑنے لگا
اس بندر کو خیال نہ آیا کہ میں راجر میک کی بیوی ہوں۔ کسی ایرے غیبا
نقدونیرے کی بیوی نہیں ہوں۔“ مارگریٹ نے غصے سے بہ
پختے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ میں اس کی بوٹیاں
وڈنگا۔ کیا نام ہے اس کا۔ کون ہے وہ۔“ راجر میک
غصتہ اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا۔

”مجھے اس حرامی بندر سے نام پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔“
اس کی شکل پہچانتی ہوں۔ وہ ہے یہاں کا بندر۔ میں اُسے پہچا
مجھی یہاں دیکھ چکی ہوں۔ تم ان سب کو اکٹھا کرو۔ میں تمہ
فوراً بتا دوں گی کہ وہ بندر کون ہے۔ میں خود اس کا خون پی
آئی ہوں۔ اس نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔“ مارگریٹ
غصے سے چہنکارتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی ان سب کو اکٹھا کرتا ہوں۔ ان سب حرامیوں
ابھی اور اسی وقت۔ اور تم دیکھنا کہ میں اس کی بوٹیاں کیسے اڑا
ہوں۔“ راجر میک نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے ٹیلیفون کی

نہیں۔ یہاں اتنے ہی افراد میں۔ راجر نے ایک نظر سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں بتاتی ہوں۔ مارگریٹ نے جرج کا بازو پکڑا اور اُسے ان پکاس افراد کی طرف لے کر بڑھی جو کچھ فاصلے پر آکھٹے تھے۔ اس کا دوسرا ہاتھ سکرٹ کی جیب میں تھا۔

جب مارگریٹ قریب پہنچی تو اس نے راجر کا بازو چھوڑا اور دوسرے نئے جیب سے ایک چھوٹا سا کیپول نکال کر فرش پر زور سے پھینک دیا۔ یہ کیا چھینکا ہے۔ راجر نے حیرت سے پوچھا۔ ہنا جا بائیکین نقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی وہ لہرا کر فرش پر گر گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی گرتے گئے۔ کچھ ایک لمحہ پہلے اور پھر ایک لمحہ بعد۔ ان میں سے چند نے سر کو جھٹکے دے کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن کیپول میں بندگیوں نے سہانی زود اثر مہتی۔ س لئے وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے۔

مارگریٹ سانس روکے بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ جب سب ڈول پر گر گئے تو وہ اسی طرح سانس روکے مڑی اور پھر تیز تر قدم اٹھاتی ہال کر سے باہر آگئی۔ باہر آکر اس نے زور زور سے سانس لئے اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ مختلف کدوں میں ہوتی ہوئی ایک کمرے میں پہنچی جہاں ایک بڑا سا لمپیوٹریٹ تھا جو چل رہا تھا۔

وہ چند لمکے کیپولر کو بغور دیکھتی رہی، پھر واپس مڑی اور اسی طرح لگوتھی ہوئی ایک اور کمرے میں آتی۔ یہ اسلحے کا سٹور تھا۔ اس نے ایک

کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اوه ہاں ہاں۔ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ راجر میک نے حسب عادت فوراً ہی شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

ہال کمرے میں ان کے پہنچنے تک بیس کے قریب افراد جمع ہو چکے تھے جبکہ باقی افراد ابھی آ رہے تھے۔

کیا ان میں سے تو کوئی نہیں؟ راجر نے اندر داخل ہوتے ہی مارگریٹ سے کہا۔

نہیں۔ اور ابھی مت پوچھو۔ میرا خون کھول رہا ہے۔ ابھی خاموش رہو۔ اس حرامی کو آنے دو ساٹھے ایک بار۔ مارگریٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور راجر میک سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

خواب! کیا بات ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیے کیا مسئلہ ہے۔ ایک نوجوان نے پوچھا۔

شٹ آپ! خاموش رہو۔ راجر نے بیوی کا غصہ اس پر نکالا اور وہ نوجوان منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ہال کمرے میں پکاس کے قریب افراد جمع ہو گئے ان سب کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

اب لو لو! کون ہے ان میں؟ راجر نے مارگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سب گئے ہیں۔ کوئی رہ تو نہیں گیا۔ مارگریٹ نے چہنگار ہونے کہا۔

مشین گن اٹھائی۔ اس میں میگزین فٹ کیا اور پھر باہر آکر اس نے اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ جی آسمان پر شعلے چمکے۔ اور ماگرٹھ نے مشین گن نیچے کی اور تیزی سے کمپیوٹر روم کی طرف بھاگی۔

کمپیوٹر کے سامنے سٹول پر بیٹھ کر اس نے اب باریک بینی سے کمپیوٹر کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اُسے سمجھ گئی۔ اس نے اس کی سکرین آن کی تو اس پر ٹماور کا بیرونی منظر اور پھیلاؤ نظر آنے لگا۔ اس نے پھیلاؤ کھولنے والا بٹن دبا یا تو سکرین پر اُسے پھیلاؤ کھلنا نظر آنے لگا۔

پھیلاؤ کھول کر ماگرٹھ اٹھی اور مشین گن اٹھائے تیزی سے باہر کی طرف پھلی۔ برآمدے میں پہنچتے ہی اس نے خاردار تار کے ساتھ ساتھ بھاگے۔ دو تے کتوں پر نفاڑ کھول دیتے۔ ان کتوں کی تعداد چار تھی اور وہ خالص بڑے اور قوی ہیکل کتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے مشین گن کی گولیوں کے سامنے ان بیچاروں کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ جب اس نے چو تھے کتے کو گرایا تو اس نے پھیلاؤ میں سے چار چیپوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

چند لمحوں میں چاروں چیپیں برآمدے کے قریب پہنچ کر رک گئیں اور پھر عمران اور سٹیٹ سروس کے باقی ممبر اچھل کر نیچے آ گئے۔

ویل ٹون جولیا! — ویل ٹون — عمران نے بڑے تعریف بھر انداز میں برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے ماگرٹھ سے کہا جو دراصل جولیا تھی۔ اور جولیا عمران کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوشی سے کھل اٹھی

الوزراق بھی عمران کے ساتھ تھا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر ناقابل تسخیر عمارت میں وہ نجی آسانی سے داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

”الوزراق! — وہ ننگور اور اس کے ٹریٹر کو ساتھ لے آؤ۔ جلدی کرو۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔ جولیا! — تم کمپیوٹر سے پھیلاؤ بند کر دو تاکہ کوئی مداخلت نہ کر سکے“ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا دوبارہ کمپیوٹر روم کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ عمران ننگور کے ٹریٹر شیخ صادق اور الوزراق کو ساتھ لے کر ماور والی عمارت کی طرف ٹرہ گیا۔ اس نے اپنے باقی ساتھیوں کو چاروں چکنگ ٹاورز پر چڑھ کر ننگورانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے وہ سب ان ٹماورز کی طرف بڑھ گئے تھے۔

ٹماور اور اس کے گرد عمارت پہاڑی کے اوپر بنی ہوئی تھی۔ سیڑھی بھی موجود تھی۔ لیکن عمران نے اس سیڑھی کی طرف توجہ کرنے کی بجائے چیپ سے شہد کا ایک بندو بہ نکالا اور اُسے شیخ صادق کی طرف بڑھا دیا۔ شیخ صادق! — اپنے ننگور کے جسم پر یہ شہد اچھی طرح مل دو۔ کوئی جگہ بھی خالی نہ رہنے پائے۔ ورنہ وہ جگہ جل جائے گی۔ عمران نے تیز بلجے میں ٹریٹر شیخ صادق سے کہا۔

”شہد! — مگر جناب! —“ الوزراق اور شیخ صادق دونوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جیسے میں کہ رہا ہوں۔ ویسے کرو۔ وقت مت ضائع کرو“ عمران نے عزالتے ہوئے کہا اور شیخ صادق نے جلدی سے عمران کے ہاتھ

سے ڈوب لیا اور کھولنے لگا۔

"وہ سُرخ رنگ کا قیتلا کہاں ہے۔" عمران نے البرزاق کی طرف مُڑ کر پوچھا۔

"وہ جیب میں ہے۔ لے آؤں۔" البرزاق نے چونک کر کہا۔
"ہاں! جلدی لے آؤ فوراً۔" عمران نے کہا اور البرزاق

تیزی سے واپس عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔
شیخ صادق نے ننگو کو ڈبے سے باہر نکالا اور پھر شہد کا ڈبہ کھول

کر اس نے ننگو کے جسم پر شہد لٹا شروع کر دیا۔
"اچھی طرح لگاؤ۔ ایک بال بھی خالی نہ رہنے پاتے۔" عمران

نے کہا اور شیخ صادق کے ہاتھ تیزی سے چلتے گئے۔
تھوڑی دیر بعد البرزاق سُرخ قیتلا لے کر آیا یہ نامون کا بنا ہوا

ایک چھوٹا سا قیتلا تھا جس کے نیچے ایک ٹب لگا ہوا تھا۔ جب کہ دوسری
طرف ڈوری تھمتی۔

سنو شیخ صادق! اب تمہارے ننگو نے سارا کام انجام دینا ہے
تم اسے کس طرح آپریٹ کرتے ہو۔ اگر یہ دُور چلا جائے تو۔" عمران نے پوچھا۔

پہلے سیٹی کی مدد سے۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے۔ ننگو کو
نظر بہت تیز ہوتی ہے جناب۔" شیخ صادق نے جواب دیا۔

اور کہ! پھر پہلے اطمینان سے ساری بات سُن لو۔ تمہارا
ننگو پہلے اس مہاڑی پر چڑھے گا۔ لیکن میٹھی سے نہیں بلکہ علیحدہ

جگہ سے عمارت کی چھت پر چڑھے گا دوسری طرف کو دے گا اور پھر اس

دور پر چڑھنا شروع کر دے گا۔ حتیٰ کہ ٹاور کی آخری چوٹی پر پہنچے

گا۔ یہ سُرخ رنگ کا قیتلا یہ اپنے گلے میں ڈال کر لے جائے گا۔ اور

دور کی چوٹی پر جا کر اسے ٹب کی مدد سے لٹکا کر واپس آئے گا۔
بس اتنا کام ہے۔ لیکن یہ کام بالکل ایسے ہی ہونا چاہیے جیسے میں کہ

یادوں میں۔ عمران نے شیخ صادق سے مخاطب ہو کر کہا۔
جناب! یہ تو بالکل سیدھا سا کام ہے۔ تو نبی اسے

آسانی پنہاں سے سرانجام دے دیگا۔ یہ ایسے کاموں میں ماہر ہے۔
شیخ صادق نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا اس کا شائد پہلے خیال تھا کہ

نہاں سے ننگو سے عمران کیسا کٹھن کام لینا چاہتا ہے۔
جناب وہ ریزر۔ لیکن البرزاق کو تو معلوم تھا کہ ٹاور کے گرد پتھر

تھامے عمارت کو توڑتا تھا۔ لیکن البرزاق کو تو معلوم تھا کہ ٹاور کے گرد پتھر
تھامے نے والی ریزر کا حلقہ ہے اور ان ریزر کا حلقہ ٹاور کی چوٹی تک چلا

جا چکا ہے۔ اس لئے ننگو جیسے ہی ان ریزر کے حلقے میں داخل ہوگا
جان بھریں کہ رکھ موبائل کا۔ تم ناموش رہو۔ عمران نے سنجیدہ لہجے

کی آہنچہ "مجھے علم ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے
کا ناص پر البرزاق سے کہا۔ اور شیخ صادق نے ننگو کو اپنے مخصوص انداز میں کام

کھڑے۔ شروع کر دیا۔
تو شروع کر دیا۔ عمران صاحب! گت خمی معاف! اس سُرخ تیر

میں عمران صاحب! گت خمی معاف! اس سُرخ تیر
میں مسکرائے ہیں۔ پھر اس کے اوپر پہنچنے کا فائدہ

میں مسکرائے ہیں۔ پھر اس کے اوپر پہنچنے کا فائدہ

الوزراق اب خاموش کھڑا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اس کے
منہ مداری کا کھیل ہونے والا ہو۔

شیخ صادق نے تھیلے پر شہد مل کر اُسے لنگور کے پیٹ کے ساتھ
ن طرح بانڈھا کہ ڈوری کے ایک سرے کو تھیلہ کا دینے سے تھیلہ کھل
جاتا تھا۔ اس کے بعد اس نے مخصوص انداز میں سیٹی سبانی تو لنگور تیزی
سے بجاتا ہوا پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد وہ پہاڑی پر چڑھ کر عمارت کی چھت پر بیٹھا اور
پھر دوسری طرف کو گیا۔ عمران۔ الوزراق اور شیخ صادق تینوں خاموش
کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔

عمارت کی چھت کے اس کمرے کے وہ دوسری طرف کو کران کی نظروں
سے غائب ہو گیا اور الوزراق نے ہونٹ ہینچنے لگے۔ کیونکہ اس کے
انداز سے کے مطابق لنگور عمارت سے کو دور کر ریز کے دائرے میں داخل
ہو چکا ہو گا۔ اور ظاہر ہے اس دائرے میں داخل ہوتے ہی وہ جل کر
راکھ بن جاتے گا بلکہ اب تک بن بھی چکا ہو گا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس
کی آنکھیں جرت سے باز ہو گئیں۔ جب اس نے لنگور کو صحیح سلامت
ٹاہر پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس اور سبانی تک پہنچ گیا تھا کہ وہ نیچے
کھڑے ہو کر اُسے اور چڑھتا دیکھ سکتے تھے۔

یہ یہ کیسے ہو گیا؟ الوزراق نے بوکھلائے ہوئے انداز
میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے کہا تھا کہ تم فکر نہ کرو۔ عمران نے معنی خیز انداز
میں مسکراتے ہوئے جواب دیا اور الوزراق ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ

الوزراق کا لہجہ جھنجھلایا ہوا تھا۔ وہ شاید دل ہی دل میں سخت بے چینی
محسوس کر رہا تھا کہ عمران خواستہ فصول کاموں میں الجھا ہوا ہے۔

مجھے معلوم ہے الوزراق اب اور سنا۔ اب مزید لنگو کر کے
وقت ضائع مت کرو۔ خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ عمران نے
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

ٹوٹی سمجھ گیا ہے جناب اب۔ یہ تھیلہ دینے میں اس کے گلے
میں ڈال دوں۔ شیخ صادق کے سیدھا کٹھے ہو کر کہا۔ اور عمران
نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا سرنج رنگ کا تھیلہ شیخ صادق کی
طرف بڑھا دیا۔

سنا۔ اس تھیلے پر بھی پہلے اچھی طرح شہد مل دو۔ اور پھر اسے
لنگور کے پیٹ کے ساتھ اچھی طرح چپکا کر بانڈھنا۔ ڈھیلا نہ رہے۔
لیکن اس طرح کہ اوپر جا کر لنگور اسے اندھ بھی لے۔ عمران نے کہا۔
ٹھیک ہے جناب اب۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہو۔
شیخ صادق نے کہا اور پھر ڈبے کو اٹھایا تاکہ شہد تھیلے پر ملے۔ لیکن ڈبے
تو خالی تھا۔

ڈبے میں تو شہد ختم ہو چکا ہے جناب۔ شیخ صادق نے،
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ تم ایسا کرو کہ لنگور کے جسم پر ہاتھ پھر کر اس
نظر سے لگی ہوئی شہد تھیلے پر ملو۔ عام شہد کام بھی نہ آئے گا۔
لنگور پہلے مسکراتے ہوئے کہا اور شیخ صادق نے سر ہلاتے ہوئے کارروائی
جگ سے ہی۔

بوزراق کے ساتھ جاؤ اور اسلحہ خانے سے تمام اسلحہ نکال کر اپنے ساتھ لیا
میں تقسیم کر دو۔۔۔ جب تک یہ مشن مکمل نہ ہو جائے۔ جو کوئی بھی اچھر
آئے۔ اسے ہر قیمت پر روکا جائے۔۔۔ عمران نے جو لیا کو ہدایت
دیتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ہمارا کو گھیرنے کے لئے پوری فوج لے آئیں گے۔۔۔
بوزراق نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

”تم نکر نہ کرو۔۔۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ اگر مشن مکمل ہو گیا تو پورا
اسرائیل بھی اکٹھا ہو کر ہمارا کچھ نہ بچاؤ کے گا۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن
انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور بوزراق سر جھٹکنا ہوا جو لیا کے ساتھ واپس مڑ گیا۔ لنگور اب
نظر آنا بند ہو گیا تھا۔ لیکن عمران نے بیٹھ کے ساتھ لنگی ہوتی طاقت ور
دور بین آداری اور پھر اسے آنکھوں سے لگا لیا۔ یہ نائٹ ویو سکوپ تھا۔
جس سے چیزات کو بھی آسانی سے نظر آسکتی تھی۔ اس کے علاوہ ٹاور پر جگہ
جگہ سرج لائیں نصب تھیں جن کی وجہ سے بھی روشنی تھی۔

دور بین کی مدد سے عمران نے لنگور کو اوپر چڑھتے دیکھ کر کہا تھا
وہ ایک دھبے کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ اس کی رفتار اب خاصی آہستہ
ہو گئی تھی۔ شاید وہ مسلسل اوپر چڑھتے چڑھتے تھک گیا تھا۔
”اوہ!۔۔۔ یہ تو رک گیا ہے۔۔۔“ عمران نے اچانک دھبے کو
رکے ہوئے دیکھ کر کہا۔

”تھک گیا، جو کا جناب!۔۔۔ لیکن آپ نے فکر نہیں۔۔۔ ٹوٹی کام
کر کے ہی واپس آئے گا۔۔۔ شیخ صادق نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا

کر لنگور کو انتہائی تیز رفتاری سے ٹاور پر چڑھتا دیکھ رہا تھا۔ اسے شاید
یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ صحیح سلامت اور زندہ ہے یا اس کی روح ہے۔
اسی لمحے جو لیا عمارت کے اندر سے بھاگتی ہوئی آئی۔ اس کا انداز
تو کھلا ہٹ آمیز تھا۔

”انہیں ہماری یہاں موجودگی کا پتہ چل گیا ہے عمران۔۔۔ جو لیا
نے دور سے چھتتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب!۔۔۔ کیسے پتہ چل گیا ہے۔۔۔“ عمران نے تیزی
سے مڑ کر پوچھا۔ بوزراق اور شیخ صادق بھی تیزی سے مڑ گئے۔

کمپیوٹر کی ایک سکریں خود بخود روشن ہو گئی اور اس پر ایک اڈھیڑ
عم آداری کی تصویر ابھری۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں پھر سے
پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اور راجر میک کہاں سے۔ کمپیوٹر سیکشن
کی چھت پر کون چڑھا ہے۔ جب میں نے اسے پکڑ دینے کی
کوشش کی تو وہ چیخ پڑا۔ اور پھر اس سکریں پر جھماکے سے شروع
ہو گئے اور باہر خاردار تاروں کے پاس خفیہ سرج لائیں خود بخود چلنے
پھرنے لگیں اور پھر وہ کمپیوٹر خود بخود بالکل بند ہو گیا۔ میں نے اسے
آپرٹ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ شاید ادھر سے کنٹرول ہوتا تھا۔
وہ بالکل ہی بے روح ہو چکا ہے۔۔۔ جو لیا نے تیز تیز لہجے میں ساری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تھیک ہے۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ کمپیوٹر سیکشن کی چھت پر جسے
جی ٹوٹی چڑھا۔ وہاں لگائے گئے تھکس خفیہ آلات نے کسی اور جگہ
خطرے کی گھنٹی بجا دی ہوگی۔ بہر حال تھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ

جائیں۔ ورنہ پہلے کی طرح یہی ہوگا کہ وہ آگے ہی آگے تباہی مچاتے چلے جائیں گے اور ہم صرف کبیر پتیتے رہ جائیں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 "وہ بھی میں نے کر لیا ہے۔ ڈولفنس سید بارڈری اور ڈولفنس سوڈ
 بزوان کے ساتھ ساتھ تمام حساس مراکز کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہے۔
 وہ لوگ جہاں بھی واردات کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہیں وہ پہنچیں
 جائیں گے۔" کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"میری ابھی صدر مملکت سے بات ہوئی ہے۔ انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہم مجرموں کو تل ایب پمپنٹے سے روکنے میں ناکام رہے ہیں۔
 اس پر وہ بے حد غصے میں تھے۔ انہوں نے ہم دونوں کو رینڈیٹ
 ہاؤس کال کیا ہے۔ اور ان کا یہ حکم ہے کہ میں آپ کو کال کر کے
 پمپنٹے کے لئے کبہ دوں۔ ان کا رویہ بتا رہا ہے کہ وہ کچھ کرنے
 کے موڈ میں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 میں ان کی حالت کا تصور کر سکتا ہوں۔ لیکن بہر حال جو کچھ ہم
 سے ہو رہا ہے۔ وہ ہم کر رہے ہیں۔ میں خود بات کر لوں گا۔"

کرنل فرانک نے کہا۔
 "تو پھر آپ آجائیں۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 "اس وقت رات کو۔ یہ ملاقات صبح نہیں ہو سکتی۔" کرنل
 فرانک نے چونکتے ہوئے کہا۔
 "انہوں نے فوری طور پر پمپنٹے کے لئے کہا ہے۔ اسی لئے
 تو کھربا ہوں کہ معاملات سنجیدہ ہیں۔" کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔
 "اوسکے! میں آ رہا ہوں۔" کرنل فرانک نے کہا اور پھر

دوری طرف سے۔ گڈ بائی۔ کے الفاظ سن کر اس نے ریور رکھا
 اور اٹھ کر دفتر سے ملحقہ بائوٹر روم میں داخل ہو گیا۔ وہ صدر مملکت کے
 سامنے تازہ دم ہو کر جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا۔ نیا لباس
 پہن کر پوری طرح تیار ہو کر وہ شاف کار میں بیٹھ کر پرنڈیٹ ہاؤس
 پہنچ گیا۔

"صدر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ کرنل ڈیوڈ پہنچ چکے ہیں۔"
 صدر کے پی۔ اے نے کہا اور پھر انٹرکام کے ذریعے اس نے صدر مملکت
 کو کرنل فرانک کی آمد کی اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے۔ دونوں حضرات کو پانچ منٹ بعد میٹنگ ہال
 میں بھجوا دو۔" صدر نے جواب دیا اور کرنل فرانک ملحقہ انتظار گاہ
 کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"نما سے فریش لگ رہے ہو۔" کرنل ڈیوڈ نے اُسے دیکھ کر
 مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک بھی مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد پی۔ اے نے انہیں میٹنگ روم میں پہنچا دیا اور
 پھر چند لمحوں بعد صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں موڈ بانہ
 انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

صدر مملکت کے چہرے پر جھنجھلاہٹ۔ غصے اور بے زاری کے
 آثار نمایاں تھے۔

"بیٹھو۔" صدر مملکت نے جھلتے ہوئے انداز میں ان دونوں
 سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں موڈ بانہ انداز میں بیٹھ گئے۔ صدر مملکت
 چند لمبے غور سے ان دونوں کو دیکھتے رہے۔

بھی کارروائی کریں گے وہ سامنے آجائیں گے۔ کرنل فرانک نے کہا۔
 "ہاں۔ یہ بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اگر وہ ایک بھی
 کارروائی میں کامیاب ہو گئے تو اسرائیل کے لئے انتہائی مشکل پیدا ہو
 جائے گی۔" صدر مملکت نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"جناب! اس بار جسے انتظامات ہم نے کر رکھے ہیں۔ مجھے
 یقین ہے کہ وہ کسی بھی کارروائی میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔" کرنل
 فرانک نے صدر کے نرم لہجے کو دیکھ کر حوصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! میری ایک گزارش ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا
 "ہاں! فرمائے۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔" صدر مملکت
 نے چوک کر کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب! کرنل بائسٹر زنجی ہو گئے ہیں۔ کرنل مارگن ہلاک
 ہو گئے۔ اب کرنل فرانک ریڈ آرمی کے سربراہ ہیں۔ اب ہم دو
 تنظیمیں ان کے مقابل درگ کر رہی ہیں۔ لیکن اس طرح صورت حال

ایسی پیدا ہو گئی ہے کہ مشرق درگ کی صورت میں نہ میں کوئی فیصلہ کن
 قدم اٹھا سکتا ہوں۔ اور نہ کرنل فرانک۔ اس لئے میری تجویز
 ہے کہ مشرق کارروائی کی بجائے اگر ہم علیحدہ علیحدہ کارروائی کریں تو

زیادہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر وہ ایک سے بچیں گے تو
 دوسرے کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 "میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ پھر ایسا

ہے کہ مشرق کو تنظیم ختم کر دیتے ہیں۔ اور اس کی بجائے السابے کو
 ریڈ آرمی تمام حساس مراکز کی نگرانی کرے۔ اور اگر یہ لوگ کسی بھی

"کرنل ڈیوڈ! آپ تفصیلی رپورٹ دیں کہ پکٹیا سیکرٹ سروس
 کراتے میں روکنے کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے۔ کرنل مارگن
 کس طرح ہلاک ہوئے۔ باقی لوگ کس طرح زخمی ہوئے اور یہ
 سب کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی وہ لوگ کیوں اور کیسے دار الحکومت
 پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔" صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔
 کرنل ڈیوڈ نے شروع سے لے کر آخر تک تفصیل سے حالات
 بتانے شروع کر دیئے۔ جب کہ کرنل فرانک خاموش بیٹھا رہا۔

"ہوں! اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ آپ دونوں کے پس
 سے باہر ہیں۔ اس سے تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے۔" صدر
 مملکت نے ہنرٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جناب! وہ کوئی عام مجرم نہیں ہیں کہ انہیں آسانی سے گھیرا
 جاسکے۔ وہ پیشیل ایجنٹس ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ان کے
 خلاف تیز جدوجہد جاری رکھنی پڑے گی۔ بہر حال کسی نہ کسی وقت

وہ پھنس جائیں گے۔ اس کا مجھے یقین ہے۔" کرنل فرانک نے کہا۔
 یعنی آپ کا مطلب ہے کہ جب اسرائیل کا سب کچھ تباہ ہو جائے
 گا۔ پھر وہ پھنس جائیں گے۔ اور اس کے بعد ہم ان کا اچھا

ڈالیں گے۔ یا انہیں جہاز گھر کی کسی الماری میں سجائیں گے۔
 صدر مملکت نے انتہائی غصیلے انداز میں میز پر ٹک مارتے ہوئے کہا۔
 "جناب! کوئی چیز بھی تباہ نہیں ہوگی۔ تمام حساس مراکز کی

انتہائی سخت نگرانی کی جارہی ہے۔ کسی مرکز کو نظر انداز نہیں کیا
 گیا۔ انہوں نے بہر حال کسی نہ کسی جگہ کارروائی کرنی ہے اور وہ جہاں

"سر! معاملہ انتہائی سیریس ہے۔ سپیشل ٹاور میں گڑبڑ ہو رہی ہے۔ وہاں کسی نے ٹاور کیپیوٹر سیکشن کی چھت کراس کی ہے تو خطرے کی گھنٹی بکپیوٹر نے دی۔ ہم لے کیپیوٹر پر رابطہ قائم کیا تو وہاں ایک عورت کیپیوٹر پر بیٹھی نظر آئی۔ ہم نے مشکوک ہو کر مزید چیکنگ کی تو جناب! ایک بڑے ہال کمرے میں تمام مسلح فوجی بیہوش پڑے نظر آتے ہیں۔ اور سر! چیکنگ ٹاورز پر اجنبی افراد کا قبضہ ہے جناب" میجر جنرل مائیک نے کہا۔

"کیا کبہ رہے ہو۔ سپیشل ٹاور میں وہ لوگ کیسے گھس سکتے ہیں؟" صدر مملکت نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی بات ہماری مسجد میں نہیں آ رہی۔ بہر حال میں نے قریبی ملٹری سیکشن کو آڈٹ کیا اور انہیں وہاں گھیرا دلانے کا حکم دے دیا ہے سر! اب مزید اقدامات کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔" میجر جنرل مائیک نے کہا۔

"اوہ! یہ تو انتہائی سیریس سلسلہ ہے۔ اوہ! وہ اجنبی افراد یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے انتہائی تباہ کن ٹارگٹ کو منتخب کیا ہے" صدر مملکت نے حیران کمانے والے لہجے میں کہا۔

"سر! ایسی کوئی بات نہیں۔ انسپل کیپیوٹر سیکشن اور ٹاور بہر حال محفوظ ہیں۔ ان حفاظتی انتظامات کو کسی طرح بھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ زیادہ سے زیادہ پہلی عمارت جس میں مسلح فوجی رہتے ہیں وہ صرف وہاں تک ہی قابض ہو سکتے ہیں۔ اور وہاں انہیں چاروں

مركز پر کارروائی کریں تو ان سے مقابلہ کرے۔ اور جی۔ بی۔ فائیو ان مرکز کے علاوہ شہر میں انہیں تلاش کر کے ان کا خاتمہ کرے۔" صدر مملکت نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ایسا ٹھیک ہے گا سر" کرنل ڈیوڈاؤ کرنل فرانک دونوں نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اور کے! پھر یہ انتظام ہو گیا۔ لیکن بوقت ضرورت آپ دونوں ایک دوسرے کی امداد کریں گے" صدر مملکت نے فیصلہ سنا تے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! بہر حال وہ ہم سب کے دشمن ہیں۔ دونوں نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صدر مملکت کوئی اور بات کرتے، میز پر کچے ہوئے ٹرننگ ٹمک کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صدر مملکت نے پوزٹک کر رہی اور اٹھا لیا۔

"یس" صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب! ڈیفینس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک بات کرنا چاہتے ہیں۔" دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بات کراؤ" صدر مملکت نے کہا۔

"سر! میں مائیک بول رہا ہوں جناب! چند ہی لمحوں بعد ڈیفینس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک کی آواز سنائی دی۔

"یس! کیا معاملہ ہے جو مجھے اس طرح ڈسٹرب کیا گیا ہے؟" صدر مملکت نے خانے غصیلے لہجے میں کہا۔

طرف سے گھیر کر ختم کیا جا سکتا ہے۔" میجر جنرل ایک نے کہا۔
 "اوہ! آپ نہیں جانتے کہ یہ کس قدر تباہ کن مسئلہ ہے۔
 میں ریڈ آرمی کو فوری دباؤ پہنچانے کا حکم دے رہا ہوں۔ ان میں سے
 کسی کو پریچ کر نہیں جانا چاہیے۔ اور میجر جنرل! آپ نے خود وہاں
 ریڈ میں شامل ہونا ہے۔" صدر مملکت نے جو جیتے ہوئے کہا اور
 ریڈ پر بیٹھ دیا۔

"کرنل فرانک! وہ لوگ یقیناً پاکٹیا سیکرٹ سروں کے افراد
 میں اور انہوں نے سپیشل ٹاور کو تباہ کرنے کی کارروائی کی ہے۔
 فوراً پوری ریڈ آرمی کے کران پر چڑھ دوڑیں۔ جلدی۔ اور سٹوڈ
 نا کا میسی رپورٹ مجھے کسی صورت نہ ملے۔" صدر مملکت نے جو ج
 کر کہا اور کرنل فرانک اچھیل کر کھڑا ہوا اور پھر سیلوٹ مار کر تقریباً دوڑتا
 ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

آپ بھی جائیں کرنل ڈیوڈ! اور اس ٹاور کے گرد جی۔ پی۔ نائیو
 کا گھیر ڈال دیں۔ جلدی۔ ہری آپ۔" صدر مملکت نے انتہائی
 جھنجھلاہٹ بھر سے انداز میں کہا اور کرنل ڈیوڈ بھی سیلوٹ مار کر تیزی سے
 مڑا اور کرنل فرانک کے انداز میں بھاگا۔ دبا ہوا ہر کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ
 صدر مملکت وہیں بیٹھے دانتوں سے مونٹ کاٹتے رہ گئے۔

عراق نے جیب جیسے ہی دائیں طرف موڑی دیکھے آنے والی
 چھپیں بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئیں۔ لیکن اچھی امنوں نے تھوڑا فاصلہ
 ہی طے کیا تھا کہ اس طرف سے بھی چھپیں آتی دکھائی دیں اور اب عمران
 نے دکھا کہ یہ گھیرا چاروں طرف سے ڈالا جا رہا ہے۔ ہر طرف سے چھپیں
 انتہائی تیز رفتاری سے ٹاور کی طرف بڑھی آ رہی تھیں۔

"اوہ! ان لوگوں نے مکمل گھیر ڈالا ہے۔" عمران نے
 بڑھتا ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا
 ٹرانسیٹر نکال کر اس کا بجن دبا دیا۔

ہیلو! تمام ممبرز الرٹ ہو جائیں۔ ہمیں چاروں طرف سے
 گھیرا جا رہا ہے اور ہم نے اس گھیرے کو ہر صورت میں توڑ کر نکلنا ہے۔
 ہر صورت میں اپنے اپنے انداز میں گھیرا توڑنے کی کوشش کرو۔ اور
 پھر چاہے جیب کے ذریعے۔ یا کسی بھی ذریعے والیں اسی کو مٹھی پہنچنا

ہے۔ عمران نے ٹرانسپیر پر کہا۔

ٹھیک ہے عمران صاحب! ایسا ہی ہوگا۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنانی دی۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسپیر آف کر دیا۔ اس کی جیب میں البرزاق، ٹائیکٹر اور جولیا موجود تھے۔ ٹائیکٹر عمران کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ باقی دونوں پیچھے بیٹھے تھے۔ عمران کی بات سننے ہی ان تینوں نے مٹین گئیں سیدھی کر لیں۔

البرزاق! تم پیچھے رکھا ہوا تمہیں اٹھو۔ اس میں ہم ہیں۔ تم نے دونوں طرف بھونک کر مٹین گئی ہے۔ جب کہ جولیا اور ٹائیکٹر دونوں اطراف میں فائرنگ کریں گے۔ عمران نے ان تینوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب تیار ہو گئے۔

پیچھے آنے والی جہازیں اب تقار میں آنے کی بجائے ایک دوسرے سے فاصلہ دے کر تقریباً برابر دوڑ رہی تھیں۔ اور پھر چند لمحوں بعد ملٹری کی جہازوں کے وہ قریب پہنچ گئے۔

اسی لمحے ملٹری کی جہازوں کی طرف سے ہوائی فائرنگ کی گئی۔ یہ شاید عمران وغیرہ کو روکنے کا اشارہ تھا۔

”فائر کرو۔“ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کی جیب سے ملٹری جہازوں پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی البرزاق نے انتہائی دلیرانہ انداز میں کھلی جھت کی جیب میں کھڑے ہو کر انتہائی تیز رفتاری سے دو تین بم پھینکے تو سامنے آنے والی دو جہازیں الٹ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فائرنگ

دو بموں کی بارش شروع ہو گئی۔

اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے ٹرانسپیرنگ کاٹا اور بالکل سامنے آنے والی جیب کی سائیڈ سے گذرتے ہوئے اس نے ٹرانسپیرنگ کو ایک جھٹکا دیا تو اس کی جیب کی پچھلی سائیڈ ملٹری جیب سے ٹکرائی اور وہ الٹ کر دوڑ تک قلعہ بازیاں کھاتی چلی گئی۔ اور راستہ صاف ہو گیا۔

راستہ صاف ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کی جازوں میں یہیں انتہائی تیزی سے آگے بڑھ جانے میں کامیاب ہو گئیں۔ لیکن اب وارے کی صورت میں پچھلی ہوائی ملٹری جہازوں نے ان کی طرف رخ کر لیا۔ مگر اب ملٹری جہازیں ان سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ اور اب ان پر پیچھے سے تیسے تاشاٹا فائرنگ ہو رہی تھی۔ ابھی وہ سب میدان میں سے گذر رہے تھے۔ البتہ کچھ دور درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان کو نظر آرہا تھا۔

بیلو میز!۔۔۔ درختوں کے ذخیرے کی طرف بڑھو۔ اور وہاں جہازوں کو چھوڑ کر پھیل جاؤ۔۔۔ بچ کر بھاگا ہے۔ آگے کھیت ہیں۔ وہ اچھی پناہ کا گاہ ثابت ہوں گے۔ عمران نے ٹرانسپیرنگ آف کرتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے البرزاق کی انتہائی درونگہ چیخ سنانی دی اور وہ اچھل کر ریشٹ کے بل عمران پر آگرا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ وہ شاید کھڑا ہو کر پیچھے ہٹ چھینکا چاہتا تھا کہ پیچھے سے ہونے والی فائرنگ کی زد میں آ گیا۔ ابھی عمران نے اس اپناٹک دھپکے کی وجہ سے جیب کو مشکل سے

سنبھالا تھا کہ اس کی جیب کے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور
 عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ اچانک کسی تاریک اور انتہائی
 گہری سڑنگ میں اڑتا جا رہا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر
 تاریکی کے بادل چھا گئے۔

عمران کی جیب یقیناً ایک خوفناک بم کی زد میں آ کر تباہ ہو گئی تھی اور
 ایسی صورت میں ظاہر ہے عمران ٹائیگر اور جولیا کا جو مشہر ہو سکتا تھا
 وہی ہوا ہوگا۔ البتہ رات تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

”اوہ! عمران صاحب کی جیب ہٹ ہو گئی“ صفدر
 نے عمران کی جیب کو الٹ کر قلابازیاں کھانٹے ہوئے دیکھا تو بجلی کی
 سی تیزی سے اپنی جیب کا ٹرچ اُدھر موڑ دیا۔

”روکو! پیچھے آنے والوں کو ہر قیمت پر روکو۔ ہر قیمت پر“
 صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر کی جیب میں موجود کیپٹن
 شکیل اور صدیقی نے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔

عمران کی جیب کو قلابازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی، البتہ
 عمران۔ جولیا اور ٹائیگر تینوں کے جسموں کو صفدر نے زمین پر گرتے دیکھ
 لیا تھا۔

ٹائیگر اور جولیا تو نیچے گرتے ہی قلابازیاں کھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے
 البتہ عمران کا جسم بے حس تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے
 عمران کی طرف دوڑا۔ اس نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور عین اسی وقت

دیکھتے ہی دیکھتے ملطری کی جیپیں بھی اس ذخیرے میں داخل ہو گئیں۔ اندر داخل ہونے والی جیپوں کی تعداد پانچ تھی۔ جب کہ باقی جیپوں نے یقیناً ذخیرے کو گھینا شروع کر دیا ہوگا۔

پانچوں جیپیں رکتے ہی ان میں موجود مسلح فوجی تیزی سے نیچے اترے اور پھر وہ مشین گنوں سے اندھا دھند ادھر ادھر فائرنگ کرتے ہوئے درختوں میں آگے بھاگتے گئے۔ انہوں نے یقیناً یہی سمجھا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جیپیں روک کر اب پیدل آگے بھاگ رہے ہوں گے۔

اب ذخیرے کے اندر ادرتینوں اطراف سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اس فائرنگ سے ان کی پوزیشنوں کا واقعہ اندازہ ہو رہا تھا۔ جب فائرنگ کرنے والے کافی آگے نکل گئے تو صندھر کی آواز سنائی دی۔

نیچے اتر دو۔ اور ملطری جیپوں پر قبضہ کر کے واپس نکل چلو۔ والپسی کی طرف یقیناً ان کی کوئی جیب نہ ہوگی۔ صندھر یہ کہتا ہوا درخت سے نیچے اتر آیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی باقی ممبرز بھی تیزی سے درختوں سے نیچے اتر آئے تھے۔

عمران ابھی تک ٹائیگر کے کندھوں پر لدا ہوا تھا۔ اسے شانہ موش نہ آیا تھا۔ اور پھر وہ سب دو جیپوں میں سوار ہو گئے۔ کیونکہ ملطری کی جیپیں ان کی جیپوں کی نسبت بڑی تھیں۔ ایک جیب کا ٹائیگر صندھر کے سنبھالا۔ جب کہ دوسری جیب کی ڈرا تو رنگ سیٹ پر تیز رہ بیٹھا گیا اور دوسرے لمحے دونوں جیپیں تیزی سے بیک ہوئیں اور پھر ذخیرے سے

صندھر کی جیب ان کے قریب پہنچ گئی۔

صندھر نے پوری قوت سے بریک لگائے تو جولیا اچھل کر جیب میں چڑھ گئی جب کہ ٹائیگر نے عمران کے جسم کو کھپیل سیٹ پر اچھلا اور خود بھی اوپر چڑھ آیا۔ صندھر نے جیب ایک بار بھر دوڑا دی۔

”وہ چوتھا آدمی“۔ صندھر نے چیخ کر ٹائیگر سے پوچھا۔
 ”وہ پہلے ہی مر چکا تھا۔ عمران صاحب زندہ ہیں۔ سر میں چوٹ کی وجہ سے بیہوش ہیں۔ ٹائیگر نے عمران کو ٹٹو لیتے ہوئے جواب دیا۔

باقی دو جیپیں بھی صندھر کی طرح بے تحاشا فائرنگ کرتی ہوئی آنا ذخیرے کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ اور پھر وہ ذخیرے میں صبح سلامت پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

بھاگنا مت بل۔ ورنہ وہ گھیر لیں گے۔ بکھر کر درختوں پر چڑھ جاؤ۔ صندھر نے ذخیرے میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ خود نیچے اتر کر پیچھے مڑا تاکہ عمران کو اٹھائے لیکن ٹائیگر پہلے ہی عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادے ایک درخت کی طرف دوڑ لگا چکا تھا اور چند ہی لمحوں میں وہ عمران سمیت درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ صندھر نے ایک لمحے کے لئے اسے حیرت بھرے انداز میں دیکھا کیونکہ اس طرح عمران کے جسم کو کاندھے پر اٹھانے درخت پر چڑھنا آسان کام نہ تھا لیکن ٹائیگر کی ہمت اور پھرتی دیکھنے والی تھی۔ اور پھر صندھر خود بھی دوسرے درخت کی طرف دوڑا بڑھا۔

چند ہی لمحوں میں تینوں جیپیں وہاں خالی کھڑی رہ گئیں۔ اور پھر

پہل سکا اور وہ انہیں وہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

اندھیرے کا حصہ بنی ہوئی دونوں عیسیٰ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں اندھیرے میں چمکنا دیکھا۔ وہ اندھیرے کا پانی نظر آنے لگا گیا۔ اور پھر دونوں عیسیٰ نہر کے کنارے پر پہنچ گئیں۔ یہ خاصی بڑی نہر تھی۔ عیسیٰ روک دی گئیں اور وہ سب اچھل کر نیچے آ گئے۔

”کوئی ساتھی کم تو نہیں؟“ — عمران نے نیچے اترتے ہی ادھر دھروکھتے ہوئے کہا۔

”فالتو آدمی ختم ہو گئے ہیں۔ البرزاق ختم ہو گیا ہے۔ وہ لنگور دنا رنگ ہوتے ہی چیب سے کو گیا تھا۔ اور اس کا ٹریمر شیخ صادق وہیں چیب میں ہٹ ہو گیا تھا۔ البتہ شاید کوئی زخم وغیرہ ہو۔“ کیپٹن شیگل نے کہا۔

”میں زخمی ہوں۔ لیکن آنا بھی نہیں۔“ نعمانی کی آواز سنائی دی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنا دوسرا بازو تھام رکھا تھا۔

”آؤ آؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے نہر کے کنارے دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ایک چھوٹا سا مکٹری کا پل نظر آ گیا۔ یہ خاصا پرانے کا تھا۔ پل نیلے رنگ کا تھا۔ لیکن یہ پل ان کے لئے نیند تھا۔ چند لمحوں میں وہ پل کے ذریعے نہر کراس کر کے دوسری طرف اترتے گئے۔ ادھر اونچی اونچی جھاڑیوں سے بھرا ہوا ایک چھوٹا سا میدان تھا۔ جس کے بعد پھر درختوں کا ایک طویل سلسلہ نظر آ رہا تھا۔

نکل کر واپس ٹاور کی طرف دوڑنے لگیں۔ واقعی ادھر کوئی چیب نہ تھی وہ سب ذخیرے کے اطراف میں یا آگے نکل گئے تھے۔

”اسی لمحے عمران کی کراہ سنائی دی اور ٹائیگر عمران کو جھنجھوٹنے لگا عمران ہوش میں آ رہا تھا۔“

”کمال ہے۔ اللہ میاں کے ہاں بھی رُوح کی سواری کے لئے چیب استعمال ہوتی ہے۔“ عمران کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور ان سنگین اور خطرناک حالات میں عمران کا یہ فقرہ سن کر چیب پر موجود افراد کے سستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اُٹھے۔

”عمران صاحب!۔ ہوش میں آئیے!۔ صورت حال بیحد خطرناک ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اچھا تو اپنا صفدر بھی ساتھ ہے۔“ عمران نے کہا اور اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبا رکھا تھا۔

”سب ہی ساتھ ہیں عمران صاحب!۔“ صفدر نے کہا اور پھر اس نے عمران کے پہوش ہونے سے اب تک کے واقعات بتا دیئے۔

”گڈ!۔ تم واقعی عقلمند ہو گئے ہو۔ میرا بھی یہی منصوبہ تھا۔ بہر حال اب بائیں طرف مڑ جاؤ۔ ادھر ایک بڑی نہر ہے۔ اُسے کراس کر کے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔“ عمران نے شعور میں آتے ہی ادھر

ادھر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے چیب کا رخ دائیں طرف موڑ دیا۔

”ذخیرے کی طرف سے اب بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے ظاہر تھا کہ انہیں ان لوگوں کے اس طرح فائر کا پتہ نہیں

وہ سب ان جھاڑیوں میں سے ہوئے ہوتے جسے سی ان درختوں کے قریب مہینے انہوں نے درختوں کی دوسری طرف جیدپول کی آوازیں نہیں یہ آوازیں اوھر ہی آتی ساقی دے رہی تھیں۔

”اوا! وہ لوگ اوھر سے بھی آ رہے ہیں۔ درختوں پر چڑھ جاؤ۔ جلدی۔“ عمران نے بچہ کر کہا اور وہ سب بے کاشا دوڑتے ہوئے درختوں کی طرف بڑھے اور پھر بندروں سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے وہ درختوں پر چڑھ گئے۔ ابھی وہ پوری طرح بیٹھ بھی نہ پاتے تھے کہ دس کے قریب جیدپول ان درختوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی نہر کی طرف بڑھتی نظر آئیں اور چند لمحوں میں ہی وہ ان درختوں کے نیچے سے گذر گئیں۔ جن پر وہ لوگ چڑھے ہوئے تھے۔ یہ عطر کی بجائے عام جیدپول تھیں لیکن ان پر سوار مسخ افراد صاف نظر آ رہے تھے۔

جب جیدپول درختوں کے ذریعے سے نکل کر جھاڑیوں سے بھرے ہوئے میدان میں داخل ہوئیں تو عمران نے جھینگے جیسی آواز کالی یہ نیچے اترنے کا غصہ سوس کا شن تھا۔ چنانچہ وہ سب درختوں سے نیچے اترے اور پھر عمران کے اشارے پر آگے دوڑنے لگے۔ کافی دیر اسی طرح درختوں کے درمیان دوڑنے کے بعد وہ ایک بار پھر کھلے میدان میں پہنچ گئے اب دُور سے ایک بڑی سڑک گذرتی صاف نظر آ رہی تھی جس پر آکا ڈھکا ٹرک بھی چل رہی تھی۔ اس میدان سے گزر کر وہ سب جلد ہی سڑک پر پہنچ گئے۔ البتہ ان سب کی حالت بے حد خراب تھی۔ کپڑے تقریباً پھٹ چکے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پٹ پٹا کر آ رہے ہوں۔ سڑک کی سائیڈ میں موجود درختوں کی آڑ لے کر وہ کھڑے ہو گئے۔ البتہ

نیشن گنیں بدستور ان کے پاس موجود تھیں۔

اسی لمحے دُور سے ایک دیگن آتی دکھائی دی۔ اُسے دیکھتے ہی عمران تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور تقریباً جھولتا اور لٹکھڑاتا ہوا مین سڑک کے درمیان آٹھا ہو کر یوں ڈھیر ہو گیا جیسے وہ انتہائی نشے میں بہت ہو کر گلا ہو۔ اور اس کی ترکیب کا مایاب رہی۔ دیگن کی برکیں چرچرائیں اور دیگن ٹھسک سڑک پر لے جس دھرت بڑے ہوئے عمران کے جسم کے قریب آ کر ٹک گئی۔ دیگن کی کھڑکی کھول کر ڈرائیور اُبھلا۔

”کون تو تم؟“ کیا ہوا۔“ ہ ڈرائیور نے تیزی سے عمران کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں ہوا بڑے بھائی!۔ صرف تھک گیا ہوں اور کرلیہ جی نہیں ہے۔“ عمران نے جھکات اُٹھ کر کھڑے ہوئے ہوتے ہوا اور اس کے اس طرح اٹھنے سے ڈرائیور گھبرا کر پیچھے مٹنے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو حرکت میں آیا اور ڈرائیور کی کنپٹی پر پٹا نہ سا چھوٹا اور وہ اچھل کر دیگن سے نکل آیا اور پھر غالی ہوئی ہوئی ریت کی بوری کی طرح سے گرنے لگا کہ عمران نے اُسے پھرا۔ دوسرے لمحے اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیور کو اٹھا کر اندر دھکیل دیا۔ اب اسے اتفاق ہی کہنے کہ دیگن غالی تھی، اس میں کوئی مسافر نہ تھا۔ ڈرائیور شاید اپنی ڈیوٹی ختم کر کے اُسے گرانج میں دینے کے لئے جا رہا تھا۔

”آجاؤ۔ بھائی آجاؤ۔ چلو اُدھا کر دے دینا“ عمران نے ایک لگائے ہوئے کہا اور درختوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تمام ممبران

مطلب نکال ہی لیا تھا۔

جناب! جرمانہ منکر ہے۔ اور معافی موت۔ اب آپ کے پاس جو کچھ ہووے دیجئے۔ ہمارا کیا ہے ہم تو شریف آدمی ہیں جو آپ دیں گے۔ قبول کر لیں گے۔“ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جبکواس مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں ایسی باتیں کہہ رہے ہو۔ اس لئے کہ یہ دیگن سارجنٹ فواد کی ہے۔ لیکن تم کہہ سکتے ڈرا تو رہنے ہو۔ پہلے تو تم۔“ سارجنٹ کو شاہد پہلی بار خیال آیا تھا کہ عمران نیا ڈرا تو رہا ہے۔

”آج ہی جناب سیٹ پر بیٹھا ہوں۔ قسم لے لیجئے جو اس سے پہلے اس سیٹ پر بیٹھنا نصیب ہوا ہو۔“ عمران نے یوں رو دینے والے لہجے میں کہا۔ جیسے اُسے ڈراموںگ سیٹ پر بیٹھا کر کسی نے اس پر ظلم کا پہاڑ توڑ دیا ہو۔

جاؤ پھر دفع ہو جاؤ۔ سارجنٹ فواد سے کہہ دیا کہ سارجنٹ رابرٹ سے چھڑو دیا ہے۔ جاؤ۔“ سارجنٹ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی جڑانے کی کاٹی دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف نہڑ گیا۔ پھر جب اس کی کار کافی آگے بڑھ گئی تو عمران نے ویگن ای سائیڈ روڈ پر موڑ دی جہاں سے سارجنٹ رابرٹ نکلا تھا۔

”اچھا چکر دیا تم نے اسے۔ یہاں بھی پاکیشا جیسا ہی چکر ہے کہ ویگن پولیس والوں کی ہی میں۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”چکر میں نے کہاں دیا۔ وہ مجھے چکر دے گیا ہے۔۔۔ جرمانہ

دے رہا تھا۔“ بفر دیتے چلا گیا۔“ عمران نے منہ بانٹے ہوئے کہا اور جولیا ہنس پڑی۔

سائیڈ روڈ سے گذر کر وہ اندرون شہر روڈ پر پہنچ گئے۔ عمران نے جان بوجھ کر سائیڈ روڈ کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ سارجنٹ ای طرف سے آ رہا تھا اور عمران جانا تھا کہ اب ادھر چٹنگ نہ ہوگی۔ آگے ہو سکتا تھا کہ جس طرح یہ سارجنٹ رابرٹ پہنچ گیا تھا اس طرح سارجنٹ فواد صاحب خود بھی نہر آجائیں۔ ظاہر ہے معاملہ زیادہ خراب ہو سکتا تھا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عمران نے دیگن ایک سائیڈ پر روکی اور پھر سب کو نیچے اتارنے کا کہہ کر وہ خود بھی دیگن سے باہر آ گیا۔

”اب علیحدہ علیحدہ ہو کر سیٹھ کو مٹی چہنچو۔ میں بھی پہنچ جاؤں گا۔“ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا رنگ پار کر کے ایک اور گلی میں گھس گیا۔ اور مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا ایک بازار میں پہنچ گیا۔ رات کے باوجود بازار میں اس طرح رونق تھی جیسے دن ہو۔ عمران ایک ڈیپارٹمنٹ سٹور میں داخل ہوا اور وہاں سے اپنے ناپ کا ایک ریڈی میڈ سوٹ خریدا اور پھر ہاتھ روم میں جا کر اس نے نیا سوٹ پہنا اور برانا انار کر لے لپٹ کر اسے تیلے میں ڈالا اور باہر آ گیا۔ اب وہ یکسر بدل گیا تھا۔ سوٹ سے باہر آ کر اس نے پرانے لباس کو ایک کورٹے وان میں پھینکا اور پھر پڑے اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔ اب اس کی نظریں کسی پبلک فون بوتھ کی تلاش میں مقبض۔

یہ اطلاع دی گئی کہ مجرم بغیر کوئی نقصان کئے فرار ہو گئے ہیں تو صدر محکمات نے ان تینوں کو فوری طور پر پریڈیٹ باؤس بلا لیا۔ اور ان کی کال کی وجہ سے جی وہ تینوں دہاں سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔

”بلیڈ جائیں“ صدر محکمات نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ تینوں موڈ بانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

کیا واقعی یہ اطلاع درست ہے کہ سپیشل ٹاور میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ وہ لوگ کوئی بھی کارروائی کرنے میں ناکام رہے ہیں؟

صدر محکمات نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”یس سہرا۔ ہماری فورس جب وہاں پہنچی تو مجرم چار جیسوں میں سوار ہو کر سپیشل ٹاور کا فرسٹ گیٹ بم سے تباہ کر کے باہر آ چکے تھے۔ فورس نے ان کا تعاقب کیا۔ ایک جیب الٹ دی گئی۔ باقی تین نکل گئیں۔ ان کا بچپا کیا گیا تو وہ لوگ درختوں کے ایک ذخیرے میں جیسوں روک کر بدلی فرار ہو گئے۔ اس ذخیرے کو گھیر لیا گیا اور ان کی تلاش شروع ہو گئی۔ لیکن جناب! مجرم بے حد ہوشیار اور عیاری تھے۔ وہ شانہ ذخیرے میں درختوں پر چڑھ گئے تھے جب کہ ہم یہ سمجھے کہ وہ آگے بیدل ہنگامے ہوں گے۔ چنانچہ ہماری چند جیسوں اس ذخیرے میں گھس کر ٹریوں اور ساہی اتر کر انہیں ذخیرے میں تلاش کرتے ہوئے جب آگے بڑھ گئے۔ تو مجرم ہماری دو جیسوں لے کر واپس ہنگامے بڑے جس کا ہمیں بہت دیر بعد علم ہوا۔ پھر جب ان کی تلاش کی گئی تو دونوں جیسوں ایک نہر کے کنارے پر کھڑی ملیں جبکہ مجرم نائب ہو چکے تھے۔ البتہ اس سلسلے

پریڈیٹ باؤس کے میننگ روم میں کزنل ڈیوڈ اور کزنل ڈانک اور ڈیفنس کونسل کے سربراہ میجر جنرل مائیک ناموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”آفر وہ لوگ کون تھے۔ اور کیا جانتے تھے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔“ میجر جنرل مائیک نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”وہ یقیناً پاکتیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے۔ یہ بات تو طے ہے۔ لیکن سپیشل ٹاور کے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے وہ جو چاہتے تھے۔ وہ پورا نہ کر سکے اور ہمارے پہنچنے پر ہنگامے نکلے۔ بہر حال ان کا جرمی مشن تھا وہ ٹیل ہو گیا ہے۔ اور یہ میرے خیال میں ان کی بدترین شکست ہے۔“ کزنل ڈانک نے پرجوش لہجے میں کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدر محکمات اندر داخل ہوئے۔ وہ تینوں استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر محکمات کو جب سپیشل ٹاور سے

کیا گیا۔ پھر کمپیوٹر کی مدد سے گیٹ کھولا گیا اور چند افراد اندر آئے اور اسلحہ کے سٹور سے اسلحہ نکالا گیا تھا اور بیشتر اسلحہ چنگیک ٹاورز پر پڑا ہوا مل گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکٹیا سیکورٹی سروس کے ارکان پہنچنے ضرور ہیں۔ لیکن بروقت اطلاع مل جانے اور پیشیل ٹاور کے زبردست سائنسی انتظامات کی وجہ سے وہ اپنے من میں اٹکا رہے۔ پھر فوج کی جیبوں کو آتے دیکھ کر وہ فرار ہو گئے۔ بہر حال چیف کنٹرولر اور وہاں کے پورے عملے کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور مزید انکوائری کی جا رہی ہے۔ کرنل فریم نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا:

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جناب! جی پی نیا تو پورے شہر میں پھیل گئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق بچم نہر اس کے سر پر روڈ پر بیٹھے۔ وہاں سے انہوں نے ایک مافوق الطبیعی کے ڈرائیور کو بیہوش کر کے دیکن جو خالی تھی، اغوا کی اور پھر یہ دیکن راکھنہ بازار کے پتے کے اس پر بکھڑی ملی ہے۔ ڈرائیور نے ہوش میں آنے پر بتایا کہ وہ خالی دیکن گیاراج میں جمع کرنے کے لئے آ رہا تھا کہ ایک شخص سڑک پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے جب اسے اٹھانا چاہا تو وہ بیکھرتی اٹھ کر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے بیہوش کر دیا۔ پھر جب اسے ہوش آتا تو وہ راکھنہ بازار میں رک ٹکی ہوئی دیکن میں پڑا ہوا تھا۔ ایک رپورٹ اور بھی ملی ہے جناب! ٹریلک سارجنٹ رابرٹ نے اس دیکن کو چنگیک اور کیا تو اس میں ایک عورت اور سات آٹھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ سارجنٹ رابرٹ نے انہیں نام مسافر سمجھا

تعاقد میں دو لائیں فوج کو ملی ہیں۔ دونوں مقامی عرب ہیں۔ ایک کا نام البرزاق ہے اس کی شہر میں دوکان ہے۔ جب کہ دوسرے کا نام سیخ صادق معلوم ہوا ہے اور وہ ایک ملٹی پھرتی سرکس کا مالک تھا۔ ٹاور کو جب چنگیک کیا گیا تو وہاں چیف کنٹرولر راجرمیک اور سپاس مسج افراد ایک بال کمرے میں بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ چیف کنٹرولر کو ہوش میں لایا گیا تو اس نے ایک عجیب کہانی سنائی۔ اور پھر میجر جنرل ایک نے اس کی بیوی کسی آمد سے لے کر بیہوش ہونے تک ساری داستان سنا دی۔ جناب! سپاہیوں نے بتایا کہ راجرمیک کی بیوی رات کو راجرمیک کی کار میں گیٹ پر پہنچی۔ وہ چونکہ پہلے سبھی اس طرح آتی رہتی تھی۔ اس لئے اسے اندر آنے دیا گیا اور اسے چیف کنٹرولر کے بیچلے پہنچا دیا گیا۔ بہر حال چیف کنٹرولر سے ٹاور چنگیک کے لئے کہا گیا۔ اس نے مکمل چنگیک کی ہے اور ہر چیز بالکل اور کے تھی۔ کسی چیز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ کمپیوٹر مشین درست کام کر رہی ہے۔ ٹاور کے گرو بھی ریز کا دائرہ بدستور قائم ہے۔ میجر جنرل مانگ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا:

آپ لوگوں کی مجرموں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟ عدالت نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔ جناب! جب میں ریڈ آرمی کے ساتھ وہاں پہنچا۔ تو مجرم فوج کے ہاتھ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے وہاں کی ہے۔ اس کے مطابق چیف کنٹرولر اور مسج افراد کو بیہوش کرنے کے بعد پھر سے موجود چار خصوصی کتوں کو مشین گن سے ہلاک

اور جانے دیا۔ اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سپیشل ٹاور پر حملہ کرنے والے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے۔ بہر حال ان کی تلاش جاری ہے اور مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان کا سراخ مل جائے گا۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہوں!۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس بار وہ اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔ بہت خوب!۔ وہ مکمل تو گئے۔ لیکن ان کی یہ شکست بتا رہی ہے کہ اس بار ان کے سارے گروڈش میں ہیں۔“
 صدر مملکت نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا: مکمل اور تفصیلی رپورٹ سننے کے بعد اسے شاید اطمینان ہو گیا تھا کہ اسرائیل کے لئے انتہائی قیمتی سپیشل ٹاور مکمل طور پر محفوظ ہے۔
 اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی تو صدر مملکت نے چونک کر سیور اٹھالیا۔

”لیں۔“ صدر مملکت نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

”سرا۔ ایک فون کال آئی ہے۔ کوئی شخص علی عمران بول رہا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور وہ سپیشل ٹاور کے متعلق آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے۔ ہم نے اسے ملنے کی بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن جناب! وہ کہہ رہا ہے کہ اگر یہ اطلاع ذریعہ طور پر آپ تک نہ پہنچی۔ تو اسرائیل کا اتنا نقصان ہو گا کہ جس کا تصور بھی تمہیں کیا جاسکتا۔“ دوسری طرف سے پنی۔ لے لے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”علی عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ ادہ سنو!۔ اس سے بات

کراؤ۔ لیکن ذریعہ طور پر چیک کر دو کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے۔“ امیر عسکری ایجنٹ اسکوارڈ کو اس جگہ کی اطلاع دے کر کہہ کر اُسے ہر صورت میں مردہ یا زندہ گرفتار کر لیا جائے۔“ صدر مملکت نے تیز تیز لہجے میں جواب دیا۔

”لیں سر۔“ پنی۔ لے نے کہا اور پھر ملکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

ہیلو۔ ہیلو!۔ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ایگنٹ

ہیلو۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ لہجہ بھید نرم تھا۔

”لیں۔ پریذیڈنٹ اٹنڈنگ تو۔“ صدر مملکت نے لہجے کو مزید

جباری اور بربرع بنا لیتے ہوئے کہا۔

پریذیڈنٹ!۔ کیا آپ باربرا ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ میں۔

تو جناب پریذیڈنٹ باربرا ایسوسی ایشن صاحب!۔ بال گٹو اسے کے

ریٹ آپ نے۔“ دوسری طرف سے بات شدت بڑی تو صدمہ

مملکت کا جی چا کہ ریور میں ہاتھ ڈال کر عمران کی گردن دباوے۔

یوشٹ آپ۔ نامسن!۔ میں پریذیڈنٹ آف اسرائیل

ہوں۔ سمجھے۔ ڈیم فول۔“ صدر مملکت نے انتہائی غصے سے

بیختے ہوئے کہا: غصے کی شدت سے ان کی آنکھیں باہر تو نکل آئی تھیں

شاید زندگی میں پہلی بار ان سے کسی نے اس طرح کے فقرے کہے تھے۔

پریذیڈنٹ آف اسرائیل ڈیم فول۔۔ واہ!۔ یہ ڈیم فول تو کوئی

اسرائیلی ڈگری تگتی ہے۔ میرے خیال میں تو پوری اسرائیلی قوم ہی اس

ڈگری کی حامل ہے۔ تو جناب ڈیم فول صاحب!۔ شاب آپ کو

ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا ہزار فٹ بلند ٹاور اس وقت شدید

دھکیاں۔ ہم نے اچھی طرح چکنگ کر لی ہے۔ تم تو صرف
بچے والی عمارت تک محدود رہے ہو۔ صدر مملکت نے کہا۔
"اوہو! واقعی آپ ڈیم فول صدر میں۔ جناب! اگر ہم
صرف نیچے والی عمارت تک محدود رہے ہیں تو پھر کپسڈیڈ والی عمارت کی
امت پر کون چڑھا تھا جس کی وجہ سے آپ کی ڈیلیفٹس کونسل میں
حصے کی گھنٹیاں بجی تھیں۔ عمران نے مضحکہ اڑانے والے لہجے
میں کہا اور عمران کی بات سن کر صدر مملکت کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ واقعی
حق ترین انسان ہو۔ اس پہلو پر تو انہوں نے اب تک بالکل غور ہی
نہیں کیا تھا۔

"لیکن وہاں تو ہر چیز محفوظ ہے۔ بالکل محفوظ۔ ہم نے چیک
کر لیا ہے۔ صدر مملکت نے منہ کھولتے ہوئے کہا۔
"جناب! محفوظ ہوتی تو مجھے آپ کی کوسے جیسی میٹھی آواز سننے
کی کیا ضرورت تھی۔ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آلہ ہے اور اس
آلے میں ایک چھوٹا سا بیٹن لگا ہوا ہے۔ اور آپ کے ہاڈ کے سب
سے اوپر والے حصے میں جہاں جلا دینے والی ریزر جو کہ ہاڈ کے گرد زمین
تک پھیلی ہوئی ہیں، کا مرکز سرنج رنگ کا بڑا سا ڈبہ ہے۔ اس کے
ساتھ ایک سرنج رنگ کا قھیلا ہم نے لٹکوا دیا ہے۔ اس قھیلا میں
ایک الباما وہ مہرا ہوا ہے جو ان ریزر کے ساتھ جیسے ہی شامل ہوگا۔ یہ
ریزر کسی خوفناک بم کی طرح چھٹ جائیں گی اور اس کے بعد پورا ٹاؤن اور
آپ کی کپسڈیڈ عمارت۔ اور اگر وہ دیکھا سا علاقہ گرد و غبار کی طرح
فضا میں پھیل جائے گا۔ اس سرنج رنگ کے قھیلا کے اندر ایک چھوٹا

خطرے میں ہے۔ بلکہ اگر صحیح لفظ کہے جائیں تو اس وقت میری منہ
میں ہے۔ یہ بات آپ خود سوچتے رہیں کہ میری منہ کتنی بڑی ہوگی
جس میں آپ کا اتنا اونچا ٹاور بند ہے۔ عمران نے کہا۔
"کیا بک رہے ہو۔؟ مجھے رپورٹ مل چکی ہے تمہارا
ناکام ہو چکا ہے۔ اور سنو! تمہارے گرد و گھیرا رنگ کیا جا رہا ہے
تم سب ہماری نظروں میں ہو۔ تمہیں کتنے کی موت مارا جائے گا۔ یہ
لکھ لو۔ کتنے کی موت۔ صدر مملکت نے دانت پیتے ہوئے غصیلے
لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک نوجوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس نے
ایک چٹ صدر کے سامنے لاکر رکھ دی۔ چٹ پر لکھا تھا کہ فون کسی
ایسی جگہ کیا جا رہا ہے جسے ٹریس نہیں کیا جاسکے۔ شائد وارن لیس
فون استعمال کیا جا رہا ہے۔

اچھا۔ واہ واہ! اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ بالغ ہوتے
جا رہے ہیں۔ لیکن پرنڈیڈ آف ڈیم فول صاحب! اگر آپ
اس خیال میں ہیں کہ یہ فون ٹریس کر لیا جائے گا۔ تو خواہ مخواہ فون
سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ جدید ترین وارن لیس فون ہے۔ لے
ٹریس نہیں کیا جاسکتا۔ باقی رہی بات مشن ناکام ہونے کی۔ تو
آپ کو اصل اطلاع تو دی ہی نہیں گئی۔ ہمارا مشن سو فیصد کامیاب
رہا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور صدر مملکت چند لمحے تو دانت
پیتے خاموش بیٹھے رہے۔ ان کے ذہن میں جھونچال سا آیا ہوا تھا۔
"جو اس! اب تم صرف دھکیاں دے رہے ہو۔ خواہ مخواہ

بتانی شروع کر دی۔ اس سے یہ نامذہ ضرور ہوا کہ ان کے جسم میں پھیلنے والی آکسائیڈ اور جھنجھلاہٹ میں قدر کے کمی واقع ہو گئی۔ ابھی وہ انہیں تفصیل بتا رہے تھے کہ یکجہت دروازہ کھلا اور ایک نوجوان بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"نچ۔ نچ۔ جناب!۔۔۔ پیشیل ٹاور تباہ ہو گیا ہے۔ جناب پورا ٹاور۔ کمپیوٹر سیکشن۔ ارد گرد کی عمارت۔ سب یکجہت ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو گئے ہیں جناب۔ آنے والے نے بے پریشان لہجے میں کہا اور صدر مملکت پہلے چند لمحوں تو آنکھیں مچھاڑے آئے۔ ورنہ کوہ پیٹتے رہے۔ یوں محسوس ہوا تھا۔ جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔ انہوں نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ پوری دنیا اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور سمجھنے والے اسرائیل کا صدر ایک جھکے میں سر رکھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اور کرنل ڈیوڈ۔ کرنل فرانک اور میجر جیم ایک ٹیم جو کھڑے تھے۔ یوں جیسے وہ انسانوں کی بجائے بت ہوں بے جان بت۔

"صبر!۔۔۔ چیف عمارت آتے ہیں"۔۔۔ کمرے میں داخل ہونے والے عرب نوجوان نے موڈ باز انداز میں کہا۔

"عارف!۔۔۔ اچھا کہاں سے۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ریڈ۔ فائرنگ کا چیف اس عمارت اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بے پناہ مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

"آپ نے تو کمال کر دیا۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ ناقابل تیسرے ٹاور بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ میں خود دہاں دیکھنے گیا تھا۔

خان صاحب!۔۔۔ آپ جاؤ وگرنہ میں جاؤں گا۔۔۔ آپ نے آج اس ٹاور کو تباہ کر کے اسرائیل کے سینے میں نچوڑ گھونپ دیا ہے۔ عارف نے آگے بڑھ کر مسرت کی زیادتی سے بے اختیار عمران کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

ارے۔۔۔ ارے!۔۔۔ یہ میری پسلیاں بڑی کمزور ہیں۔ یہ بھی

حادثہ نے کہا۔
 "تو یہ میری اڑی والی بوتلی۔ اور سر پر ہانڈھنے والی چوٹی سے
 وہ زور کیوں لگاتے رہے۔" عمران نے وضاحت کی اور حادثہ
 کے حلقے سے نکلنے والے تقبیب سے مرہ کو بچا اٹھا۔
 "آپ واقعی محادروں کی حیوان پینٹنگ کے ماہر ہیں۔ بہر حال
 میں اس لئے آیا تھا کہ اب کیا پروگرام ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ
 ٹاور کا انتقام لینے کے لئے وہ بیت المقدس پر چڑھ دوڑیں۔"
 حادثہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔ ہونے کو تو لڑنا کا بھی ہو سکتا ہے۔ اور لڑکی بھی
 اور اگر واقعی ہونے پر آتے تو تیسری صنف بھی ہو سکتی ہے۔" عمران
 نے بڑے تائید جبر سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "عمران صاحب!۔ میں سنجیدہ ہوں۔" حادثہ نے واقعی
 سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا!۔ پہلے تو آپ نے اپنا نام حادثہ بتایا تھا۔ اب سنجیدہ
 رکھ لیا ہے۔ چلو یہ بھی اچھا نام ہے۔" عمران نے بڑے معصوم
 سے لہجے میں کہا۔ اور حادثہ کے ہونٹ بھینچ گئے۔ جبکہ باقی نمبران کے
 چہروں پر مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عادت کے مطابق
 عمران اب اسے زچ کرنے پر تامل کیا ہے۔

"عمران صاحب!۔ پلیز۔ چیف لیڈر مجھ سے پوچھ سے نئے
 کہ اب مزہ کیا پروگرام ہے۔" حادثہ نے شاکر سرات کا نام استعمال
 کرتے ہوئے کہا۔
 "تو انہیں تا دو کہ ابھی پتلہ کھینچا جا رہا ہے۔ جب کوئی بھوت
 وغیرہ قابو میں آگیا تو اسے روٹ کر کے بھوت مسلم پیش کر دیا جائے
 گا۔" عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اب حادثہ
 کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔ اسے شاید سمجھ نہ آ رہی تھی کہ
 اب وہ کیسے اور کیا بات کرے۔
 "ٹھیک ہے عمران صاحب!۔ اگر آپ نہیں تانا چاہتے تو میں
 آپ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ بہر حال ریڈ فائر کے لئے کوئی کام یا حکم
 ہو تو ذرا دیکھتے۔" حادثہ نے قدرے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔
 "بس سرنج آگ جلا کر ہمارے حق میں دعا کر دیا کیجئے۔ سنا ہے
 کہ ریڈ فائر یعنی سرنج آگ جل رہی ہو تو دعائیں جلدی قبول ہو جاتی ہیں۔"
 عمران نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے جناب!۔ اجازت دیجئے۔" حادثہ ایک
 جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہی سا سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا
 کرے سے ماہر چلا گیا۔ اس کا انداز بار بار تھا کہ وہ خاصا آپ سٹ ہو گیا
 ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کی ناراضگی کا عمران جیسے شخص پر کوا اثر نہ ہوا تھا
 "عمران صاحب!۔ آپ نے اسے خواجخواہ ناراض کر دیا۔ کینٹن
 شیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "چھوڑو!۔ مجھے ان رپورٹوں وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن
 اب ہمیں فوراً یہ جگہ چھوڑنی ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ
 لہجے میں کہا۔
 "جگہ چھوڑنی ہے۔ کیا مطلب؟" اس بار جو لیلے چونک کر پوچھا۔

اس لئے کہ احتیاط کا یہی تعاضل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ عارضہ
ریڈ آرمی۔ یا جی پی نفا تو کی نظروں میں ہو۔ اور دوسری بات یہ
کہ اب ہمیں اپنے طور پر کچھ کرنا ہوگا۔ عارضہ کی یہ بات درست
ہے کہ ٹاور کا انتقام لینے کے لئے وہ بیت المقدس پر ذوری حملہ کر
سکتے ہیں۔ اور مجھے پہلے اس کا تو ذکر کرنا ہے۔ عمران نے
سیدھا جوکر۔ میٹھے ہوئے کہا۔

”یہی بات میں جب سے یہاں آئی ہوں۔ سوچ رہی ہوں کہ
آخر ہم یہاں کیا مشن لے کر آئے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہاں
تباہی مچا کر چلے جائیں گے۔ بس۔ لیکن وہ کسی بھی وقت
بیت المقدس پر کارروائی کر سکتے ہیں۔“ جولیانے کہا۔
”دیکھ جولیا۔ یہی بات مجھے بھی کھٹک رہی ہے۔ وہاں
سے چلتے وقت تو یہ درگراں کچھ اور تھا۔ لیکن اب میں نے اس سلسلے
میں ایک واضح پلاننگ کی ہے اور اب ہمیں اس پلاننگ پر عمل کرنا ہے۔“
عمران نے کہا۔

”وہ کیا پلاننگ ہے۔“ جولیا کے ساتھ ساتھ سارے ممبرز
نے چونک کر کہا۔

”سنو!۔ میں بیت المقدس کو اسرائیل کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے
محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسرائیل کو اس
مقام تک پہنچا دیا جائے کہ اگر وہ بیت المقدس کو گرا دیں تو پھر پورا اسرائیل
تباہ ہو جائے گا۔ اسی صورت میں وہ رک سکتے ہیں۔“ عمران نے
سرھلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس طرح۔“ جولیانے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔
”میرے ذہن میں ایک خاکہ ہے۔ اگر اسرائیل کو یہ یقین دلا دیا
جائے کہ جیسے ہی وہ بیت المقدس کو گرا یا شروع کریں گے۔ تو ان
کے ایک یا دو ایسے مرکز خود بخود تباہ ہو جائیں گے کہ پورا اسرائیل ہی ختم
ہو سکتا ہے۔ تو وہ یقیناً اس کارروائی سے باز رہیں گے۔“
عمران نے بڑے سچہ دلچسپی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن انہیں یہ یقین کیسے آئے گا۔“ ہر صفدر نے پوچھا۔
”آپ لوگ بتائیں۔ آپ کے ذہن میں کوئی پلاننگ آئی ہے۔
ویسے یقین کرنا۔ ابھی اس سلسلے میں کوئی واضح بات میں نے مبی نہیں
سوچی۔“ عمران نے کہا۔

”ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ہم بیت المقدس میں کوئی خطرناک ترین
ہم چھپا دیں۔ جیسے ہی وہ آئے گرانے کی کارروائی کریں۔ ہم پھٹ
جائیں۔ اور یہ ہم اس قدر خطرناک ہو کہ پورا اسرائیل ختم ہو سکتا ہو۔“
صفدر نے کہا۔

”لیکن وہ انتہائی جدید ترین آلات سے ہم کو ٹریس کر لیں گے۔ اور پھر
اسے نکال لیں گے۔“ شب۔ جولیانے جرح کرتے ہوئے کہا۔
”ہم ان کے کسی حساس مرکز میں چھپا جاتے۔ لیکن کس کا
کنٹرول یہاں کی کسی تنظیم کے حوالے کر دیا جائے کہ جیسے ہی وہ کارروائی
کریں۔ وہ ہم پھاڑ دیں۔“ جولیانے کہا۔

”لیکن وہ آدمی کب سکتا ہے۔ پھٹا جا سکتا ہے۔ بیمار ہو سکتا
ہے۔ یا اس سے غداری ہو سکتی ہے۔ ایسا ایک ہی آدمی ہو سکتا

ہے اور وہ ہے شاکر سرات۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسرائیل میں تو نہیں رہتے۔ عمران نے کہا۔
 تو پھر اور کیا ہو سکتا ہے۔ تم خود ہی سوچو۔ ایسی باتیں تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی ہی سوچ سکتی ہے۔ جولیانے مزہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

میرے ذہن میں اس کا ایک ہی حل آتا ہے۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”وہ کیا؟“ سب مہذبے اختیار چوکنے۔
 ”وہ یہ کہ ہم بیت المقدس کو اللہ کے حوالے کر کے خود ٹھنڈے ٹھنڈے والپس سدھار جائیں۔“ عمران نے بڑے سادہ لہجے میں کہا۔
 تم یہاں بھی بجواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ جولیانے استہانی بیٹھکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایک تجویز میری بھی ہے۔“ اچانک تنویر بول پڑا۔
 ”اور وہ یہ کہ میری اور جولیا کی۔“ عمران نے فوراً ہی لفٹ دیتے ہوئے کہا۔

شٹ آپ ا۔ بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تو خاموش رہو۔
 جولیانے بڑی طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران یوں ہم کہ خاموش ہو گیا جیسے استاد کے جھڑکنے پر بچہ ہم جاتا ہے۔

میری تجویز یہ ہے کہ ہم اسرائیل کے صدر کو افوا کر لیں۔ اور پھر اس سے یہ بین الاقوامی پیمانے پر ضمانت لے کر چھوڑ دیں کہ وہ کبھی بھی یہ کارروائی نہ کریں گے۔ تنویر نے کہا۔

”لیکن اس کی ضمانت کیا ہوگی۔ یہ بھی تو سوچو۔“ صفدر نے کہا۔
 ”کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر بین الاقوامی فوج یہاں تعینات کرائی جا سکتی ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔“ تنویر نے ضمانت کے متعلق باتتے ہوئے کہا۔

”اسرائیل استہانی بد اعتماد ٹائپ ملک ہے۔ یہ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے کوئی اور بات سوچنی چاہیے۔“ کیپٹن شیکل نے کہا۔

پھر ایسا کریں کہ اس ملک کی مکمل تباہی کر دی جائے۔ ان کا براجم مرکز تباہ کر دیا جائے۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ تنویر نے جھانڈتے ہوئے لہجے میں کہا۔

پورے ملک کو تباہ کرنا تو ناممکن ہے۔ یہاں ہم ہر لمحے بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسرائیل کوئی پس ماندہ یا کمزور ملک نہیں ہے۔ اس کی تفصیلاً استہانی باواسطہ اور بے حد خطرناک ہیں۔ کیپٹن شیکل نے کہا۔

”عمران صاحب! آپ کچھ بتائیں۔ آپ تو بالکل ہی خاموش ہو گئے۔“ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھا تھا۔

میں کیا توں۔ مجھے تو بولنے کی بھی اجازت نہیں۔ اور پھر حکم بھی جولیا کا۔ ظاہر ہے کہ میں نے اپنا مستقبل تو تارکیک نہیں کرنا۔ آخر آج نہیں تو کل۔“ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے بابر عین رآمدے میں ایک بم کا خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ نہیں یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت ان پر آگری ہو۔

دوسرے لمحے بے تماشانا نرنگ اور بموں کے دھماکے قریب آتے گئے اور پھر کمرے کی دیواریں بڑی طرح لرزنے لگیں وہ واقعی بڑی طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ اور ان کے پاس سولے میٹن گنوں کے اور کوئی اسلحہ بھی نہ تھا۔

صورت حال اچانک ایسی ہو گئی تھی کہ چند لمحوں کے لئے تو عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ماؤف ہو کر رہ گئی تھی۔ واقعی موت اچانک اور مکمل طور پر ان پر چھپٹ پڑی تھی۔

”تمہاری یہی ہجو اس تو دل جلاتی ہے۔۔۔ سیدھی طرح تو تم بات ہی نہیں کرتے۔۔۔ تھیک ہے۔۔۔ میں ایک ٹوٹے بات کرتی ہوں۔۔۔ وہ خود ہی کوئی لاسٹ عمل بنا دے گا۔۔۔ جو لیانے غصے سے کہا۔

”وہ تو لاسٹ عمل بنا آ رہے گا۔۔۔ لیکن وسیع حیطہ عمل کی ڈرائیو کمال البتہ کیڑی جائے گی۔ فوراً ہی چپک ہو جائے گی۔ اور پھر سر ہانے قبر کے آہستہ بولوا، والا سہ ہو جائے گا۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جویا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ کیونکہ عمران کی بات درست تھی۔

”تو پھر آپ آٹھ کیا سوچ کر آتے ہیں یہاں۔۔۔ کیا صرف یہی طاور تباہ کرنے کے لئے۔۔۔ صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک باہر سے بے تماشانا نرنگ اور انسانی فیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران اور اس کے ساتھی بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے عرب نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔ نوجوان بے حد گھبرا ہوا تھا۔

کوٹھی پر حملہ ہو گیا ہے جناب!۔۔۔ انہوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔۔۔ عرب نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہاں کوئی چور دروازہ ہے۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں عرب نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں جناب!۔۔۔ کوئی چور دروازہ نہیں ہے۔۔۔ عرب نوجوان

جناب اے چینگ کے دوران ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور کے باہر کھڑے
 ن میں سے ایک لباس ایسا ملا ہے جو جگہ جگہ سے پھٹا ہوا اور مسلا
 ہے۔ یہ مشکوک لباس تھا، اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کسی نے
 اس بدل کر اسے یہیں پھینک دیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس
 لباس کو لے کر ڈیپارٹمنٹل سٹور سے پوچھ گچھ کی، کیونکہ یہ سٹور جو میں گھنٹے
 خذ رہتا ہے اور یہ لباس بھی اسی سٹور کے باہر کھڑے دان سے
 مرتھا۔ وہاں ایک آدمی نے اسے پہچان لیا۔ اس نے بتایا کہ چند
 دنے پیشتر ایک آدمی اس لباس میں آیا۔ اس نے یہاں لباس خریدا
 ہے۔ پھر وہ ہاتھ روم میں چلا گیا۔ جب وہ باہر آیا تو وہ خریدا ہوا نیا
 لباس پہنے ہوئے تھا اور یہ لباس پکیٹ کی صورت میں اس کے
 ہتھ میں تھا۔ چونکہ یہاں آٹھ ایسا ہونما رہتا ہے اس لئے اس نے
 زنجیرہ دی۔ میں نے اس سے لباس اور اس آدمی کے متعلق
 میں تفصیلات معلوم کیں اور پھر جی۔ بی۔ نی۔ نامیو نے مختلف ٹیکسی ڈرائیوروں
 سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ اس
 نے اس لباس کو پہنے ہوئے اور اس شخص سے آدمی کو خیابان کالونی
 کے ایک شوک برائڈر تھا۔ چنانچہ اس شوک برادر کو موجود لوگوں
 سے پوچھ گچھ کی گئی تو ایک کوٹھی کے چوکیدار نے بتایا کہ اس شخص کا
 آدمی کوٹھی نمبر بارہ میں جاتے ہوئے اس نے دیکھا ہے۔ چنانچہ
 کوٹھی نمبر بارہ کی نگرانی کی گئی تو اس وقت جناب! ایک عرب
 نوجوان کا رہیں اس کو منٹی سے نکلا۔ جی۔ بی۔ نی۔ نامیو نے اس کا
 تعاقب کیا تو یہ آدمی القییم محلے کے ایک قبوہ خانے میں گیا۔ پوچھ گچھ

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل ڈیوڈ نے ریور اٹھا لیا۔
 "لیس۔ کرنل ڈیوڈ سپینگ" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ وہ پریڈنٹ
 ہاؤس سے جھاڑ کھانے کے بعد سیدھا اپنے دفتر آ گیا تھا۔ اور یہاں
 آکر اس نے صدر مملکت کی تمام جھاڑ کا غصہ اپنے ماتحتوں پر نکالا۔
 حالانکہ اس وقت رات آدمی سے زیادہ گذر چکی تھی، لیکن اس نے
 دفتر کھائی تھی کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس والے گرفتار یا ہلاک
 نہیں ہوتے وہ آرام نہیں کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت بھی
 دفتر میں موجود تھا۔
 "جناب! میں کیپٹن ریمنز سے بول رہا ہوں۔ مجھے ایک اہم
 اطلاع ملی ہے جناب" دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اہم اطلاع کیسی اطلاع۔ جلد ہی بتاؤ۔" کرنل ڈیوڈ نے
 پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

پر پتہ چلا ہے کہ اس کا نام آذر ہے۔ اور وہ اس قبوہ خانہ مالک ہے۔ آذر کی شہرت اچھی نہیں ہے۔ اب اس کو مٹھا بارہ اور اس قبوہ خانے کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ مزید آپ جیسے حکم کریں۔ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔ "اس آدمی کا حلیہ کیا تھا جس نے لباس خریدا تھا۔ کڑا ڈیوڈنے چمکتے ہوئے لیجے میں پوچھا۔ اور کیپٹن ریمز نے حلیہ کا تفصیل سے بتا دی۔

اوه! یہ تو قدامت اور انداز بالکل عمران کا ہو سکتا ہے بہر حال ہمیں پہلے اس کو مٹھا نمبر بارہ پر ریڈ کرنا چاہیے۔ ایسا نہ کہ ہم اس آذر کے چکر میں رہ جائیں۔ اور اگر اس کو مٹھی میں کوئی جاسوس مطلب کا آدمی ہو تو وہ نکل پلتے۔ ویسے تم کچھ آدمی اس آذر کی نگرانی پر لگا دو۔ اگر کو مٹھی سے کچھ برآمد نہ ہوا تو پھر اُسے بھی دیکھا جائے گا۔ کزنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! دوسری طرف سے کہا گیا اور کزنل ڈیوڈ نے ریور کرڈیل پر رکھا۔ اور پھر میز کے کنارے پر نصب ایک بیٹن دبا دوسرے ٹکے ایک نوجوان دروازے میں نمودار ہوا۔

"لیس سسر" نوجوان نے مودبانہ لیجے میں کہا۔ کیپٹن مارکر کو صبح جو۔ جلدی۔ کزنل ڈیوڈ نے تیز لیجے ہا کہا اور نوجوان تیزی سے واپس پلٹ گیا۔ چند لمحوں بعد پر وہ مٹا اور ایک لمبا ترنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر خاصی سخت گیری عیاں تھی۔

لیس سسر۔ کیپٹن مارکر نے مودبانہ انداز میں کہا۔ بیعضو! اور میری بات غور سے سنو!۔ کزنل ڈیوڈ تجھ پر لیجے میں کہا۔ لیس سسر۔ کیپٹن مارکر نے میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک سی سنجالتے ہوئے کہا۔

کیپٹن ریمز نے ایک اہم اطلاع دی ہے۔ امکان سے یابان کا لوٹی کی کو مٹھی نمبر بارہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس والے بدزمنوں گئے۔ لیکن یہ لوگ انتہائی ہوشیار اور چالاک ہیں۔ اور وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو میں یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا ہتا۔ اس لئے تم ایسا کر دو کہ کم از کم پچاس افراد جن کے پاس بین گنوں کے ساتھ ساتھ طاقت ور بم بھی ہوں، لے کر اس کھنٹی کی طرح گھر سے میں لے لو کہ کسی کو شک نہ پڑے۔ مورسنا مار وہاں نگرانی بھی کی جا رہی ہو۔ میں سہیلی کا پٹر میں بیٹھ کر کو مٹھی کے اوپر رہوں گا اور سہیلی کا پٹر سے تمہاری رہنمائی کروں گا۔ اگر یہ فرار ہو بھی جائیں تو آسانی سے انہیں ٹریس کیا جائے گا۔ کزنل ڈیوڈ نے کہا۔

جناب! اتنے تردد کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اس پوری فنی کو جی ریڈ میزائل سے اڑا دیتے ہیں۔ جو بھی اندر ہوگا۔ اس پر پڑے اڑ جائیں گے۔ کیپٹن مارکر نے کہا۔ تم نہیں سمجھتے۔ میں اول تو انہیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں زندہ حالت میں صدر مملکت کے سامنے پیش کر سکوں۔

اس لئے کہ کسی شکر کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ اور اگر کسی منہ میں زندہ ہاتھ نہ آئیں تو کم از کم ان کی لاشیں قابل شناخت ضرور ہوا کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا۔ ایسا ہی ہوگا۔“ کینا مارکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تم ہیلی کاپٹر پائٹ کو بھی تیار رہنے کا کہہ دو۔ اور خود جا کوٹھی کو گھیر لو۔ جب گھیرا مکمل ہو جائے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر کارروائی شروع ہو جائے گی۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کیمپن مارکر سر ہلانا ہوا تیز قدم اٹھاتا کر سے باہر نکل گیا۔ کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں جھمکے اچھڑائی تھی، وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی وہ عمران اور اس کے ساتھ کو زندہ یا مرنے کو تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسرائیل میں اس کا ڈھنگا مزاج جائے گا۔ اور کرنل ڈیوڈ کا ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔ یہی تھی کہ وہ بیخوشی اٹھ کر کوٹھی پر ریڈ کرنے کے لئے دوڑ پڑنے بجائے باقاعدہ پلاننگ سے جملکرنا چاہتا تھا۔ اور اسے یقین تھا اس کی یہ پلاننگ درست ثابت ہوگی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں اُجھریں۔ اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ٹرانسمیٹر بٹن آن کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ کیمپن مارکر کا گنگ۔ اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر ہوتے ہی کیمپن مارکر کی آواز سنائی دی۔

”یس! کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یور۔ اور۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سر! کوٹھی کو گھیرنا چکا ہے۔ دس جیبیں اور سپاس مسلخ افزا کوٹھی کے گرد موجود ہیں۔ ہمارے پاس وافر مقدار میں اسلحہ موجود ہے۔ اور۔“ کیمپن مارکر نے کہا۔

گنگہ۔ میں آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر پائٹ۔ شناخت کا یہ مخصوص ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور تقریباً تھکانا ہوا دفتر سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کا مخصوص ہیلی کاپٹر فضا میں اڑ رہا تھا۔ پائٹ کو اس نے خیابان کالونی کے اوپر ہیلی کاپٹر لے جانے کے لئے کہا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ ہدایت بھی دے دی تھی کہ وہ خاصی بلند ہی پر رہے تاکہ رات کے وقت ہیلی کاپٹر کی آواز عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں نہ بڑ جائے۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتا ہوا بڑھا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے انٹیلیجنٹ سکوپ آنکھوں سے لگا رکھی تھی۔ اور ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا۔

”سر! ہم خیابان کالونی کے اوپر پہنچ چکے ہیں۔“ چند لمحوں بعد پائٹ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار بیخوشی آہستہ کرتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے۔ اسے روک لو۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو!۔ کرنل ڈیوڈ کا گنگ۔ اور۔۔۔ بٹن دبا کر اس نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

میں سہرا۔ کیپٹن مارکر انڈنگ - اور " - چند لمحوں بعد
ٹرانسمیٹر سے کیپٹن مارکر کی آواز ابھری۔

"کیا نوٹیشن ہے - اور" - کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔
"ہم کو بھی لوگھیے ہوئے ہیں جناب! - اندر خاموشی ہے۔
ویسے اندرونی بتیاں بل رہی ہیں - اور" - کیپٹن مارکر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اور کے! - ریڈ شروع کرو۔ چاروں طرف سے بیک وقت
اندر داخل ہو جاؤ اور انتہائی تیز رفتاری سے - کوشش کرنا کہ یہ
لوگ زندہ گرفتار ہو جائیں - اور اینڈ آل" - کرنل ڈیوڈ نے کہا
اور پھر ناٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائے اس نے نیچے دیکھنا شروع
کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس سے ڈور جگنو سے چمکتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔
"جھروہ جگنو سے چمک رہے ہیں - وہ ہمارا ٹارگٹ ہے۔

اب جیسی کا پٹر تیزی سے نیچے لے جاؤ۔ اور اس جگہ کے عین اوپر۔
کرنل ڈیوڈ نے پائلٹ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا
اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے حکم کی تعمیل کی اور چند ہی لمحوں بعد
جیسی کا پٹر اس کو بھی کے عین اوپر پہنچ کر ٹرک گیا۔ اب ہوں اور
مشین گنوں کی فائرنگ کا نہ صرف شور صاف سنا ہی دے رہا تھا بلکہ
فائرنگ کرتے ہوئے افراد بھی کو بھی میں داخل ہوتے صاف
دکھائی دے رہے تھے۔

اور نیچے لے جاؤ - کرنل ڈیوڈ نے آنکھوں سے ناٹ ٹیلی
سکوپ ہٹاتے ہوئے کہا اور پائلٹ جیسی کا پٹر کو اور نیچے لے آیا۔

اب وہ اس دو منزلہ کو بھیجی کی سب سے اوپر والی چھت کے بالکل اوپر
دوبزد تھے۔

نیچے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں اب نہ صرف صاف سنا ہی دے
جی تھیں بلکہ اب کرنل ڈیوڈ نے ٹیلی سکوپ کے بھی تمام منظر اپنی آنکھوں
سے دیکھ رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے تو اس نے تیزی کا پٹر نیچے
رایا تھا۔ اس کے جسم پر اشتیاق اور حسرت کی ملی جلی کیفیت ابھر رہی
نماز میں نمایاں تھیں۔



اور پھر صحت پر نبلو - دوڑو - نوراً - اور کوئی راستہ نہیں ہے
دلچسپی کی خاموشی کے بعد عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

آیت! - میں نے جہانوں - پڑھیں اندر والے کرتے میں
ن - عرب نوجوان نے کہا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے
پسے دوڑتے ہوئے اندرونی کرتے میں پہنچنے اور پھر تیزی سے پڑھیں
پر چڑھنے لگے۔

چران اور نوبہ! - تم یہیں نہ کو اور انہیں اوپر آنے سے روکو۔

نیچے چاروں طرف مسلح افراد بکھرے ہوئے تھے۔

اب فائزنگ ٹرینوں کے درمیان تک پہنچ گئی تھی۔ حالات لمحہ بہ لمحہ نازک سے نازک تر ہوتے جا رہے تھے۔ اور سب مہمان کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ جب کہ عمران خود عجیب شیش و پتخ میں محسوس کیا گیا تھا۔ یہاں سے پتخ بکھنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

”تم لوگ نیچے جاؤ۔ اور نیچے سے آنے والوں کو روکو۔ صرف صفدر یہاں رہے گا۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

صفدر! تم اور میں اس طرح چھت پر جائیں گے۔ جس طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں۔ تم نے حملہ آور کا انداز اپنا ہے اور میں نے ایسا جیسے مجھ پر حملہ کیا جا رہا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں پہچانے کے لئے اور مجھے پکڑنے یا مارنے کے لئے یہیلی کا پٹرول لازماً نیچے اترے گا۔ اس کے بعد میں اوپر چڑھ جاؤں گا۔“ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن و میں پھینک کر وہ دوڑنا ہوا کھلی چھت پر آیا۔ دوسرے لمحے صفدر اس کے پیچھے دوڑا اور اس نے عمران پناہ رکھو لیا جا۔ لیکن عمران کی لات گسوی اور صفدر کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دوڑ جا گری۔ اور اس کے بعد وہ دونوں آپس میں لپٹ گئے۔ صفدر ہر صورت میں عمران کو نیچے گرانے اور لے لے لیں کرنے کے لئے زور ناک رہا تھا۔ جب کہ عمران اُسے مار دینے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ دونوں واقعی لڑ رہے تھے۔ اور شاید یہ صفدر اور عمران کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جانی دشمنوں کی صورت میں لڑ رہے

لیکن فائز اس وقت کھولنا۔ جب یہ اوپر آنے لگیں۔ اور سنو فائز کھولنے کے بعد یہاں رکنا نہیں۔ بلکہ فائزنگ کرتے ہوئے اوپر آجائے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے رک کر کہا۔ اور پھر تیزی سے بیڑھیاں چڑھنا لگا۔

بے تحاشا فائزنگ اور دھماکے اب کو سبھی کی اندرونی عمارت کے اندر سنائی دینے لگے تھے۔

محمود زئی دیر بعد وہ سب دوسری منزل کلاس کر کے اوپر چھت پہ پہنچ گئے۔ عمران سب سے آگے تھا۔ وہ اوپر جا کر یہاں سے بکھنے کی کوئی سچویشن چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ باقی ساتھیوں سے زیادہ تیز رفتاری سے اوپر آ رہا تھا۔ لیکن چھت میں بکھنے والے دروازے پر پہنچتے ہی وہ متحکماً ٹرک کیا۔ اس لئے نہ صرف اوپر موجود یہیلی کا پٹرول کی آواز سن لی تھی بلکہ اس نے چھت سے کچھ اوپر بلندی پر موجود ایک یہیلی کا پٹرول بھی دیکھ لیا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر پیچھے آنے والے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب دروازے میں ہی رک گئے۔ اب نیچے بیڑھیوں کی طرف سے بھی بے تحاشا فائزنگ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ جو بان اور تھویر کی طرف سے جوابی فائزنگ اور ان کے اوپر دوڑ کر آنے کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں ہر طرف سے بڑی منصوبہ بندی سے گھر لیا گیا تھا۔ کونھی کی سچویشن ایسی تھی کہ اس کے چاروں طرف اور کوئی کونھی نہ تھی۔ تینوں اطراف میں پلاٹ خالی تھے اور سامنے سڑک تھی۔ یہ انتہائی خطرناک سچویشن تھی۔ بہار کے دو درک بھی نیچے نہ پہنچا جاسکتا تھا۔ کیونکہ ایک تو بلندی کافی تھی اور

تھے۔ صفدر نے پوری قوت سے عمران کے پیٹ میں گھسنا مارا لجا با۔ مگر عمران نہ صرف اچھل کر ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا ماتھ بھلی کی سی تیزی سے گھسار اور دوسرے لمحے چنانچہ کی آواز ابھری اور صفدر چنچیا موابشت سے بل چھت پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اچھل کر دونوں پر بھڑکا کہ اس کے پیٹ میں مارنے پہلے لیکن صفدر نیچے گرے۔ یہی بھرتی تھے کہ روٹ بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی عمران کی پنڈلیوں سے ٹکرائیں اور عمران منہ کے بل نیچے گرا۔ لیکن اپنے آپ کو دوسری ضرب سے بچانے کے لئے اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں قلابازی کھائی۔

خبر وار! — رک جاؤ۔ — ماتھ اٹھا لو۔ — درنگولی مار دو گنا۔ — اچانک ان دونوں کو اپنے سین سر پر ہیلی کا پٹر کی پھونچنا ابشت کے ساتھ ہی ایک چٹھتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ آواز کرنل ڈیوڈ کی ہے۔

عمران قلابازی کھا کر نیچے ہی سیدھا ہوا۔ اس کا جسم فضائیں اچھلا ہیلی کا پٹر چھت کے عین اوپر آچکا تھا اور خاصا نیچے تھا۔ اور اس میں سے کرنل ڈیوڈ آدھا باہر کو لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کے ماتھ میں ٹین گن تھی۔ چونکہ اوپر خاصا اندھیرا تھا اس لئے ظاہر ہے اس صرف لانے کے انداز سے ہی اس بات کا اندازہ لگایا ہوگا کہ اس کا ساتھی کون سے اور عمران یا اس کا ساتھی کون ہے۔

عمران سیکھت پوری قوت سے اچھلا اور پھر کسی پرندے کی طرح

اڑتا ہوا وہ ہیلی کا پٹر کی کھلی ہوئی کھٹکی کی طرف بڑھا۔ اس کے ماتھ کھلی کھٹکی کے نیچے کنارے پر ایک لمحے کے لئے جمے اور دوسرے لمحے وہ کسی پھرتیلے بند کے سے انداز میں قلابازی کھا کر کرنل ڈیوڈ کو گرائی ہوا پائلٹ کے اوپر جا گیا۔

پائلٹ اور کرنل ڈیوڈ بیک وقت چنچے۔ لیکن وہ دونوں عمران سے پورے تیلے ثابت نہ ہو سکے۔ اور عمران نے پورے ہیلی کا پٹر کے فرش پر لگتے ہی پوری قوت سے سر کی ہڈی کو دوسرے موٹے پائلٹ کی سائیڈ پر ماری اور پائلٹ توپ میں سے نکلنے والے گولے کی طرح اچھل کر چنچیا ہوا اپنی طرف والی کھٹکی سے نکل کر نیچے چھت پر جا گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے پورے پائلٹ کے عالم میں دوبارہ مشین گن سیدھی کرنی پاجی۔ مگر عمران اس سے بے خبر نہ تھا۔ اس لئے پائلٹ کو ٹکراتے ہی اس نے لٹکا جسم کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پائلٹ سے دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ بھی چنچیا ہوا نیچے جا گیا۔

ہیلی کا پٹر پائلٹ کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی انتہائی برق رفتاری سے نیچے کو گرا۔ لیکن عمران نے اس کے چھت سے ٹکرانے سے پہلے ہی کرنل ڈیوڈ کو محکم لیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کا پٹر کو چھت سے ٹکرانے سے نہ صرف بچا لیا بلکہ وہ اسے چھت پر اتار لینے میں بھی کامیاب ہو گیا۔

نیچے صفدر اور کرنل ڈیوڈ میں جنگ جاری تھی۔ پائلٹ تو شاد چھت کی سائیڈ سے ٹکرا کر کہیں نیچے جا گیا تھا۔ اس لئے اس کا پتہ ہی نہ تھا لیکن کرنل ڈیوڈ ٹھیک اس جگہ گرا تھا جہاں صفدر موجود تھا۔ اس لئے

نیچے سے آنے والی گولیوں کی براہ راست زد سے بچا ہوا تھا اور نیچے والوں کو بھی اس فائرنگ کی وجہ سے اوپر آنے کی جرات نہ ہو رہی تھی۔

”ابھیے عمران صاحب! — سب یہیلی کاپٹریں سوار ہو چکے ہیں“
صنفر کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے اچھلا اور پھر دو بیڑھیاں چڑھ کر وہ چھت پر آیا اور پک بھینکنے میں دوڑ کر یہیلی کاپٹری کی پائلٹ سیٹ پر چڑھ چکا تھا۔ جسے شاید اس کے لئے خاص طور پر خالی رکھا گیا تھا۔ یہیلی کاپٹریچھ زیوہ پڑا تھا اس لئے سارے ایک دوسرے کے ساتھ تقریباً جڑے ہوئے تھے۔

عمران نے سیٹ پر بیٹھے ہی تیزی سے یہیلی کاپٹرو اور پر کی طرف اٹھایا اور پھر وہ آسے بالکل عمودی انداز میں اوپر اٹھانے لگے گیا کیونکہ آسے خطرہ تھا کہ اگر وہ چھت کی سائیڈ پر ہوا تو نیچے سے اس پر میزائل مارا جاسکتا ہے۔

کافی اوپر آنے پر انہوں نے چھت پر مسلہ اڑا کر دیکھا جو اس پر مشین گنوں سے فائرنگ کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن یہیلی کاپٹری کی مشین گنوں کی ریورج سے دور جا چکا تھا۔ کافی اونچائی پر لے کر عمران نے یہیلی کاپٹری کو سائیڈ پر کیا۔ اب مسلہ تھا کہ فوری طور پر کسی ریلش کا۔ اس لئے تیزی سے یہیلی کاپٹریں موجود ٹرانسپیرنٹ پر فیکٹوریسی سیٹ کی اور پھر ٹرن واپا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ مست ٹانگ کانگ درویش۔ اور“ — عمران نے ٹرانسپیرنٹ کا مین آن کرتے ہی بلدی بلدی کہنا شروع کر دیا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا اصلی نام نہ لیا تھا اور لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔

ظاہر ہے کہ صنفر نے آسے نیچے گرتے ہی چھاپ لیا تھا۔

جب عمران یہیلی کاپٹری روک کر نیچے چھلانگ کر آتا تو صنفر نے کرنل ڈیوڈ کو بڑی طرح لے لیں کر رکھا تھا۔ اب فائرنگ اور دھمکے آتہائی خوفناک انداز میں دوسری منزل کی بیڑھیوں میں ہو رہے تھے۔

”آجاؤ۔ سب دوڑ کر آجاؤ۔ بلدی“ — عمران نے بیڑھوں کے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے فائرنگ کرتے ہوئے اوپر چڑھتے آئے۔

اسے اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دو۔ بلدی کرو“ — عمران نے مٹرک صنفر سے کہا جو کرنل ڈیوڈ کو آڑوں میں جکڑ کر اٹھا کر کھڑا ہوئے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور عمران کا حکم ملتے ہی صنفر نے آسے تیزی سے گھسیٹا اور چھت کے کنارے پر لے آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے آپ کو پہچانے اور صنفر کو نیچے گرانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن صنفر ظاہر ہے اب کرنل ڈیوڈ کے قابو میں تو نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ دوسرے طے کرنل ڈیوڈ کی زور دار بیچ لہرائی ہوئی نیچے ڈوبی گئی۔ صنفر نے ایک زور دار جھٹکتے آسے سر کے اوپر اٹھا کر دوسری منزل کی چھت سے نیچے دھکیل دیا تھا۔

”بلدی یہیلی کاپٹری میں سوار ہو جاؤ۔ بلدی کرو“ — عمران نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ مشین گن لے کر بیڑھوں کے دروازے سے ڈرا اندر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اب فائرنگ تیزی سے اوپر آتی جا رہی تھی۔ کچھ نیچے سے بیڑھیاں گھوم کر اوپر آ رہی تھیں اور عمران نے اسی گھاؤ پر گولیوں کی بارش شروع کر دی۔ اس گھاؤ کی وجہ سے وہ

” عمران صاحب! درویش تو آپ نے میرا نام رکھا تھا۔ اب کے پکار رہے ہیں۔ اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ٹائیگر نے کہا۔ جیب میں مال ہوا چاہتے۔ پھر تم جیسے درویشوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ عمران نے طرف بغیر کہا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

”ہیلو! درویش اٹھنگ۔ اور۔۔۔ یہ آواز عمارت کی تھی چونکہ اس سے پہلی ملاقات میں ہی عمران نے اس کے ساتھ یہی کوڑے لگے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ مہذب گیا تھا کہ کون بول رہا ہے۔ اور کے بلیا جا رہا ہے۔

”سنو درویشیں! تمہاری عبادت کی زیادتی نے پانچ نمبر موکل کو ہمارے حجرے پر چڑھانی کرنے کا موقع بخش دیا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت بلجے میں کہا۔

”حجرے پر چڑھانی۔ اوہ! یہ کیسے ممکن ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے عمارت نے حیرت بھرے بلجے میں کہا۔

”بہر حال چڑھانی ہوئی ہے۔ یہ بعد میں دیکھیں گے کہ کیسے ہوئی۔ تم اپنا بھی خیال رکھو۔ اور سنو! کوئی ایسی جگہ جس کا کوڈ تم تھا سو ہو سکتا ہے جاری یہ کال اٹھنی کی جا رہی ہو۔ اور۔۔۔ عمران نے مہم سے بلجے میں کہا۔

”لیس۔ آپ کا درویش شہر میں جس جگہ رہتا ہے۔ اس کے مین گیٹ کے سامنے اکیس نمبر۔ یہ خاص جگہ ہے۔ بے ٹکڑے ہو کر پہنچے جاتیں۔ میں خون کر دوں گا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فون مت کرنا۔ کوئی کوڈ بنا دو۔ اور ڈن آتا ہی مت۔ میں ذرا دل لگاؤں گا۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ انہیں صرف ہمارے سب سے بڑے درویش کا نام بنا دیں۔ اور۔۔۔ عمارت نے کہا۔

”اوسکے۔ اور رائنڈ آل۔ عمران نے کہا اور ڈیٹیلر سٹیڈ کر کے اس نے جلدی سے سیلی کا پٹر کو ایک لمبے رات ڈیڑ میں ڈال دیا۔ کیونکہ آپ چیت کے دوران وہ شہر سے کافی دور نکل آئے تھے۔ آسمان صاف تھا اور یہ عمران کو خطہ تھا کہ کہیں انٹر فورس کے حیدارے نہ انہیں گھیر لیں۔ لیکن سٹارڈرٹ ٹریڈ

یا تو رکھتا تھا یا پھر شدید زخمی ہو گا۔ اس لئے یہی انٹر فورس تک مداخلت نہیں پہنچ سکا۔ عمران سیلی کا پٹر کو شمال کی طرف لے گیا۔ عمارت نے بڑی ذہانت سے اسے سٹی رہائش گاہ کا پتہ دیا تھا۔ پہلی ملاقات میں عمران نے ٹائیگر کا تعارف اس سے کرایا تھا اور اسے ہی اس نے درویش کا کوڈ نام دیا تھا اور

عمارت نے کہا تھا کہ جہاں شہر میں آپکے درویش رہتا ہے۔ یعنی جہاں ٹائیگر رہتا ہے اس جگہ کو چڑھا گیا ہے۔ میں اس کے مین گیٹ کے سامنے اکیس نمبر کو کھینچی چنانچہ وہ شمال کی طرف سیلی کا پٹر کو لگا اور پھر اس نے چڑھا گیا۔ عمارت نے واقع سپورٹس سٹیڈیم میں سیلی کا پٹر اتارنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ وہ جہاں آئے گا سیلی کا پٹر کی ٹینڈر ہی کو اس طرح اٹھائے گا اور

دیکھا کہ ان کے اترتے ہی وہ دو ڈیوڈو لائبر ایلٹس کے اوپر اٹھتا جائے گا اور ظاہر ہے ایک حد پر باہر نہ خود ہی سٹے کوہیں گر کر تباہ ہو جائے گا۔ اس طرح سیلی کا پٹر کو اگر جگہ بھی کیا جا رہا ہو گا تو وہ ان کا نیا ٹھکانہ تلاش نہ کر سکیں گے۔ اور اب عمران نے سٹیڈیم میں سیلی کا پٹر اتارنا شروع کر دیا۔

لے زور پر عمران کو ہینڈز اپ کر لے گا اور جی۔ پی فائیو کا رکن جو عمران سے لڑ رہا ہے وہ عمران پر قابو پالے گا یقین وہاں تو صورت حال یہی بنتی گئی۔ عمران کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا پرواز کرتے سچے ہیلی کاپٹر جیڑھ آیا۔ اور پھر آپٹ کے ساتھ ساتھ وہ بھی اچھل کر نیچے گرے۔ اور جی۔ پی فائیو جو عمران سے لڑ رہا تھا اور جسے وہ جی۔ پی فائیو کا رکن سمجھتا تھا اس کی امداد کے لئے آیا تھا۔ وہی اس پر جیڑھ ڈرنا تھا اور پھر اسی سے اس کا رخا کر دوسری منزل کی چھت سے نیچے چھٹک دیا تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کو گرانے یا اس کے قابو سے بچنے کی لوری کوشش کی تھی۔ لیکن نہ ملے وہ شخص کس لڑے کا بنا ہوا تھا کہ کرنل ڈیوڈ لوری تھتھانے کے باوجود اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ حالانکہ وہی شخص عمران سے یوں رخصت ہوا تھا کہ جیسے دیو کے ہاتھوں کوئی بچہ پٹ رہا ہو۔

دوسری منزل سے نیچے گرتے ہوئے کرنل ڈیوڈ کے حلق سے چیخیں بے اختیار نکلیں اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ لیکن شاید یہ اس کے ذہن سے نکلنے والی بے اختیار چیخیں تھیں جنہوں نے اُسے بچایا۔ کیونکہ جی۔ پی فائیو جی۔ پی فائیو کے ایک کارکن نے شاید کرنل ڈیوڈ کی چیخیں پہچانیں تھیں اس لئے وہ تیزی سے عین اس جگہ کے نیچے آیا جہاں کرنل ڈیوڈ لڑ رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی کرنل ڈیوڈ اس کے ہاتھوں کی ریشم میں آیا اس نے کسی بھاری بھر کم لہجہ کی طرح نیچے گرتے ہوئے کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں کو دونوں ہاتھوں پر لے کر ایک جھٹکے سے دلپس اچھال دیا یہ جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ وہ کارکن کرنل کو اچھالنے کے بعد خود بھی اچھل کر چھت کے بل زمین پر گرا اور کرنل ڈیوڈ جو دوبارہ اوپر اچھلنے کے بعد خود کو

کرنل ڈیوڈ کو چھت سے نیچے جب اچھال گیا تو اس کے حلق سے خود بخود جیسے ایک چیخیں نکلتی گئیں۔ اور اُسے آہنی بلندی سے گر کر اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ وہ واقعی چھت پر لڑنے والوں کے انداز سے دھوکہ لگایا تھا۔ اس نے انٹیلی سکوپ کے ذریعے عمران کو تو پہچان لیا تھا۔ لیکن دوسرے آدمی کو جو عمران پر غلبہ پانے کی لوری کوشش کر رہا تھا۔ نہ پہچان سکا۔ ظاہر ہے اس کے لڑنے کا انداز دیکھ کر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ جی۔ پی فائیو کا کوئی رکن ہوگا۔ ورنہ اگر وہ عمران کا ساتھی ہوتا تو پھر وہ اس طرح عمران سے لڑنے اور اس پر غلبہ پانے کی بے تماشائی کوشش کیوں کرتا۔ عمران کو بھی اس نے اس کے لڑنے کے انداز اور قد و قامت سے پہچان لیا تھا۔ ورنہ اس کا چہرہ تو غولوں جیسا تھا۔ خیر خیر عمران کو زندہ پکڑنے کے چکر میں وہ ہیلی کاپٹر کو چھت کے بالکل قریب لے آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مشین گن

سنبھالنے میں کامیاب ہو گیا تھا، دوبارہ نیچے گرتے ہوئے پیراٹروپنگ کے مخصوص انداز میں قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور قلابازی کھانے کے باجیسے ہی اس کے پیر زمین پر لگے وہ چند قدم دوڑا گیا اور پھر روک گیا۔ ۲۱۔ طرح وہ مرنے اور زخمی ہونے سے توجیح کیا۔ لیکن اس کا پورا جسم موت کی وحشت سے بُری طرح کانپ رہا تھا۔ اس کا سانس اس قدر تیز ہوتا کہ آدمی سے زیادہ آکھیس باہر کو ابل آتی تھیں اور سینہ کسی دھونچکنی کی طرح چل رہا تھا۔

”کرنل۔ کرنل ا۔ آپ بچ گئے۔“ اردگرد موجود باقی کارکن کرنل ڈیوڈ کو پہچانتے ہی اس کی طرف دوڑے اور کرنل نے بڑی مشکل سے ہاتھ اٹھا کر انہیں تسلی دی۔ لیکن وہ کچھ دیر تک خاموش کھڑا رہا۔ اندر عمارت میں بے شکافانا رنگ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کا سانس برابر ہوا تو وہ بیکھنٹ چنچا۔ ”سہیلی کا پیراٹروے تو فائر کرو۔ میزائل راکٹ سے اسے اڑا دو۔“ کرنل ڈیوڈ نے اور چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے تیز سانس نکل گیا۔

”ٹرانسپیر۔ ٹرانسپیر کہاں ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔ ”وہ تو جناب کیپٹن صاحب کے پاس ہے۔ ہمارے پاس تو نہیں ہے۔“ ایک آدمی نے جواب دیا۔ ”اوہ ا۔ یوفول۔ نانسس۔ اوہ ا۔ کہاں ہے وہ کیپٹن۔“ ”اوہ ا۔ وہ کل جا رہے گے۔ کرنل ڈیوڈ جھلاٹ کے مارے واقعی تپ سا گیا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے اپنے سے تو ٹرانسپیر وجود میں نہ

سکتا تھا۔

”وہ پائلٹ کہاں ہے۔ وہ بھی گرا تھا۔“ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ کو پائلٹ کا خیال آیا۔

”وہ مر چکا ہے جناب ا۔ وہ اچانک نیچے گرا اور اس کی گردن کی مڈی ٹوٹ گئی ہے۔“ ایک سپاہی نے کہا۔

”اوہ ا۔ مجھے کس نے واپس اچھالا تھا۔ کون تھا وہ۔“ پائلٹ کے مرنے پر کرنل ڈیوڈ کو پہلی بار خیال آیا کہ اس کی زندگی کسی نے سچائی تھی نہ کہ وہ بھی براہ راست گرا تو یقیناً اب تک پائلٹ کی طرح زمین پر مڑوہ پڑا ہوتا۔

”میں نے جناب ا۔ ایک لمبے ترنگے اور خاصے مضبوط جسم کے جوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ویل ڈن۔ ویل ڈن ا۔ کیا نام ہے تمہارا۔ نام اور رینک ماڈ۔ کرنل ڈیوڈ نے بے احتیاطی سے ٹھکانا بناؤ پکڑتے ہوئے کہا۔

”سب کیپٹن رچرڈ جناب۔“ نوجوان نے جواب دیا۔ ”گڈ ا۔ اب تم کیپٹن ہو۔ میں سیدھا کوارٹر جانتے ہی آرڈر کر دوں گا۔“ ”ہینک یو۔“ کرنل ڈیوڈ نے اس کا کاغذ اٹھ چکے ہوئے کہا۔

”تھینک یو سیر۔“ سب کیپٹن رچرڈ نے سرت سے لرزتے ہوئے جیسے میں کہا۔

اسی لمحے عمارت کے گیٹ سے بہت سے افراد دوڑتے ہوئے دھڑکتے آگے آگے کیپٹن مارکر تھا۔

”آپ یہاں ہیں جناب ا۔ وہ سہیلی کا پیر میں نکل گئے جناب ا!

صرف چھ افراد مرے ہیں وہ بھی متحالی عرب ہیں۔ پانچ عمارت کا اندر اور ایک بیڑھوں میں۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس طرح چھت پر چڑھ کر بمبلی کا پٹر کے ذریعے نکل جائیں گے۔ آپ کا بمبلی کا پٹا ہاں کیسے پہنچ گیا۔ اور آپ یہاں۔۔۔ ہا کیپٹن مارکر نے حیرت کی شدت سے بے ربط فقرے بولتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسپیر کہاں ہے۔۔۔ ٹرانسپیر" کرنل ڈیوڈ نے اس بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھتے ہوئے کہا۔ یہ ہے جناب! کیوں جناب۔۔۔ ہا کیپٹن مارکر نے جلدی سے جیب سے ٹرانسپیر نکالتے ہوئے کہا۔ مجھے دو۔۔۔ مجھے دو۔۔۔ جلدی کرو! جمع آدمی" کرنل ڈیوڈ نے اس طرح کیپٹن مارکر کے ہاتھ سے ٹرانسپیر چھینا جیسے اگر ایک لمحے کو بھی ویر ہوگئی تو وہ اُسے لے کر بھاگ جائے گا۔

ٹرانسپیر ہاتھ میں لیتے ہی کرنل ڈیوڈ نے جلدی جلدی اس پر فزکیوٹی سیٹ کی اور پھر بن دبا دیا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ایئر میں کمانڈر مارتم۔۔۔ ہیلو۔۔۔ میں کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو کا کنگ یو۔ اسٹانڈ ایمر جنینی۔ کم آن وی لان۔ کم آن وی لان۔ کرنل ڈیوڈ کا کنگ۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑی طرح پھینٹے ہوئے کہا۔

"یس۔۔۔ کمانڈر مارتم کنگ۔ اور۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد ٹرانسپیر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

کمانڈر!۔۔۔ خوفناک مجرم میرے بمبلی کا پٹر برہم سوار شہر پر پرواز کر رہے

ہیں۔ انہیں راڈر پر چیک کرو اور انہیں کسی صورت بھی نظروں سے اوجھل نہ ہوئے دو۔۔۔ طیارے بھیج کر بمبلی کا پٹر تباہ کر دو۔ فوراً۔۔۔ جلدی۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے دستانہ انداز میں کہا۔ "میں چیک تو کر لیتا ہوں کرنل! لیکن ہم شہر پہنچنا نہیں کھول سکتے۔ یہ رولز کے خلاف ہے۔ سوری۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا! تے نگاہ میں رکھو۔۔۔ وہ جہاں اترے۔۔۔ مجھے اطلاع دو۔ ٹرانسپیر ہر فزکیوٹی ساؤتھ مقررٹی ون۔ ایٹ ٹوٹی ون۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے وانت پیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ وہ ہماری نگاہ سے نہ بچ سکے گا۔ میں ابھی اطلاع دیتا ہوں۔ اور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسپیر آف کر دیا اور اس کے بعد اس نے کیپٹن مارکر کو تیار رہنے کی ہدایات کیں۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی ٹرانسپیر پر ایک بار پھرتوں۔ ٹوں کی آوازیں ابھریں اور کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسپیر آن کر دیا۔

ہیلو۔۔۔ کمانڈر مارتم کم کنگ کرنل ڈیوڈ۔ اور۔۔۔ ٹرانسپیر سے کمانڈر مارتم کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ کرنل ڈیوڈ! ٹنگ۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

کرنل!۔۔۔ ہم نے جی۔ پی۔ فائیو کے بمبلی کا پٹر کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ

ایک راؤنڈ لے کر شمال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کا انداز بتا رہا ہے

کہ وہ چڑیا گھر کے ارد گرد کہیں اترنا چاہتا ہے۔ ہاں!۔۔۔ واقعی وہ

ادھر ہی اتر رہا ہے۔ اور۔۔۔ کمانڈر مارہم نے کہا۔ وہ شاید راڈار کے سامنے بیٹھ کر ہی بات کر رہا تھا۔

”اوکے۔۔۔ ہمیں بتاتے جاؤ۔۔۔ ہم بیسوں میں چڑیا گھر کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ، اس نے پہنچ کر کیپٹن مارکر اور اپنے ساتھیوں سے چڑیا گھر کی طرف تیزی سے بڑھنے کے لئے کہا۔ اور خود بھی اچھل کر ایک جیب پر بیٹھ گیا اور بے لٹھے بیسوں کا یہ کارواں تیزی سے چڑیا گھر کی طرف بڑھنے لگا پولیس کی گاڑیاں فائرنگ اور دھماکوں کی وجہ سے وہاں پہلے ہی پہنچ چکی تھیں۔ لیکن جی۔ بی۔ نایوک کی گاڑیاں دیکھ کر وہ ایک سائیڈ پر بڑک گئی تھیں۔ اور انہوں نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

چڑیا گھر وہاں سے خاصا دور تھا اس لئے جیسپیں انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑی جا رہی تھیں۔

”وہ چڑیا گھر کے آس پاس کہیں اتر رہا ہے۔ اور۔۔۔ کمانڈر مارہم کی آواز سنائی دی۔

”بھم ادھر ہی جا رہے ہیں۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔ وہ اتر گیا ہے۔۔۔ وہ ہمارے راڈار سے آؤٹ ہو گیا ہے۔ کیا اب ہم اس کی چکنگ ختم کریں۔ اور۔۔۔ کمانڈر مارہم نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

”نہیں!۔۔۔ وہ بے حد عیار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں یہی پکڑ دینا چاہتے ہوں۔ تم انتظار کرو۔ جب تک ہم وہاں پہنچ کر تمہیں صورت حال نہ بتائیں۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی جیسپیں چڑیا گھر کے قریب پہنچی ہی تھیں کہ کمانڈر کی آواز آئی۔

”ہینوکرنل۔۔۔ ہیلی کاپٹر دوبارہ اڑنے لگا ہے۔ وہ سیدھا اوپر جا رہا ہے انتہائی تیز رفتاری سے۔ اور۔۔۔ کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔ دیکھا۔ میں نہ کہا تھا۔ وہ ہمیں جکڑے لے رہے تھے۔ چیک کرو اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل۔ کرنل!۔۔۔ ہیلی کاپٹر خالی ہو چکا ہے۔ میں نے اسے راڈار سے آؤٹ ہونے پر گراؤنڈ لیول ٹیلی شعاعوں سے چیک کرنے کا حکم دیا تھا اور مجھے رپورٹ دی گئی ہے کہ چڑیا گھر کے عقبی گراؤنڈ میں سبکی کا پڑا اور اس میں سے بہت سے افراد باہر کود گئے۔ آخر میں ایک نوجوان نے اوپر اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے جھلک لگا لی اور ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر خود بخود جا رہا ہے۔ میرے خیال میں وہ لوگ گراؤنڈ میں اتر گئے ہیں اور انہوں نے ڈانچ دینے کے لئے ہیلی کاپٹر کو ٹشک کنٹرول کر دیا ہے۔ اور۔۔۔ کمانڈر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

ادہ!۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ کھلی چھت کی جیب پر پرجوش انداز میں کھڑا ہو کر بچھنے لگا۔

چڑیا گھر کے عقبی گراؤنڈ کو گیس لو۔ جو نظر آئے مار کر لو۔ کرنل ڈیوڈ نے اچھل اچھل کر بچھتے ہوئے کہا۔

”بھرا۔۔۔ ٹرالسٹریٹ پر بات کریں۔ جیب ٹو جیب ٹرالسٹریٹ ہے۔ ڈراپور نے جو اس کی جیب چلا رہا تھا سوڈا بنا لہجے میں کہا۔

فائر ٹونہ کھولا۔ البتہ جمیوں نے پھیل کر ان کی طرف گھبرا ڈالنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے دسوں کے دسوں افراد نے ہاتھوں میں پگڈلی ہوتی مشین گنیں چھینک کر اپنے ہاتھ بلند کر لئے اور بارہ جیپیں تیزی سے گھبرا ڈالنے ان کی طرف بڑھتی گئیں۔

کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں مرمت کی بجلیاں کوندنے لگیں تھیں۔ وہ آخر کار جریت گیا تھا۔ اس نے اپنا سیکرٹ سروں کو بے بس کر ہی پایا تھا اور پھر جمیوں ان سب افراد کے گرد گریں اور پھر ان میں سوار افساد مشین گنیں لے کر ان کے گرد چھینتے گئے۔ وہ سب کندھے سے کندھا جڑ سے واٹر نہاتے ہوئے تھے اور ظاہر ہے ان سب کی مشین گنوں کا رُخ ان افراد کی ہی طرف تھا جو اسے ہاتھ سر سے بلند کئے ہانکا میں چھپنے ہوئے شکار کی طرح بے بس اور خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

”اوہ اچھا! مجھے تو اس کا خیال ہی رہا تھا“ کرنل ڈیوڈ اچھل کر واپس سیٹ پر بیٹھا گیا اور پھر اس نے ٹرانسٹیور پہلی ہدایت چیخ چیخ کر دینی شروع کر دی۔

چوٹیا گھر کے عقب میں بہت بڑا گروڈنڈ تھا جسے سنٹرل سپورٹس سٹیڈیم کہا جاتا تھا۔ اور پھر جمیوں نے جگر کراس کے گرد گھبرا ڈالنا شروع کر دیا۔

جمیوں سٹیڈیم میں بے جاؤ۔ کسی کو باہر نہ جانے دو۔ چاروں گینٹوں پر ایک ایک جیپ رک جائے اور سب افراد نیچے آ کر گینٹ چیک کریں۔ باقی جمیوں اندر جائیں گی۔ کوئی آدمی بچ کر نہ جائے۔ جو نظر آتے جھون ڈالنا۔ اور“ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر دوسری ہدایت کی اور پھر ساری جمیوں سمٹ کر سٹیڈیم کے چاروں دروازوں کی طرف دوڑنے لگیں۔ اور پھر سب سے پہلے گینٹ سے کرنل ڈیوڈ کی جیپ اندر داخل ہوئی۔ اسی طرح باقی جمیوں دروازوں سے بھی جمیوں اندر داخل ہوئیں۔

”خبردار! خبردار! رک جاؤ۔ سبھی چھینک دو۔ ورنہ جھون بیٹے جاؤ گے اگر یہ ہاتھ اٹھالیں تو فائر نہ کرنا“ گینٹ میں داخل ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ اچھل کر کھڑا ہوا اور اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس نے سٹیڈیم میں دس افراد کو تیزی سے گینٹ نمبر تین کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا سٹیڈیم میں ویسے تو اندھیرا تھا۔ لیکن اب ہلکی جگہ کی روشنی میں یہ دس دوڑتے ہوئے سنے کھلے میدان میں اسے صاف دکھائی دے گئے تھے۔ ظاہر ہے دوسری جمیوں نے بھی انہیں چیک کر لیا تھا۔ اور شاید وہ انہیں دیکھتے ہی فائر کھول دیتے۔ لیکن کرنل ڈیوڈ کے پھلنت چننے اور ٹرانسٹیور آن ہونے کی وجہ سے وہ اس کی آواز سن چکے تھے اس لئے انہوں نے

ہیلی کا پٹر کافی لمبی پر جا کر ذرا سا ترچھا ہوا اور پھر اسی طرح ترچھے انداز میں جنوب کی طرف بڑھنے لگا۔ اور عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔ اب ہیلی کا پٹر شہر نے کافی دور جنوب میں واقع پہاڑیوں میں جا کر تباہ ہو گا۔ اور اس طرح کرنل ڈیوڈ اگر ہیلی کا پٹر کو چیک بھی کر رہا ہو گا تب بھی اور اگر نہ کر رہا ہو گا تب بھی ہیلی کا پٹر جہاں جا کر تباہ ہو گا وہیں ان کی تلاش میں سر نہ بھرتا رہے گا اور وہ اطمینان سے نئے مسئلے پر پہنچ جائیں گے۔

”او ادر گیت نمبر تین کی طرف۔۔۔ ادر سے چڑیا گھر شاٹ کرٹ پڑتا ہے۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے گیت نمبر تین کی طرف بڑھنے لگے۔ گراؤنڈ چورچوکھٹا خاصا وسیع تھا اس لئے گیت نمبر تین کافی دور تھا۔

ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ وہ سب یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ سٹیٹیم کے چاروں دروازوں سے جی پی پی نایٹ کی جھپٹیں انتہائی تیز رفتاری سے اندر داخل ہوئیں اور ان کی تعداد خاصی زیادہ تھی اور ان جھپٹوں کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ نہ صرف ان کا منصوبہ کامیاب ہو گیا ہے بلکہ وہ سب تری طرح چھٹس بھی گئے ہیں۔ کھلے میدان میں وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور چاروں طرف سے ہونے والی مشین گنز کی نارتنگ نے انہیں چند لمحوں میں ہلاک کر دینا ہے۔

”عمران صاحب!۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ کیسے۔۔۔؟ جھپٹوں کو دیکھتے ہی کئی لمحوں کے علق سے بیک وقت نکلا۔ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ کی چھٹی بولی آواز سنائی دی۔ وہ انہیں ہتھیار

وسیع و عرضی سپورٹس سٹیڈیم بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے اطمینان سے ہیلی کا پٹر سٹیڈیم کے گراؤنڈ میں اتار دیا اور اپنے ساتھیوں کو اترنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب اچھل اچھل کر نیچے آتر گئے۔ عمران نے جلدی سے اپنی بیٹ کھولی اور پھر اس بیٹ کی مدد سے اس نے ہیلی کا پٹر کو شک کڑھول کیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کا پٹر ایک جھنگے سے اوپر اٹھنے لگا تو عمران نے اچھتے ہوئے ہیلی کا پٹر سے نیچے چھٹا لگا دی اور خالی ہیلی کا پٹر انتہائی تیزی سے سیدھا اوپر کو اٹھ گیا۔ عمران نے جان بوجھ کر اُسے اسی طرح اڈجسٹ کیا تھا کہ وہ کافی اونچائی پر جا کر خود بخود ذرا سا ترچھا اڑنے لگا اور اس طرح ظاہر ہے کہ وہ کہیں دور جا کر زمین پر گر کر تباہ ہو جائے گا۔

پچھلے دیر تک عمران ہیلی کا پٹر کو اڑھتے دیکھ رہا تھا۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ ہیلی کا پٹر اس کی اڈجسٹمنٹ کے مطابق کام کرتا ہے یا نہیں۔

پھینکنے کے لئے کہہ رہا تھا۔

”بھتیجا بھتیجا دو۔ یہ احمق ہمیں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح بچ جانے کی گنجائش ہوگی۔“ عمران نے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنتے ہی تیز لہجے میں کہا اور خوب سے پہلے ہاتھ اٹھائے۔ ظاہر سے اس کے ساتھیوں نے تو اس کی بیرونی کرنا تھی، چنانچہ سب نے مددگار بن کر اسے اپنے اپنے ہاتھ بلند کر دیتے۔ یہیں اس دوران ان کے گرد گھیر ڈال چکی تھیں۔

”بڑے پھیننے“ صفحہ نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”کمرے کی سونے والی ماں۔ اور باقی بہن جیانی کب تک نہیں نکلتے تھے۔“ عمران کی جھکتی ہوئی آواز سنائی دی اور سب نے ہونٹ پیچھنے لئے۔ اس قدر عجیبہ چوکن میں بھی عمران مذاق سے باز نہ آیا تھا لیکن ایسے موقع پر وہ سولے ہونٹ پھینکنے کے اور کبھی کیا سکتے تھے۔

چند ہی لمحوں میں انہیں پوری طرح گھیر لیا گیا اور جی بی۔ نانیو کے مسلہ افزانے ان کے گرد باقاعدہ مسلہ گھیر ڈال لیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کی جیب ان سے کچھ ناپلے پر کی اور کرنل ڈیوڈ یوں اچھیل کر نیچے آرا جیسے کسی عظیم سلطنت کو فتح کرنے والا سپہ سالار اپنی فتح کی جانے والی مملکت میں پہلی بار فاتحانہ انداز میں داخل ہو رہا ہو۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں میں مٹین گنز سے مسلہ دو افراد ذرا دُرجی انداز میں چل رہے تھے۔

”ہوں! تم میرے ہاتھوں سے کیسے بچ کر جا سکتے تھے۔ اب میں تم سے اگلے پھلے سارے انتقام اس مجھ کو پورا لیتے سے اونگھا کہ تمہاری

رُو جس صدیوں تک بھلائی رہیں گی۔“ کرنل ڈیوڈ نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے منکبزانہ اور فاتحانہ انداز میں کہا۔

”کرنل ڈیوڈ! یہ رُو جس کی صرف بیوں کی طرح بھلا سکتی ہیں انہیں بولنا نہیں آتا۔“ بیجاری رُو جس نے عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اونچی آواز میں کہا اور کرنل ڈیوڈ اس کی آواز سنتے ہی ایک جھٹکے سے اس کی طرف بڑھا۔

مجھے صرف تمہارا فکر تھا عمران! کہ تم کہیں فرار نہ ہو گئے ہو۔ لیکن تم نے اس طرح بول کر اپنی شناخت کرا دی ہے۔ اب تمہیں جلد ہی پتہ لگ جائے گا کہ رُو جس بولتی ہیں۔ یا بھلائی ہیں۔“ کرنل ڈیوڈ نے مزہ دیکر عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”ان سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ کوئی غلط حرکت کرے تو گولی سے اڑا دو۔“ کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”یار ذرا خیال رکھنا۔ ہماری صحیح حرکت کو غلط نہ سمجھ لینا۔“ عمران نے اسی طرح مطمئن انداز میں کہا۔

اور پھر ان سب کے ہاتھوں میں ٹری مہارت سے ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ وہ سب ہونٹ پھیننے بڑی لہجے سے اپنے آپ کو موت کی قید میں جاتا دیکھتے رہے۔ لیکن سونٹش ہی ایسی تھی کہ کسی طرح بھی یہاں سے بچ سکتے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اس لئے یہی غنیمت تھا کہ وہ ابھی تک زندہ تھے۔

”اب انہیں ہینڈ کوارٹر لے چلیں۔“ کیپٹن مارکر نے کہا۔

نگرانی کا پہلے خیال آجاتا تو وہ سبلی کا پڑوسی گراؤنڈ میں اتارنے کی بجائے کسی بڑک پر اتار دیتا۔ وہاں سے گھبراؤ کر نکلنے کے سینکڑوں امکانات ہو سکتے تھے، لیکن اس نکلے گراؤنڈ میں آکر وہ بُری طرح چھپس گئے تھے۔ اب سے یہ تو معلوم نہ تھا کہ اس میں کرنل ڈیوڈ کی ذہانت کی بجائے کمانڈر مارٹنم ن قانون پسندی آڑے آگئی تھی۔

ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف جی بی نیاپور کرنل ڈیوڈ آن دی لائن۔
 ٹ ازموسٹ ایمرجنسی۔ کلکٹ وڈ پرنڈنٹ۔ اوور۔ کرنل
 ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔
 "یس۔ وانر لیس ڈیپارٹمنٹ آف پرنڈنٹ ہاؤس۔ اوور۔"
 سموڑی ریدر دو سوری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو! کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ پرنڈنٹ سے بات
 راد۔ اسٹ ازموسٹ ایمرجنسی۔ اوور۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 "جناب صدر خواب گاہ میں ہیں۔ وہ ابھی سموڑی دیر پہلے گئے
 ہیں۔ اوور۔ دو سوری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
 "وہ جہاں بھی ہیں۔ ان سے فوری کلکٹ کراؤ۔ میں کب رہا
 ہوں۔ اسٹ ازموسٹ ایمرجنسی۔ اوور۔ کرنل ڈیوڈ نے بُری طرح
 جینھے ہوئے کہا۔

"اور کے۔ اوور۔ دو سوری طرف سے جواب ملا اور چند لمحوں
 بعد پھر وہی آواز سنائی دی۔

"جناب صدر سے بات کریں۔ اوور۔ وہی آپریٹر بول رہا تھا۔
 "ہیلو سر! میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں سر! اوور۔ کرنل

"ظہور! میں صدر ملکیت سے بات کروں"۔ کرنل ڈیوڈ
 نے کہا اور اس نے جیب سے ٹرانسپیر بائز نکالا ہی تھا کہ اس پر ٹوں ٹوں
 کی آوازیں ابھریں اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔
 "ہیلو۔ کمانڈر مارٹنم کالک۔ اوور۔ دوسری طرف سے
 کمانڈر مارٹنم کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ آن دی لائن۔ اوور۔ اس بار کرنل ڈیوڈ
 نے ٹرے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کرنل! سیلی کا پڑ جونی پہاڑیوں سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔ اوور
 کمانڈر مارٹنم نے کہا۔

ہمٹے دو۔ میں نے مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان کی گرفتاری
 سزاؤں سیلی کا پڑوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اوکے۔ تعاون کا
 شکریہ! میں صدر ملکیت سے تمہارے تعاون کی پوری رپورٹ کروں
 گا۔ اوور۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 "تھینک یو سر! تھینک یو۔ اوور۔ کمانڈر مارٹنم نے تشکر
 بھرے انداز میں جواب دیا۔

"اور اینڈ آل"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ٹرانسپیر آف کر کے وہ
 اس پر تھی فزیکولٹی ایڈجسٹ کرنے لگا۔
 اور اس گفتگو سے عمران سمجھ گیا کہ وہ کس طرح چھپنے میں اس بار
 کرنل ڈیوڈ نے ذہانت سے کام لیا تھا کہ سب سے ایئر فورس کے طیارے لے
 تباہ کرنے کے لئے بھیجنے کے اس نے صرف نگرانی کرائی تھی اور خوجوہیوں
 میں ان کا تعاقب کیا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اُسے اس چیلنگ اور

ڈیوڈ نے موڈ بانہ لہجے میں کہا۔
 لیں۔ کیا بات ہے۔ کیا موٹا ایمر جنسی ہے۔ اور۔۔۔ صدہ
 مملکت نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

سر۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہوسے گروپ کو زندہ گرفتار کر
 لیا ہے سر۔ وہ اس وقت تھکناٹاں پہننے جی۔ پی۔ فائیو کے گھیرے میں
 میرے سامنے کھڑے ہیں سر۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔
 کیا کہہ رہے ہو۔ تم ہوش میں ہو۔ اور۔۔۔ صدر مملکت کے لہجے میں

یکھت بے پناہ حیرت ابھراتی تھی انہیں شاید کرنل کی بات کا یقین نہ آ رہا تھا۔
 میں سچ کہہ رہا ہوں جناب!۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے کوئی

پرہیز سے نیکہ گراؤنڈ میں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری تک
 تفصیل تاوا دی۔ البتہ وہ کوئی نہیں میلی کا پٹر کے چھننے اور اوپر سے نیچے گرنے
 والی ساری کاروائی کول کر گیا۔ بلکہ اس نے صدر مملکت کو بتایا کہ وہ میلی کا پٹر چھت
 پر آ رہا کہ سر طرف سے گینے کیے نیچے پڑھیں پگیا تو یہ لوگ وہیں چھت پر
 بنے ہوئے ایک کمرے میں چھپے ہوئے تھے۔ اور اس طرح وہ میلی کا پٹر

لے اڑے۔
 وری کٹہ کرنل!۔۔۔ تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کام سر انجام دیا ہے
 تم اسرائیل کے غلیظ سپوت ہو۔ اسرائیل تم کو اس کا شایان شان انعام دے گا۔ تم

اسی سپورٹس گراؤنڈ میں موجود رہو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ میں نے ہاتھوں
 سے انہیں گولیاں مار ڈنگا۔ انہوں نے ہسپتال مار ڈبا کر کے اسرائیل کو بہت
 بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اور۔۔۔ صدر مملکت نے برعکس لہجے میں کہا۔

جیسے آپ کا حکم سر۔۔۔ ویسے اگر آپ حکم کریں تو میں انہیں لیکر پرہیز

آجاؤں۔ یہ لوگ پوری طرح بے بس ہیں۔ ہر طرح سے سرا
 کر کرنل فرانک بھی اگر آجائیں تو بہتر ہے تاکہ وہ بھی انہیں چیک
 نہ۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے دے دے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ
 کرنل ڈیوڈ، کرنل فرانک پر اپنی برتری جتا چاہتا ہے۔

اگر تم مطمئن ہو کہ یہ فرار نہ ہو سکیں گے۔ تب ٹھیک ہے۔
 یہ پرنیڈنٹ ہاؤس میں لے آؤ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے صدر
 مملکت نے کہا۔

بالکل جناب!۔۔۔ یہ پوری طرح بے بس ہیں جناب!۔۔۔ ویسے
 جناب اگر انہوں نے ذرا ایسی غلط حرکت کی تو میں انہیں گولیوں سے

نت ڈالوں گا۔ اور۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 اور کہ!۔۔۔ انہیں لے آؤ۔ میں کرنل فرانک کو بھی کال کر لیتا

ن۔۔۔ جنرل لے آؤ۔ میں بے صبری سے تمہارا منتظر ہوں۔ اور
 کرنل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ ڈرائیو ٹیڈر کے
 اور اس کے ساتھیوں کو پرنیڈنٹ ہاؤس لے جانے کے لئے اپنے

ہوں کو ہدایات دینے لگا۔ اس کے پہرے برمنسٹ اور شاومانی کا ایشا
 آجھا۔ اور کیوں نہ بہتا۔ اس نے واقعی اپنی زندگی کا سب سے بڑا

سر انجام دے دیا تھا۔

۱۔ اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا جا رہا تھا کہ ان اسرائیلی دشمن محسوسوں کو
 پریڈنٹ ہاؤس میں لایا جائے گا اور پریڈنٹ ہاؤس کے میننگ روم
 نہیں پیش کیا جائے گا جہاں صدر مملکت اپنے خصوصی اختیارات
 استعمال کرتے ہوئے ان ملک دشمنوں کی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔
 ان مجرموں کو پریڈنٹ ہاؤس میں لانے سے فیصلے تک تیل ویزن پر
 دیکھا یا جائے گا۔ یہ اعلان سرکاری طور پر پریڈنٹ ہاؤس کی طرف سے
 کیا گیا تھا اور صدر مملکت نے فوری طور پر پریڈنٹ ہاؤس میں اس
 بات کا رد وائی کو براہ راست اسرائیلی عوام کو ٹیلی ویزن پر دکھانے کے جنگی
 بیات جاری کر دیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی میننگ ہال میں اسرائیلی
 امام اعلیٰ فوجی اور رسول حکام کو پانچ منٹ کے نوٹس پر پہنچنے کا حکم
 دیا گیا تھا۔

کنرل ڈیوڈ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر پریڈنٹ ہاؤس
 تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا چارج صدر مملکت کے سپیشل اسکواڈ
 بنجال لیا تھا۔ یہ سپیشل اسکواڈ پورے اسرائیل کے منتخب سپیشل ایجنٹوں
 میں تھا۔ اور کارگر وگی کے لحاظ سے بے مثال سمجھا جاتا تھا۔ سپیشل اسکواڈ
 چارج کنرل بالڈون تھا جسے مارشل آرٹ میں پوری دنیا میں ناقابل تفسیر
 مانا جاتا تھا۔ وہ سپیشل اسکواڈ کا انسداد بنانے سے پہلے اسرائیلی
 سیکرٹ ایجنسی کا انچارج تھا جس کے ذمے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے
 درمی دشمن شخصیات کی ہلاکت تھی۔ اور کنرل بالڈون نے پوری دنیا میں
 بے ہوئے اہم ترین سپر ایجنٹوں سے مقابلہ کر کے ہمیشہ اپنے آپ کو
 ناقابل تفسیر ثابت کیا تھا۔ اور اب اس کا نام پوری دنیا میں دہشت بن کر رہ گیا

اسرائیلی کے پریڈنٹ ہاؤس میں جرنل کا سامنا تھا
 لگ رہا تھا جیسے یہاں کوئی بہت بڑی تقریب منعقد ہونے والی نہ
 پریڈنٹ ہاؤس کی خصوصی گارڈ ہینک اسلحہ سنبھالے پورے پریڈنٹ
 ہاؤس میں پھیلی ہوئی تھی۔ ٹیلی ویزن کے کیمرے جگہ جگہ نصب کئے جا
 تھے۔ فوج اور رسول کے اعلیٰ حکام کی کاریں کیے لہجہ دیکھ کر پریڈنٹ ہاؤس
 پہنچ رہی تھیں خصوصی میننگ ہال میں لوگ تیزی سے داخل ہو چکے
 اپنی نشستیں سنبھال رہے تھے ہال کے مختلف کونوں میں ٹیلی ویزن کی
 نصب کئے جا چکے تھے۔

پورے اسرائیل میں فوری طور پر یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکر
 سروس کے ارکان جو اسرائیل کے مہیا ایب مجرم ہیں اور جنہوں نے اسرائیل
 کے اندر گھس کر بے پناہ تباہی مچا رکھی تھی اور جنہوں نے اسرائیل کے پیش
 کوہڑے پر اسرائیل پر تباہ کر دیا تھا۔ ہٹے ڈرنا فی انداز میں گرفتار کر

تھا۔ وہ جسمانی طور پر بھی انتہائی یوقامت اور اس قدر معنوں جسم کا کا
 تھا کہ اسے آئرن مین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ خولا کی کوئی موٹی
 سلاح کو اس طرح توڑ دیتا تھا جیسے وہ کچھے دھلکے کی بنی ہوئی ہو۔
 کے سر کے بال گہرے سُرخ تھے اور سر کے بالوں کی طرح اس نے اپنی
 بڑی ہونچھوں کو گہرے سُرخ رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اور اس کے سامنے
 کی سُرخ اور بڑی بڑی آنکھوں نے مل کر اس کے چہرے کو اور بھی ڈی
 انگیز بنا رکھا تھا۔

کرنل بالڈون نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا چارج لیتے ہی
 پہلے ان کی تفصیلی تلاش لی اور پھر انہیں ایک ایسے کمرے میں قید کر
 جہاں اس کے خیال کے مطابق کبھی سببی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ اس کمرے
 چاروں طرف اسپیشل اسکوواڈ کے افراد پہرہ دے رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کرنل بالڈون کے حوالے
 کے بعد تیزی سے اپنی رہائش گاہ پر پہنچا اور پھر وہاں سے لباس بدل کر
 ایک کٹر شیدو سے تازہ شیو بنا کر وہ واپس پرائیویٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ اسپ
 شان اور اکڑ دیکھنے والی تھی۔ اور کیوں نہ مونی۔ آج کی اس ساری تقریر
 اصل میرو تو وہی تھا۔

پورے اسرائیل کے باشندوں نے صبح جاگتے ہی یہ اعلان سنا۔
 اور یہ اعلان نہ صرف ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بار بار کیا جا رہا تھا بلکہ خصوصاً
 ضمیمے بھی شائع ہو کر بازاروں میں پہنچ گئے تھے اور اسرائیل کے یہودی پاک
 سیکرٹ سروں کی اس طرح گرفتاری پرتھروں سے نکل کر سڑکوں پر ناپ ر
 مئے۔ جب کہ اسرائیل کے عرب باشندوں کے چہرے نلکے ہوئے تھے ان

ہل محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے اپنے عزیز بھیا ایک موت کے منہ میں
 پھنس گئے ہوں۔ لیکن وہ لمبے بس تھے۔ اس لئے گھروں میں قید ہو کر رہ گئے
 تھے۔ پورے اسرائیل میں ٹیلی ویژن کھول دیتے گئے تھے۔ جہاں سے
 عمران اور اس کے ساتھیوں کی اسرائیل دشمنی اور ان کی پھیلائی ہوئی تباہی
 کی جھوٹی سچی داستانیں سنائی جا رہی تھیں۔ اسرائیل میں کی جانے والی تمام
 فلسطینی گوریلا کارروائیوں کو بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کھلتے میں
 ڈال دیا گیا تھا۔ اور ایسا تاثر دیا جا رہا تھا۔ جیسے عمران اور اس کے ساتھی انسان
 نہ ہوں۔ بلکہ کوئی وحشی عنایت ہوں۔

میننگ ہال میں موجود ہر شخص کرنل ڈیوڈ کو مبارکباد دینے میں مشغول
 تھا۔ وہ سب رنگ اور حسہ سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ رہے تھے۔ کرنل نہ ایک
 نے گورنر ڈیوڈ کو مبارکباد دی تھی، لیکن اس کا چہرہ سمجھا ہوا صاف دکھائی
 دے رہا تھا۔

کرنل ڈیوڈ آکر کرسی بیٹھا ہوا تھا اور بار بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی
 گرفتاری کی تفصیلات سنا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی چمک تھی جیسے اس
 نے سن تھا پوری دنیا کو فتح کر لیا ہو۔
 میننگ ہال اسرائیل کے اعلیٰ ترین افسروں سے بھر گیا۔ ٹیلی ویژن کیمرے
 ان کرفیسے گئے۔ اور اب میننگ ہال کو براہ راست دکھایا جانے لگا پھر دروازہ
 کھلا اور وزیر اعظم جو اجمعی پوری طرح چہل پھرنہ سکتے تھے ایک وہیل چیئر پر بیٹھے
 اندر داخل ہوئے تو ہال میں موجود ہر شخص ان کے استقبال کے لئے احتراماً
 کھڑا ہو گیا۔ وزیر اعظم خاص طور پر اس تقریب میں شریک ہونے کے لئے آئے
 تھے۔ ان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ کی جگہ گھٹ صاف نظر آتی تھی۔ وہ

سیدھے کھل ڈیوڈ کے پاس آئے اور انہوں نے کھل کر کرنل ڈیوڈ کو اس کے اس عظیم الشان کارنامے پر مبارکباد دی اور پھر ایک طرف بنے ہوئے بیٹج پر رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔
بیٹج برٹین کرسیاں رکھی گئی تھیں جن میں سے دو خالی تھیں۔ ایک پر وزیر عظیم کو بٹھا گیا تھا۔

چند منوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صدر مملکت مکرلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ بھی استقبال کے لئے اٹھنے والوں کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے دوسری کرسی پر بیٹھ گئے۔ جبکہ تیسری کرسی ابھی خالی تھی۔
یہ عظیم الشان کارنامہ چونکہ جی۔ پی۔ فایو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ نے انجام دیا ہے۔ اس لئے آج کی اس فاتحانہ تقریب کے ہیرو کرنل ڈیوڈ ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں گے۔“ صدر مملکت نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کرنل ڈیوڈ کو بیٹج پر آنے کا اشارہ کیا۔

کرنل ڈیوڈ اپنی کرسی سے اٹھا اور پھر بڑے اکرٹھے ہوئے انداز میں وہ بیٹج پر بیٹھا۔ اس نے وزیر عظیم اور صدر مملکت کا اس اعزاز پر شکریہ ادا کیا اور میرٹھی کوٹنے والی کرسی پر بڑے فاتحانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کی گردن اگڑی ہوئی تھی۔

”کرنل ڈیوڈ کو ان کے اس عظیم الشان کارنامے پر مبارکباد کا سستے بڑا اعزاز شرافت اسرائیل دیا جاتا ہے۔“ صدر مملکت نے اعلان کیا اور پورا مینٹنگ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔
صدر مملکت اپنی کرسی سے اٹھے۔ اسی لمحے سائٹ پر کھڑے ان کے پرنسپل سیکرٹری نے بڑے موذبانہ انداز میں اس کے بڑھ کر انہیں ایک تمغیوں ڈبہ

دیا۔ کرنل ڈیوڈ اپنی کرسی سے اٹھ کر صدر کے سامنے آکھڑا ہوا۔ صدر مملکت نے ڈبہ کھول کر اس میں موجود اسرائیل میں بہادری کا سب سے بڑا اعزاز شرافت اسرائیل نکالا اور اسے کرنل ڈیوڈ کے سینے پر لگا دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے باقاعدہ فوجی انداز میں سلوٹ کیا۔ اس سلوٹ کی وجہ سے اس کا مرتبہ اسرائیل میں صدر اور وزیر عظیم کے بعد سب سے بڑا ہو گیا تھا۔ ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا۔ اور کرنل ڈیوڈ واپس ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے سینے پر شرافت اسرائیل نمایاں طور پر جگمگا رہا تھا۔ اس کے بعد صدر مملکت نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ایک مختصر تقریر کی اور پھر انہوں نے مجرموں کو لے آنے کا حکم دیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھڑا کرنے کے لئے دائیں طرف ایک چھوٹا موجود تھا۔ جس کے گرد بے کا ایک بڑا کٹھن لگا دیا گیا تھا۔ یہ کٹھن اسی مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ کیونکہ اسرائیلی آئین کے مطابق پورے اسرائیل کے مجرم کو قہم کی سزا دینے کے اختیارات صدر مملکت کو حاصل تھے۔ اور اس سے پہلے دو بار ایسے مواقع آئے تھے جب وہ فلسطینی لیڈروں کو اس کٹھن سے میں کھڑا کیا گیا تھا۔ ان لیڈروں کو پورے اسرائیل کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ اور صدر مملکت نے اسی طرح مینٹنگ ہال میں انہیں موت کی سزا سنائی تھی۔ اور پھر سب کے سامنے اسی کٹھن کے اندر ہی انہیں مشین گنوں کی فائرنگ سے تھیلی کر دیا گیا تھا۔ آج تیسرا موقع تھا کہ اس خونخوار کٹھن سے پھر ایسے افراد لائے جا رہے تھے جنہیں یورپ سے اسرائیل کا دشمن قرار دیا گیا تھا۔

صدر مملکت کا حکم ملتے ہی کٹھن کے پہنچے موجود دروازہ کھلا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کٹھن سے میں لایا گیا۔ ہال میں موجود ہر شخص کی

نظر کبڑے پرچی ہوئی تھیں۔ ٹیلی ویژن کمیوں کا رنج بھی کبڑے کی طرف ہی تھا اور پورے اسرائیل میں ٹیلی ویژن پر یہ منظر دکھایا جا رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے بازو پیچھے کر کے کلب ہتھکڑیاں ڈالی گئی تھیں۔ جب عمران اور اس کے سارے ساتھی کبڑے میں آگئے تو نہ صرف ان کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ بلکہ دروازے کو کسی سیکورٹی کے تحت نمائش کروایا گیا تھا۔ اور اب وہاں سپاٹ اور سٹیکن ویار تھی دوسرے لمحے کبڑے کی سائڈ میں کرنل بالڈون آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کی برین گن تھی۔

عمران کے ساتھیوں کے چہرے سپاٹ تھے۔ جبکہ عمران کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ اور ایسی حالت میں ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک موجود تھی۔ کرنل بالڈون نے انہیں یہاں لانے سے پہلے جدید ترین ایک اپ واشر سے ان سب کے چہروں پر موجود میک اپ کو صاف کر دیا تھا اور اب وہ سب اپنے اصلی چہروں سمیت مجرموں کی طرح کبڑے میں کھڑے ہوئے تھے۔

واہ! کرنل ڈیوڈ کی تو بڑی شان ہے۔ دیکھو کیسے الٹا بیٹھا ہے۔ جیسے اس کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی بجائے لوسے کی سلاخ فٹ ہو۔ عمران نے کبڑے میں آتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

خاموش رہو۔ تم پورے اسرائیل کے مجرم ہو۔ صدقہ ملکیت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ تو ہمارے لئے اعزاز ہے۔ اور تم نے پہچان لیا کہ یہاں اس سٹینگ ہال میں پورے اسرائیل کے اعلیٰ ترین حکام کو اکٹھا کر لیا۔ تاکہ سب کو معلوم ہو

جائے کہ بیت المقدس کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے مسلمان کس حد تک جا سکتے ہیں۔ پورا اسرائیل اس کا گواہ رہے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خاموش رہو۔ ورنہ گولیوں سے پھیلنی کر دوں گا۔“ کبڑے کے پاس کھڑے کرنل بالڈون نے اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے سٹرنج لومٹر۔ ابھی چند لمحوں بعد تمہارا پورا جسم تمہارے بالوں کی طرح سٹرنج ہو جائے گا۔ عمران نے غراتے ہوئے کرنل بالڈون سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی غرابٹ میں ایسا تاثر تھا کہ ہال میں موجود شخص کے جسم میں بے اختیار سردی لہریں دوڑ گئیں۔

”سر۔ سر۔ یہ میری تو سب کچھ کر رہا ہے۔ سر۔ کرنل بالڈون کی توہین۔ سر۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اس کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے توڑنا چاہتا ہوں۔ سر۔“ کرنل بالڈون نے بکھرتے آگے بڑھ کر صدمہ ملکیت کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

کرنل بالڈون!۔ جب کوئی آدمی بے بس ہو جاتے اور موت کو نظروں کے سامنے دیکھے تو وہ ایسی باتیں کرتا ہی ہے۔ صدر ملکیت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بالکل بالکل!۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ دیکھو سٹرنج لومٹر کس طرح ایک ہی دمکن میں پیدائشی کبڑے کی طرح جھکنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ ہج۔ ہج۔ بے جاہ سٹرنج لومٹر۔ عمران نے کرنل بالڈون کا مزید مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

”جناب! میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ میں اسے پس کر رکھ دوں گا۔ تم۔ میں۔“ کرنل بالڈون نے بڑی طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔ وہ شائد صدر اور وزیرِ عظم کی وجہ سے مجبور تھا۔ ورنہ اس کی جو حالت تھی اس سے یہی دکھائی دیتا تھا کہ وہ عمران پر برین کن کھولنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہنچکا تھا۔

”لوٹو خون نہیں پیا کرتے۔ یہ کام شیروں کا ہے۔ سمجھے۔ تم یوں کہو کہ جناب! مجھے بھوک لگی ہے۔ کوئی بھیڑ کا معصوم بچہ مجھے دیکھتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خاموش رہو۔ تم کیوں اپنی موت کو اور نزدیک کر رہے ہو۔ صدر مملکت نے پرہیز کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”یہ تمہیں کہا جا رہا ہے لوٹو صاحب! اچھی طرح سُن لو۔“

عمران جھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم اس شخص کو موت کی سزا کا حکم سنا رہے ہیں۔

اور ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ کرنل بالڈون اسے خالی ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتارے گا۔ اور اس حکم پر ابھی اور اسی وقت سب کے سامنے عملدرآمد ہوگا۔ اور جس وقت کرنل بالڈون اس حکم کی تعمیل کر دے گا اس کے فوراً بعد باقی مجرموں کو اسی کٹہرے کے اندر نافزارنگ اسکواڈ گولیوں سے چھلنی کر دے گا۔“ صدر مملکت نے بیک وقت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

”شکر یہ جناب! شکر یہ! میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا۔“ کرنل بالڈون نے بیکمخت نیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر جھکت لگتی تھی۔

”اور اگر میں نے اس سُرخ لوٹو کی بٹیاں توڑ دیں۔ تو پھر مجھے کیا انعام ملے گا۔“ عمران نے اسی طرح مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایسا ناممکن ہے۔“ کرنل بالڈون ناقابلِ تسخیر ہے۔ لیکن اگر تم

نے ایسا کر بھی لیا۔“ شب بھی تم اور تمہارے سامنے موت کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ تم سب کو بہر حال سزا ہوگا۔ پھر نافزارنگ اسکواڈ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پوری اسرائیلی قوم کی طرف سے تمہیں یہ ورد آف آرزو بنا دوں گا کہ اگر تم کرنل بالڈون کو خالی ہاتھ نکلت دے دو گے تو بیت المقدس کو کبھی ہیکل سلیمانی میں تبدیل نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ کرنل بالڈون جس نسل سے تعلق رکھتا ہے وہ نسل ہیکل سلیمانی کی حماد تھی اس لئے یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہوگا کہ کیا بیت المقدس کو قائم رہنا چاہیے۔ یا اس کی جگہ ہیکل سلیمانی بنا چاہیے۔“ صدر مملکت نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

”گڈ! اگر تم یورپی دنیا کے یہودیوں کے مانند سے طور پر یہ فیصلہ کر رہے ہو۔ تو پھر سنو! پاکشا اور شا کمرات کے مانند سے کے طور پر میں تمہیں آڈ کرنا ہوں کہ اگر میں کرنل بالڈون سے شکست کھا جاؤں تو تم بڑی خوشی سے بیت المقدس کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کر لینا۔ تمہارا ہاتھ کوئی نہیں روکے گا۔ اگر تم اسے توڑ میں لے آؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پر میرے ساتھ ساتھ عظیم فلسطینی لیڈر شا کمرات کے دستخط بھی موجود ہوں گے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”منظور ہے۔ مجھے یہ معاہدہ مجھے منظور ہے۔ یہاں میننگ ہال

” اس معاہدے کا اعلان اقوام متحدہ میں کیا جانا زیادہ بہتر ہوگا جناب وزیر اعظم نے پہلی بار کہا۔

” ٹھیک ہے۔ تم نے اپنی زندگی کی چند گھنٹوں کو ضور بچا لی ہیں۔ لیکن مجھے یہ تجویز منظور ہے۔ اب اس معاہدے پر تمام کارروائی اقوام متحدہ میں ہوگی اور کل ہی ہوگی۔ اور اس معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد تمہارا اور کرنل بالڈون کا مقابلہ والدنٹ واک پر پوری دنیا کو دکھایا جائے گا تاکہ ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ یہودی کس طرح ہر لحاظ سے مسلمانوں سے برتر ہیں۔ صدر مملکت نے فیصلہ کن سبجے میں کہا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کی گہری جھلکیاں نمودار ہو گئیں۔

تھوڑی ہی دیر میں معاہدہ تیار ہو گیا اور اس پر صدر اور وزیر اعظم نے دستخط کر دیئے۔ اور باقی کارروائی بین الاقوامی فورم پر معاہدے کی تکمیل تک ملتوی کر دی گئی۔ البتہ صدر نے یہ حکم دیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ ان احکامات کے بعد یہ عجیب و غریب میٹنگ ختم کر دی گئی۔

کرنل بالڈون بڑے تسخرانہ انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا کیونکہ اظہار عمران کسی طرح بھی کرنل بالڈون کا پاسک نظر نہ آتا تھا۔ اس نے عمران کا نام ضرور سن رکھا تھا لیکن عمران کو دیکھ کر اسے یقین تھا کہ یہ سب پروپیگنڈا ہے۔

میں اسرائیل اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کے نمائندے موجود ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سب بھی اس معاہدے کے حق میں ووٹ دیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس معاہدے کے تحت تم اور تمہارے ساتھی موت کی سزا سے بچ جائیں گے۔ صدر مملکت نے کہا۔

” ہمیں منظور ہے۔“ ہال میں موجود ہر شخص نے ہاتھ اٹھا کر اس عجیب و غریب معاہدے کی منظوری دے دی۔
” اور کے۔“ پھر معاہدہ تحریر کرو۔“ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

” لیکن اس پر شاکر برات کے دستخط کیسے ہوں گے۔؟ ہم تمہیں حکومت پاکستان کا نمائندہ تسلیم نہیں کرتے۔ البتہ تمہارے ملک پاکستان کا کوئی سفیر اس معاہدے پر دستخط کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ پاکستان کے صدر اپنے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کا اعلان کریں۔“ صدر مملکت نے کہا۔

” تم معاہدہ تحریر کرو۔“ مجھے یقین ہے کہ بین الاقوامی فورم پر اس معاہدے کو آئرن کیا جائے گا۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اور اگر تم اس پر باقاعدہ دستخط کرنا چاہتے ہو تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہنگامی طور پر تمہارا حلیف ایگریمیا اقوام متحدہ کی میٹنگ کال کرے۔ اس میں اس معاہدے کا اعلان کیا جائے۔ پھر تم اور تمہارا حلیف ایگریمیا اس پر دستخط کرے اور شاکر برات اور پاکستان بھی اس پر دستخط کریں۔ باقی رہی موت کی سزا۔ تو ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی پروا نہیں ہے۔“ عمران کے جواب دیا

کے ساتھ ساتھ ایک ٹوہنجی موجود تھا۔ سررحمان کو صدر پاکیشیانے خاص طور پر اس میٹنگ میں طلب کیا تھا کیونکہ عمران ان کا بیٹا تھا اور وہ بانا چاہتے تھے کہ عمران کے متعلق اس کے والد کی کیا رائے ہے۔

میٹنگ ہال میں اس وقت ہر شخص ایک دوسرے سے کھڑے پھیر کر رہا تھا۔ سب کا موضوع عمران تھا۔ اس معاہدے کے ساتھ ہی عمران نے یکجہتی بنی الاوامی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ سررحمان خاموش بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سرسلطان ہر شخص کو یقین دلانے لگے تھے کہ عمران کسی صورت بھی شکست نہیں کھائے گا۔ لیکن شاید کسی کو بھی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا بلکہ زیرو ایکسٹو کے روپ میں اپنی مخصوص کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ریڈیو پر یہ اطلاعات ملتے ہی بیک زیرو نے فوری طور پر صدر مملکت سے اصرار کیا تھا کہ وہ خود کو ٹی نیلسن نہ کریں۔ اس نے کرنل بالڈون کے متعلق تمام تفصیلات حاصل کی تھیں اور ایسے ریکارڈ رکھنے والی بین الاقوامی تنظیموں نے اسے فوری طور پر ریکارڈ مہیا کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسپیر ہرٹس کرسمس سے رابطہ قائم کر کے انہیں اس معاہدے پر دستخط کرنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ ان اقدامات کے بعد بیک زیرو میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔ اسے مکمل یقین تھا کہ کرنل بالڈون، عمران کے مقابلے میں چند لمحے بھی نہ مفہم کے گا۔ حالانکہ کرنل بالڈون کے متعلق اسے جو ریکارڈ ملا تھا اس سے ثابت ہوا تھا کہ کرنل بالڈون اتنا مال شکست سے، لیکن بیک زیرو عمران کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا اور یہ سمجھی کہ اسے تمباکو پر اندھا یقین تھا۔

چند لمحوں بعد صدر مملکت کانفرنس روم میں داخل ہوئے۔ ان کے

پاکیشیا کے صدارتی کانفرنس روم میں ہنگامی کانفرنس طلب کی گئی تھی۔ کیونکہ اس عجیب و غریب معاہدے کی خبر فوری طور پر پوری دنیا میں پھیل گئی تھی اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان ملکوں کے سربراہوں کے صدر پاکیشیا کے پاس اس عجیب و غریب معاہدے کے بارے میں وضاحتی فون آرے تھے۔ وہ سب عمران اور اس معاہدے کے متعلق بانا چاہتے تھے کہ کیا پاکیشیا واقعی ایک آدمی کے سربراہانوں کے قبلہ اول کے متعلق فیصلہ کرنے پر رضامند ہو جائے گا۔

صدر پاکیشیانے ان سب کو بہن جواب دیا تھا کہ وہ صورت حال پر غور کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جی ٹی ٹی ٹی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ صدر پاکیشیانے فوری طور پر ہنگامی میٹنگ کال کی تھی تاکہ اس عجیب و غریب معاہدے پر غور کر کے پالیسی بیان جاری کیا جاسکے۔

میٹنگ میں سرسلطان۔ سررحمان کے ساتھ وزیر خارجہ اور دیگر اعلیٰ حکام

چہرے پر شدید ترین الجھن اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

صدر مملکت کے اندر آنے پر بال میں موجود ہر شخص کھڑا ہو گیا۔ جبکہ بلیک زیرو اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا۔ کیونکہ قانون کے مطابق جس شخص میں صدر مملکت پہلے سے موجود ہوں اور ایکٹیو لیجس میں شامل ہو تو صدر مملکت پر لازم تھا کہ وہ ایکٹیو کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں۔ جبکہ اگر ایکٹیو پہلے سے موجود ہو اور صدر مملکت بعد میں آئیں تو ایکٹیو پر لازم نہ تھا کہ وہ صدر مملکت کے استقبال کے لئے کھڑا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک زیرو بڑے اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔

صدر مملکت نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

”پہلے میں اپنی ذاتی رائے بتا دوں کہ میں سرگز بن گز ایک منحرفے نوجوان پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے قبلہ اول کے تقدس کو ہمال کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ لیکن جناب ایکٹیو صاحب کا اصرار ہے کہ میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے میننگ کال کروں۔ اس لئے میں نے یہ میننگ طلب کی ہے۔“ صدر مملکت نے کرسی پر بیٹھتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”جناب! یہ سزا پوری دنیا کے لئے انتہائی نازک اور اہم ہے۔ اس لئے اس پر پوری طرح غور ہونا چاہیے۔ میں کسی طرح بھی جذبات میں آکر اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرنا۔ اس وقت پوری دنیا کی نظریں اکیٹھا کے ردعمل پر لگی ہوئی ہیں۔“ دوسری کرسی پر بیٹھنے سے ذیبر غم نے کہا۔

”جناب! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔“ ذیبر غم کے خاموش رہنے ہی سر سلطان نے امداد کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے۔“ صدر مملکت نے بیزار لہجے میں کہا۔ وہ شاید مجبوراً اس میننگ میں آئے تھے۔ ورنہ وہ اپنے طور پر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ اس معاہدے کو سرگز بن گز تسلیم نہیں کریں گے۔

”جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اس معاہدے کو تسلیم نہیں کرتے تو ہمارے پاس بیت المقدس کو بچانے کے لئے کیا ناجحہ عمل ہے۔ کیا ہم اسرائیل کو کسی بھی طرح اس اقدام سے روک سکتے ہیں؟“ سر سلطان نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ بیت المقدس اسرائیل میں ہے اور یکریما اسرائیل کا محافظ ہے۔ اور اسرائیل ایکریما کی وجہ سے خود بھی بہت بڑی جنگی طاقت بن چکا ہے۔ دوسری سپر پاور دوسیا بھی اس معاملے میں مسلمانوں کی حمایت میں نہیں ہے۔ پھر دنیا بھر کے مسلمان ممالک متحد و متفق نہیں ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اگر اسرائیل اس بھیانک اقدام پر عمل جلتے تو ہم بزرور طاقت انہیں دیک نہیں سکتے۔ لیکن پوری دنیا کے مسلمان احتجاج کو کر سکتے ہیں۔ اور دیکھنا ہے کہ اسرائیل کا یہی اقدام دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتحاد و آفاق کی وجہ بن جائے۔“ صدر مملکت نے کہا۔

”تو جناب! معاہدے میں یہ شرط تو شامل نہیں ہے کہ لوری دنیا کے مسلمان ممالک اس معاہدے پر دستخط کریں۔ اگر پاکستانی دستخط کر بھی دے تو وہی باقی دنیا کے مسلمان آزاد رہیں گے۔ وہ جو کارروائی چاہیں کر سکتے

میں زیادہ سے زیادہ عمران کے شکت کھانے کی صورت میں ہوگا کہ پاکیشا کوئی عملی اقدام نہ کرے گا۔ لیکن اگر پاکیشا اس معاہدے کو قبول کر لیتا ہے۔ اور پھر عمران کزنل بالڈون کو شکت دینے کا میاب ہو جائے تو کیا اس طرح اسرائیل اس معاہدے پر عمل درآمد پر پابند نہ ہو جائے گا۔ اس طرح بیت المقدس ہمیشہ کے لئے یہودی اقدامات سے محفوظ ہو جائے گا۔ سرسلطان نے کہا۔

”تو آپ کی رائے ہے کہ پاکیشا کو اس معاہدے پر دستخط کر دینے چاہئیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ پاکیشا پورے عالم اسلام میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اگر عمران شکت کھائے تو پھر پاکیشا کی کتنی سبکی ہوگی“ صدر مملکت نے کہا۔

”جناب! مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے۔“

”اچانک سر رحمان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں! آپ فرمائیے! عمران بہر حال آپ کا بیٹا ہے۔ صدر مملکت نے کہا۔

”مجھے سرسلطان نے بتایا ہے کہ عمران کو ایکسٹو نے اس معاہدے میں سنبھالنے سے کئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ عمران کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے عمران بذاتہ کوئی سرکاری حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ ایک نام آوی ہے۔ اور عام آدمی کی بابت پر ابک ملک کی ساکھ اور عزت وادب پر نہیں لگایا جاسکتا۔ جہاں تک عمران کی ذاتی حیثیت کا تعلق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بے حد ذہین ہے اور شاید مارشل آرٹس کے بھی کچھ داؤا نئے آتے ہوں گے۔ لیکن جہاں تک میں نے کزنل بالڈون

۱۸۹

سے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ کزنل بالڈون کو پوری دنیا میں ناقابل است تصور کیا جاتا ہے۔ اس سے طرانی میں آج تک کوئی شخص نہیں بت سکا۔ اور پھر جو صورت حال سامنے آئی ہے اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ عمران چلبے جیسے یا ہارے۔ اسے بہر حال مار ڈیا جاتے۔ ایسی صورت میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے مقدس ترین مقام اور خندا اولیٰ واؤ پر نہیں لگایا جانا چاہیے۔“ سر رحمان نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور بیٹھ گئے۔

”جناب! ایکسٹو! آپ کیا کہتے ہیں“ یہ صدر مملکت نے کزنل بالڈون سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”مجھے سر رحمان صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے کہ کزنل بالڈون اب تک پوری دنیا میں ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے۔ وہ مارشل آرٹس کا انتہائی ماہر ہے اور جسمانی طور پر بھی وہ ناقابل یقین حد تک طاقتور ہے۔ لیکن سر رحمان صاحب باپ ہونے کے باوجود اپنے بیٹے عمران کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتے۔ جو میں جانتا ہوں۔ مجھے مکمل یقین ہے کہ عمران کزنل بالڈون کا اس مقابلے میں وہ حشر کرے گا کہ کزنل بالڈون موت مانگے گا۔ لیکن موت اس سے دور ہٹ جائے گی اور پاکیشا کی عزت و ساکھ میں بھی ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا۔“ بلیک زیرو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”صدر مملکت نے ویگنر شرک سے بھی رائے مانگی۔ لیکن سوا سر سلطان اور ایکسٹو کے باقی سب کی رائے اس معاہدے کی منظوری کے خلاف تھی۔ چونکہ اکثریت اس معاہدے کی منظوری کے خلاف ہے۔ اس لئے

فیصل یہ ہوا کہ اس معاہدے کو پاکستان منظور نہیں کرے گا۔ صدر مملکت نے جتنی لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اب مینگنہ رخصت کی باقی ہے۔

جناب صدر! آپ تشریف لے جائیں۔ اچانک بلیک زیرو نے انتہائی سرد اور تکمانہ لہجے میں کہا۔

کیوں! اب فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ صدر مملکت نے چونک کر ایک ٹوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ تشریف تو لے گئے۔ بلیک زیرو کا لہجہ اور بھی سرد ہو گیا اور صدر مملکت مونٹ بیٹھتے ہوئے والپس کر رہی رہ بیٹھ گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایک ٹوک اگر قانوناً بھی چلے ہے تو ایسا حکم صدر مملکت کو بھی دے سکتا ہے۔

آپ نے فیصلہ کر لیا۔ لیکن اب میرا فیصلہ سنئے! اور آپ جانتے ہیں کہ قانوناً آپ ملکی ساہتی اور عزت و وقار کے مسئلے پر ایک ٹوک کو تسلیم کرنے کے پابند ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ بھی پاکستان کی عزت و وقار کا

مسئلہ ہے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ آپ پاکستان کی طرف سے اس معاہدے کو منظور کریں۔

بلیک زیرو نے انتہائی سرد اور ٹھوس لہجے میں کہا اور مینگنہ میں شریک ہر شخص یوں حیرت سے اٹھ کھڑے ہوئے لگا جیسے وہ کسی انہونی چیز کو دیکھ رہے ہوں۔ یہ بات تو ان کے تصور میں بھی نہ آتی تھی کہ ایک ٹوک کے پاس ایسے اقدارات بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ صدر مملکت کو

ایسا حکم دے سکے اور صدر ایسا حکم ماننے کے پابند ہوں۔

کیا مطلب! میں ملک کا صدر ہوں۔ آپ مجھے حکم دینے کا

کیا اختیار رکھتے ہیں؟ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

سرطان! صدر مملکت کو پاکستان کے آئین میں شامل ایک ٹوک کے

اقتدارات پڑھ کر سنئے جائیں۔ یہ ٹیک ہے کہ اس سے پہلے ایسا موقع کبھی نہیں آیا کہ اس اختیار کو استعمال کر سکوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اس اختیار کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

بلیک زیرو نے کہا۔

سرطان نے سائڈ پر رکھا ہوا بیگ اٹھایا۔ اس میں سے آئین کی

نہ نکالی اور پھر اسے کھول کر انہوں نے بڑے دو بانہ انداز میں صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

اس پر نشانات لگے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اور ان اقتدارات کی تصدیق آئین ساز اسمبلی اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی ریگولیشن کے تحت کی ہے۔ اور یہ اختیارات کسی بھی صورت میں سلب نہیں

کئے جاسکتے۔ سرطان نے دو بانہ لہجے میں کہا۔

میں نے اسے پڑھ کر کہا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس میں ایسا اختیار شامل نہیں ہے۔ آپ الفاظ کی غلط توجیہ کر رہے ہیں۔

صدر مملکت نے غصے سے دانت پیتے ہوئے کہا۔

سیکرٹری قانون یہاں موجود ہیں۔ وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے ان الفاظ کی کیا توجیہ کی ہے۔ ظاہر ہے ان کی توجیہ قانونی حیثیت رکھتی ہے۔ سرطان نے دو بانہ لہجے میں کہا اور صدر مملکت نے ایک طرف بیٹھے ہوئے سیکرٹری قانون انکم ٹیک کی

طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

سر! ایسا پڑھ کر کبھی موقع ہی نہیں آیا۔ اس لئے میں نے

عمران کے سر پر آنا بڑا رکب لے سکتے ہیں تو عمران بہر حال پاکیشیا کا شہری ہے۔ ہمارا تو اس پر زیادہ حق بنتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں اپنے ضمیر سے بھی مطمئن ہوں۔ اب مجھے اپنے فیصلے پر کوئی الجھن نہیں ہے۔ اور مرٹا کیم کٹوا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس فیصلے تک پہنچنے میں مدد دی ہے۔ اور کے! میں ابھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس فیصلے کا اعلان بھی کر دیتا ہوں۔ اور اقوام متحدہ میں پاکیشیا کے مندوب کو ہدایت بھی دے دیتا ہوں کہ وہ پاکیشیا کی طرف سے اس معاہدے پر دستخط کر دیں۔ گڈ بائی۔ صدر ملکیت نے مکرانے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

یہ کرنل بالڈون اتہائی خطرناک چیز ہے عمران صاحب! میں لے اچھی طرح جانتا ہوں۔ جب میں ڈوٹی ایجنٹ تھا تو ایک بار یہ میرے مقابل آیا تھا اور پھر میں کسی ہفتوں تک ہسپتال میں بہوش پڑا رہا تھا۔ میری کئی ہڈیاں اس نے ایسے توڑ دی تھیں جیسے وہ ہڈیاں نہ ہوں بلکہ دھلگے ہوں۔ کیسٹرن شیکل نے کہا۔

ان سب کو مینٹگ ہال سے ایک اور کمرے میں لایا گیا تھا۔ لیکن یہاں بھی ان کے ہاتھوں میں موجود ہتھیاروں نے کھولی کئی تھیں اور جس کمرے میں انہیں پہنچایا گیا تھا وہاں فز نیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے وہ سب فرش پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران صاحب! آپ کی سجاتے میں اس کا متنا بلکہ کر دوں گا۔ میں دیکھوں گا کہ اس کے جسم میں کتنی جان ہے۔ تنویر نے فیصلے پہنچے میں کہا۔

چاہئے۔ ہمیں کوئی لائحہ عمل طے کرنا چاہیے۔ جو لینے تو نوری کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

اچھا جی!۔ ابھی تو میں سرا نہیں۔ تو تم نے پہلے ہی نوری کی حمایت شروع کر دی۔ عمران نے آکھیں کھالتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل ڈیوڈ دوسرے افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ وہ سب چونک کر کرنل ڈیوڈ کو دیکھنے لگے۔

مجھے تو پر اب سچ مچ رحم آنے لگ گیا ہے۔ تم کرنل بالڈون کو نہیں بانٹتے۔ وہ مافوقی الفاظ طاعتوں کا مالک ہے۔ اب یہی وقت ہے کہ تم مقابلے سے پہلے شکست تسلیم کر لو۔ میں جناب حد سے کہہ کر تمہاری موت کو عمر قید میں بدلواؤں گا۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تمہیں کرنل بالڈون نے جھبھایا ہوگا۔ اُسے کہہ دو کہ تمہاری رُوح عمران جیسے کمزور آدمی کے ہاتھوں تمہارے جسم نکلنے کے بعد اس موت پر فخر کیا کرے گی۔ سمجھے۔ اور یہ سچی سن لو کہ تمہیں جس کا نام پرشار ملا ہے۔ یہ کا نامہ میں نے والدہ سے سنا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی لائحہ عمل نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ میں پورے اسرائیل کو تباہ و برباد کر سکتا تھا۔ لیکن اس طرح ہزاروں لاکھوں بے گناہ انسان مر جاتے اس لئے میں نے یہ سب کچھ ایک پروگرام کے تحت کیا ہے۔ اور تم دیکھنا کہ کرنل بالڈون کس طرح موت کا رخص کر رہا ہے۔ اور اگر تمہیں زیادہ ہی اس

تم کتنی جان چاہتے ہو۔ مجھے یاد دو۔ تاکہ میں اس سے زیادہ جان چو لیا کے جسم میں انجلیکٹ کر دوں۔ کم از کم اس طرح ایک ترقی رومینڈ سے تو جان بچھوٹ جائے گی۔ عمران نے مسکاتے ہوئے کہا۔

عمران!۔ کہیں وہ تم پر بھاری نہ پڑ جائے۔ جو لیا جو خاموش بیٹھی موتی مچھی بول پڑی۔ اس نے عجیبی شکل کے کارڈ منایا تھا۔

”تو کیا ہوگا۔ مزار تو ویسے بھی ہے۔ گولیاں لگانا کمر منے کی سچا بہتر ہے کہ کسی سے لڑ کر جی سرا جائے۔ کم از کم حسرت تو نہ رہے۔“ عمران نے بڑے نیازانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب!۔ کیا پالیسی اس معاہدے پر تیار ہو جائے گا۔؟ صفدر نے کہا۔

وہاں تمہارا پاس ایکٹو ہو موجود ہے۔ آخر میں نے اب تک بلا معاوضہ ایکٹو کی خدمت کی ہے۔ وہ میرا اتنا لگاؤ بھی نہ کرے گا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

عمران صاحب!۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ چلو آپ کرنل بالڈون کو شکست دے دیں گے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوگا؟ تو نوری نے پوچھا۔

”بلا تو کھائیں گے اجاب۔ فاتح ہوگی۔ مزار بنے گا۔“ تو لیاں ہوں گی۔ عرس منعقد ہوں گے۔ چڑھاوے پڑھیں گے۔ آنا کافی ہے یا مزید بھی بتاؤں۔ عمران نے مسکاتے ہوئے جواب دیا۔

تو نوری ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس طرح بے بس ہو کر نہیں بیٹھنا چاہا۔

نے سکھاتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار تھے جبکہ باقی ساتھیوں کے چہرے ہلکے تھے۔

”تم شاید اپنی موت کی خبر سن کر پریشان ہو گئے ہو۔ بے فکر رہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔“ عمران نے ان کے لنگے ہوئے چہرے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہمیں اپنی موت کی فکر نہیں ہے۔ ہمیں تمہاری فکر ہے۔ اگر تم ہار گئے تو شاید یہ مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے بدترین شکست ہوگی۔ کاش!۔ یہ مقابلہ میں کسٹا۔“ تنویر نے کہا اس کا چہرہ یکجہت جذبات سے سرنج ہو گیا تھا۔

”واہ میرے شیر!۔ واہ لطف آگیا۔“ جس قوم میں یہ جذبہ بودہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔ ٹائیگر!۔ زیر و ن کار وانی کا آغاز کرو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور پھر وہ ٹائیگر سے مخاطب ہوا جو اس کے قریب ہی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”یس ہاں!“ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگے۔

ٹائیگر ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور پھر وہ بازی گروں کے سے انداز میں اچھلا اور اس کے پشت پر بندھے ہوئے بازو اس کی دونوں ٹانگوں سے نیچے نکل کر ساتے آگئے۔ البتہ اس کے بازو بری طرح ٹھٹھکتے تھے۔ لیکن اس کے چہرے پر یکجہت کے آثار موجود نہ تھے۔ اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں سے اپنے دائیں ٹوٹ کا تسمہ کھولا اور لوٹ آمادہ کر اس نے اسی طرح ٹھٹھے ہوئے اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے جراب اتاری اور

کی مافوق الفطرت طاقتوں پر یقین ہے کہ تم اس کا مقابلہ میرے کسی بھی ساتھی سے کر کر دیکھ لو۔ تمہیں علم ہو جائے گا کہ طاقت کسے کہتے ہیں۔“ عمران نے اپنی عادت کے خلاف انتہائی بخیدہ لہجے میں کہا۔

”تم اپنے ذہن سے یہ غلط فہمی نکال دو۔ کرنل بالڈون تو اس مقابلے پر بے حد خوش ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ تمہیں شکست

دے کر وہ پوری دنیا کے یہودیوں کا لافانی میروں جلتے گا۔ پوری دنیا کے یہودی اس کی ہوجا کر تے رہیں گے۔ تم اس بار بھینے بھی بری طرح ہو۔“ تم نے وسیع گراؤنڈ میں میلی کا پڑا آکر اپنی زندگی کی سب سے بھلائی غلطی کی ہے اور اب تمہیں اس وقت میرے ساتھیوں کو اس غلطی

کا خمیازہ چھٹکنا پڑے گا۔ بہر حال میں تمہیں سرکاری طور پر یہ بتانے آیا ہوں کہ شاکر مسرات اور تمہارے ملک کے صدر نے معاہدے کی منظوری

کا سرکاری اعلان کر دیا ہے۔ اور اقوام متحدہ کے جنگامی اجلاس میں اس معاہدے پر دستخط ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب تمہاری زندگی کی کھڑاں

ختم ہو چکی ہیں۔ جناب صدر تمہیں زیادہ ویر زردہ بننے کا موقع نہیں دینا چاہتے۔ اب سے ایک گھنٹے بعد اسی گراؤنڈ میں جہاں سے تم

گرفتار ہوئے تھے، تمہارا اور کرنل بالڈون کا مقابلہ ہوگا۔ اور وہیں

تمہارے ساتھیوں کو تمہارے مرنے کے بعد فائرنگ اسکوڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے بڑے ناخوشانہ انداز میں کہا اور پھر مزید

کچھ کہے بغیر وہ تیزی سے مڑا اور اپنے ساتھیوں سمیت دروازے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔

دیکھا!۔ میں نے کہا نہ تھا کہ تمہیں کچھ نہ کچھ کرے گا۔“ عمران

پھر چٹکی سے اس نے اپنی اڑی کی ایک مخصوص جگہ کو پکڑ کر کھینچا تو ایک باریک سی جھلی ہو باکھل اس کی کھال کے ہم رنگ مٹی کسی پٹی کی طرح اتر گئی۔ اور سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر ایک پتہری سی گوشت کے مانند چپٹی ہوئی مٹی۔ اس نے چٹکی سے وہ پتہری اتاری اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس پتہری کے دونوں سرے پکڑ کر اُسے آہستہ سے مخصوص انداز میں دبایا تو اس پتہری سے اس طرح ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ ٹرانس میٹر ہو۔ اور وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جا دو کو دیکھنے لگے۔

بیلو۔ بیلو۔ درویش بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح پتہری کو مخصوص انداز میں دہلتے ہوئے کہا۔

لیس۔ عارث بول رہا ہوں۔ تم کہاں سے ہو۔؟
مست ٹانگ کہاں سے۔ اور۔۔۔؟ دوسری طرف سے چلنے آ رہی تھی
پرجوش آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے دوسری طرف سے بولنے والا
اس کا لہرنت حیرت زدہ ہو۔

وہ بھی موجود ہیں۔ لو بات کرو۔ اور۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر
اس نے بڑی مشکل سے پتہری عمران کے قریب کی۔ وہ مسلسل اسے
مخصوص انداز میں دبا رہا تھا۔

سنو عارث! ایک گھنٹے بعد سپورٹس سٹیڈیم میں میرا کرنل بالڈون
کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہے۔ وہاں میرے ساتھی بھی موجود ہوں گے
ہم نے اس مقابلے کے بعد وہاں سے نکلنا ہے۔ ظاہر ہے کہ انہوں
نے اس معاملے میں انتہائی سخت اقدامات کر رکھے ہوں گے۔ تم

صرف اتنا کرو کہ اسراہیلی صدر جس جگہ بیٹھا ہوا ہو۔ تم کسی اشارے
سے وہ جگہ مجھے دکھا دینا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔ کیا تم اتنا کر سکتے
ہو۔ اور۔۔۔؟ عمران نے کہا۔

کیوں نہیں کر سکتا۔ آپ کہیں تو میں اس سٹیڈیم پر دھاوا بولوں
دوں اپنی پوری طاقت سے۔ اور۔۔۔ عارث نے کہا۔

دھاوا بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لوگ احمق نہیں ہیں۔
انہیں معلوم ہے کہ تم لوگ ہماری پشت پر ہو۔ اس لئے وہ ہماری طرف
سے خاص طور پر ہوشیار ہوں گے۔ البتہ انہیں ہماری فکر نہیں
ہوگی۔ وہ ہماری طرف سے بے فکر ہوں گے۔ مجھے تم مقابلے سے
پہلے صرف وہ جگہ بتا دینا جہاں صدر اور وزیر عظیم بیٹھ کر یہ مقابلہ کھیں گے
تم صرف اتنا کرنا کہ اس طرف سرجے رنگ کا ایک رد مال سر پر باندھ کر کسی
کو بھیج دینا۔ میں مسجد جاؤں گا۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں کر لوں گا۔ لیکن۔۔۔ دوسری طرف سے
عارث نے مزید کہنا چاہا۔

اور اینڈ آل۔ عمران نے کہا اودا ٹائیگر نے پتہری کو دینا
چھوڑ دیا۔ اور پھر اس نے پتہری کو واپس گوشت کے ساتھ اسی انداز
میں چپکایا کھال ناما جعلی دوبارہ ایڈجسٹ کی۔ جراب پہن کر بوٹ کے تسمہ
کو کس کر دوبارہ باندھ لیا۔

سب کی ہتھکڑیوں کے بٹن پر لیس کر دو۔ عمران نے کہا اودا ٹائیگر
اسی انداز میں آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے صفدر کی پشت پر
موجود ہتھکڑی کا بٹن پر لیس کیا۔ کنگ کی آواز سنائی دی۔

ابھی یہ ہتھکڑی کھولنا نہیں۔ ورنہ ہم مشکوک ہو جائیں گے۔ ضرورت سے پہلے تم سب نے اسی حالت میں رہنا ہے۔ عمران نے کہا انا صفدر نے سر ہلادیا۔

تھوڑی ہی دیر میں سولے عمران کے باقی سب کی ہتھکڑیوں کے بٹن پریں ہو چکے تھے۔ اور عمران نے خود پشت ٹائیگر کی طرف کر کے اس کی ہتھکڑی کا بٹن بھی پریں کیا اور ٹائیگر نے پہلے کی طرح اچھل کر دونوں ہاتھ واپس پشت پر کر لئے۔

کمال ہے۔ یہ پتی بھی کمال ہے۔ میرے خیال میں اب تم نے جا دو سیکھا شروع کر دیا ہے۔ جو لیا نے حیران ہوتے ہوتے کہا۔ یہ آئیڈیا ٹائیگر کا اپنا تھا۔ میں نے اسے سر واؤ کے پاس بھیجا تھا اور پھر چھ ماہ آبی مسلسل سختی کے بعد یہ چیز تیار ہو گئی۔ بظاہر پتی ہی ہے۔ لیکن درحقیقت آستہائی وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسپیر ہے۔ اور ایسا ٹرانسپیر جس کی کال جب تک نہیں ہو سکتی۔ بہر حال ٹاپ ایمر جنسی کے لئے بے حد فائدہ مند چیز ہے۔ اچھا اب پروگرام سن لو۔ میں نے مقابلے کے بعد صدر کو یرغمال بناا ہے۔ کیونکہ ان سب کے ذہنوں میں یہ بات واضح ہے کہ کرنل بالڈون ضرورت میں جیت جلتے گا۔ اس لئے جب کرنل بالڈون شکست کھائے گا تو وہ سب حیرت کی زیادتی سے چند لمحوں کے لئے ماؤف ہو جائیں گے۔ اور میں انہی لمحات کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ میں صدر کو یرغمال بنا کر اس کی زندگی کی قیمت پر خود بھی یہاں سے نکلوں گا اور تم سب کو بھی لے جاؤں گا۔ وہ لوگ اپنے صدر کی زندگی بچانے کے لئے میری بات ماننے پر مجبور ہو

ہیں گے۔ لیکن اگر میری پلاننگ کسی وجہ سے فیل ہو جائے۔ تو تم نے خود حرکت میں آنا ہے اور اس کے بعد جس طرح بھی ہو سکے یہاں سے نکلا ہے۔ عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے اب ہم چوہوں کی طرح ان کے ہاتھوں سے منہ سے نوریسے۔ ولے اگر یہ کارروائی میٹنگ ہال میں کر لی جاتی تو آسانی رہتی۔ کیڈین ٹیکل نے کہا۔

میرا پروگرام تو یہی تھا۔ لیکن وہاں یہ معاہدہ سامنے آگیا۔ تو میں نے سوچا کہ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے پناہ پر وگرام ملتوی کر دیا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اچھا اب سمجھی۔ تمہارا پروگرام یہ تھا کہ تم اسرائیل کے صدر کو یرغمال بنا لو گے۔ اور اسے یرغمال بنا کر اپنی بات نونالے پر ان لوگوں کو مجبور کرو گے۔ جو لیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں! گرفتار ہوتے وقت میری پلاننگ یہی تھی۔ ورنہ ان بچیوں سے مقابلہ تو کیا جاسکتا تھا۔ اور ہم بہر حال نکل جاتے۔ کرنل ڈیوڈ نہیں روک نہ سکتا تھا۔ لیکن میں یہ بی چونسے کا کھیل ختم کرنا چاہتا تھا۔ جب کرنل ڈیوڈ نے ہمیں زندہ گرفتار کرنے کا اعلان کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر وہ فوری ہلاکت کے پیکر میں پڑنا نہ خواہے ہمیں متاثر نہ کرنا پڑتا۔ اپنی ہتھکڑی تو میں پہلے ہی ہول چکا تھا۔ یہ میری اسٹیج کا کمال ہے جو تمہارے ہتھکڑی کے بٹن تک پہنچ جاتی ہے۔ میں نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ پرنڈیہ نٹ اؤس چھینچے ہی میں صدر کو یرغمال بنا لوں گا۔ اور پھر آگے کوئی

ہے۔ وہی کیروں کی تنصیب کا ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ وہ اس
مقابلے کو ہر اینگل سے ٹیلی کاسٹ کر سکیں گے۔ سٹیڈیم کو بالکل
عالی رکھا گیا ہے۔ کسی ایک آدمی کو بھی اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے
تاہم کہ کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو سکے۔ سٹیڈیم کے باہر ریڈ آرمی گاگنل ہوگا
ور اوپر طرٹی انٹیلی جنس جنگی ہیلی کاپٹروں میں گشت کرے گی۔ اس
مقابلے کو آپ کے اور اعلیٰ حکام کے علاوہ باقی ہر شخص صرف ٹیلی ویژن
پر ہی دیکھ سکے گا۔ اس رنگ سے ذرا ہٹ کر ایک کٹہرہ بنایا گیا
ہے جس میں عمران کے ساتھی قید ہوں گے۔ یہ کٹہرہ جنگامی طور
پر صرف سٹیڈیم میں ہے۔ اوپر سے کھلا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے
بقیہ پشت پر جھوٹے ہونے میں اس لئے ان کی طرف سے کوئی خطہ
نہیں ہے۔ جب عمران ختم ہو جائے گا تو پھر آپ کے حکم کی تعمیل
کرتے ہوئے فائرنگ اسٹوڈیو کٹہرے کے چھبے موجود ہوگا ان مجرموں کو
اسی کٹہرے کے اندر ہی گولیوں سے آزادے گا۔ کزن فرانک

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
گڈ! یہ اچھا انتظام ہے۔ انکوڈر میں کتنے افراد ہوں گے؟
صدر نے وزیر اعظم کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ انکوڈر میں
بیٹھے والوں کا انتخاب وزیر اعظم نے اپنے فتنے لے رکھا تھا۔

”صرف دس افراد جناب! آپ کے ادریمے سمیت۔ جس میں
ٹریمیا کٹہرے، روسیاہ کا سفیر، فوج کا کمانڈر انچیف اور اسی طرح
بے دوسرے اعلیٰ حکام۔ انہیں خصوصی پاس جاری کر دیئے گئے ہیں۔
اور انکوڈر میں داخل ہونے سے پہلے کمپیوٹر ان کی چکنگ کرے گا۔“

خاصے بٹے کرے میں اس وقت اسراہیلی صدر نے ہنگامی سینگ
بلوائی ہوتی تھی۔ کرے میں صدر سمیت پھر افراد موجود تھے جن میں وزیر اعظم
کزن بالڈون، کزن ڈیوڈ، کزن فرانک اور طرٹی انٹیلی جنس کا کزن باسٹر
جواب صحت یاب ہو گیا تھا موجود تھے۔

”کزن فرانک! سٹیڈیم میں حفاظت کے انتظامات تمہارے اور
کزن باسٹر کے ذمہ ہیں۔ کیا تم دونوں ان انتظامات سے مطمئن ہو؟
کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ان مجرموں کو چھلانے کے لئے فلسطینی گوریلے
لازمًا سٹیڈیم پر حملہ کریں گے۔“ صدر مملکت نے کہا۔

”جناب! میں نے اور کزن باسٹر نے تفصیلی طور پر ان انتظامات
کو طے کیا ہے۔ سٹیڈیم کی ایک سائیڈ پر کزن بالڈون اور عمران
کے مقابلے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک پیش انکوڈر
میں آپ کے، وزیر اعظم صاحب اور دوسرے اعلیٰ حکام کے بیٹھنے کا انتظام

ذویر عظیم نے کہا۔

کرنل بالڈون! آپ عمران کے خاتمے کے لئے کنگڈ! کیونکہ اب سارا کھیل آپ کے سر پر ہے۔ پوری دنیا کے یہودی آپ پر نظر لگائے ہوئے ہیں۔ صدر نے کرنل بالڈون سے مخاطب ہو کر کہا۔

آپ نے فکر میں جناب! کرنل بالڈون کے لئے تو یہ بچوں کا کھیل ثابت ہوگا۔ میں اس حقیقت پر حیرت سے کوچکنیوں میں مسل دوں گا۔ کرنل بالڈون نے بڑے مشکبرانہ انداز میں کہا۔

میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اچانک کرنل ڈیوڈ نے سر ہلایا انداز میں کہا۔

ہاں فرمائیے! پہلے یہ بتائیے کہ قیدی جواب آپ کے چارج میں ہیں۔ ٹھیک ٹھاک ہیں۔؟ صدر ملک نے کرنل ڈیوڈ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

یہ سراسر! وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ میں انہیں چیک کر چکا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہللاتے ہوئے جواب دیا۔ ٹھیک ہے۔ اب فرمائیے! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ صدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جناب! میں محسوس کر رہا ہوں کہ کرنل بالڈون اس مقابلے کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ وہ عمران کو کمزور حریف سمجھ رہے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کرنل بالڈون ناقابل تئیر ہیں۔ لیکن شاید انہیں عمران کی شہرت کا صحیح علم نہیں ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

مجھے سب کچھ معلوم ہے کرنل ڈیوڈ! لیکن آپ ایسے الفاظ استعمال کر کے میری توہین کر رہے ہیں۔ اس جیسے دس عمران بھی اگر بل کر آجائیں۔ تو پھر بھی کرنل بالڈون کا بال جی بکا نہیں کر سکتے۔ آپ ابھی دیکھیں گے کہ میں عمران کا کیا حشر کرتا ہوں۔ میں اس کو پس کر رکھ دوں گا۔ اس کی ہڈیوں کا سڑھ بنا دوں گا۔ کرنل بالڈون نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ مزید سُرخ ہو گیا تھا۔

کرنل ڈیوڈ! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم نے کرنل بالڈون کو جانے بغیر اٹارنا بڑا رسک لے لیا ہے۔ اگر کرنل بالڈون ہار جلتے ہیں۔ تو آپ جانتے ہیں کیا ہوگا۔ پوری دنیا میں یہودیوں کی نہ صرف زبردستی ہوگی بلکہ ہمارا بیت المقدس کو میکسل سلیمانی میں تبدیل کرنے کا خواب بھی کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ایسی صورت میں پوری دنیا کا دباؤ مسلمانوں کی پشت پر ہوگا۔ ہم نے سب کچھ سوچ سمجھ کر کرنل بالڈون سے اس مقابلے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور مجھے مکمل یقین ہے۔ بلکہ سو فیصد یقین ہے کہ کرنل بالڈون فتح حاصل کریں گے۔ صدر ملک نے بھی قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ انہیں بھی شاید کرنل ڈیوڈ کی یہ بات پسند نہیں آتی تھی۔

سوری سراسر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ آپ جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر سٹیڈیم میں پہنچیں۔ انتہائی احتیاط سے۔ کرنل فرانک اور کرنل باسٹرا

آپ اپنی ڈیوٹی پر پہنچیں۔ اور کرنل بالڈون! آپ بھی مکمل تیاری کے ساتھ سٹیڈیم پہنچ جائیں۔ اب وقت بالکل کم رہ گیا ہے جب سب مہمان آجائیں۔ تب آپ ہمیں کال کریں گے تو پھر میں اور وزیر اعظم صاحب پہنچ جائیں گے۔ صدر مملکت نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

صدر مملکت کے اٹھتے ہی باقی سب افراد سوائے وزیر اعظم کے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ کیونکہ وزیر اعظم صاحب ابھی اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے کارڈ انہیں وہیل چیئر پر بٹھا کر پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑے ہیلی کاپٹر میں سوار کر کے سپورٹس سٹیڈیم میں لے جایا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر ناسا بڑا تھا۔ اس لئے وہ سب اطمینان سے سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں ان کے علاوہ پانچ مسلح افراد بھی موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ بھی آگے پائلٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کی حفاظت کے لئے پانچ جنگی ہیلی کاپٹر ساتھ ساتھ پرواز کر رہے تھے۔

اگر یہ مقابلے والا پیکر نہ ہوتا۔ تو اس وقت ان لوگوں سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موقع تھا۔ عمران نے اردو میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ کیونکہ جتنی کہیں وہ کسی بھی لمحے کھول سکتے تھے۔ اور پھر کپک بھینکنے میں وہ ان مسلح افراد سے اسلحہ بھی حاصل کر لیتے اور ساتھ ہی ہیلی کاپٹر پر قبضہ بھی۔ لیکن اب تو مسئلہ ہی عجیب آن پڑا تھا۔ اس لئے وہ سب بے بس تھے۔

عمران کے سارے ساتھی اس وقت مقابلے کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے۔ یہودیوں نے جس طرح کرنل بالڈون پر اندھا اعتماد کیا تھا، اور کیپٹن شیکل جیسے ماہر لڑاکا اور طاقت ور آدمی کا بیان کر اس نے چند لمحوں میں اس کی ہڈیاں کچے دھلا گے کی طرح توڑ دی تھیں۔ ان سب باتوں نے انہیں ذہنی طور پر شدید کمکش کا شکار کر دیا تھا۔ وہ یہ بات تو جانتے تھے کہ عمران سے لڑائی میں جیتنا آسان نہیں۔ لیکن بہر حال ہر سیر کا سوا سیر تو ضرور ہوتا ہے۔ تو کیا کرنل بالڈون عمران کے لئے سوا سیر ثابت ہوگا۔ یا عمران کرنل بالڈون کے لئے سوا سیر ثابت ہوگا۔ اس کا فیصلہ تو بہر حال میدان میں ہی ہو سکتا تھا۔

سب سے زیادہ بڑی حالت جو یا کی تھی اس کی آنکھوں کے نیچے تو اس طرح حلقے پیدا ہو گئے تھے جیسے اس کے جسم سے خون ناپ ہوتا جا رہا ہو۔ خوبصورت اور تروتازہ چہرہ بھجھنے پھولنے کی طرح اس نظر آ رہا تھا عمران! اگر کرنل بالڈون نے تمہیں شکست دے دی تو پھر کیا ہوگا؟ جو یا سے نہ ہا کیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

”پہلے بتایا تو بے کر کیا ہوگا۔ اگر تم ابھی ہی خوفزدہ ہو تو چلو میں وصیت بھی کر دیتا ہوں۔ اور میری وصیت کے مطابق تم میرے بندہ تنزیہ سے شادی کر سکتی ہو“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہاری میری مذاق کی ہر دقت کی عادت کسی دن لے ڈوبے گی۔ تم کرنل بالڈون سے اس مطالبے کو بھی مذاق سمجھ رہے ہو۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ یہودی حد سے زیادہ چالاک اور عیار لوگ ہیں۔ انہوں نے ضرور کرنل بالڈون کو جتوالے کے لئے کوئی گہرا منصوبہ تیار کر رکھا ہوگا۔

جو یا نے اتہائی بھجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر وہ ایسا کرتے جو یا!۔ تو پھر وہ یہ مقابلہ ٹیلی ویژن پر نہ دکھاتے ویسے انہیں سو فیصد کیا ہزاروں فیصد یقین ہے کہ کرنل بالڈون ناقابل شکست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بین الاقوامی طور پر اس معاہدے پر رضامند ہو گئے ہیں“ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تیار ہو جاؤ۔ تمہاری مہم قتل گاہ آگئی ہے۔ اسی لمحے پانٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے مُڑ کر کوچی آواز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہیلی کا پرنے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ یہ تو وقت تباہے گا کہ یہ کس کی مہم قتل گاہ بلکہ مذبح خانہ بنتا ہے۔

تمہیں آنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں“ اس بار تو نے بڑے تلخ اور سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے اپنی گردن موڑ لی۔

عمران مسکرایا۔ اُسے تنویر کے جذبات کا احساس تھا۔ حالانکہ وہ تنویر کو ہر وقت تنگ کر رہا رہتا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ تنویر اپنی جان دینا تو گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے جسم پر کسی غیر کا لگا یا بوا زخم برداشت نہیں کر سکتا۔ باقی رہی آپس کی لڑائی۔ وہ تو بہر حال حلیتی ہی رہتی ہے۔

پہیلی کا پڑا اتر چکا تھا۔ اور پھر انہیں باہر نکالا گیا۔ عمران نے باہر آتے ہی سارے سٹیڈیم کا جائزہ لیا اور پھر مقابلے کے لئے نائے گئے رنگ اور اس کے ساتھ بنے ہوئے مخصوص انکوار کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ رنگ وسیع و عریض سٹیڈیم کے وسط میں بنایا جائے گا۔ جہاں سے اعلیٰ ٹور تک پہنچنا اس کے لئے بے

انتہائی مہارت اور ذہانت سے انہیں اسی سٹیڈیم میں گرفتار کر لیا اور صدر امرتسر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کی سزا دی ہے۔ اس کے بعد کرنل بالڈون کے کاناموں اور اس کی لڑائی اور مارشل آرٹ میں بے پناہ مہارت کے تقصید سے کہے جانے لگے۔ انکو نذر میں مہمان آنے شروع ہو گئے تھے اور تھوڑی دیر بعد سوائے دو کرسیوں کے ایک باقی سب کرسیاں بھر گئیں۔

عمران یہ دیکھ کر مہم کر آیا کہ ایک کرسی پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سر پر گہرا مندرجہ رومال باندھ رکھا تھا۔ عمران سمجھا گیا کہ یہ یقیناً حادثہ کا آدمی ہے۔ گو اب جو صورت حال سامنے آئی تھی اس سے اس اٹلے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بہ حال یہ بات پہلے طے ہو چکی تھی۔ اس وقت عمران کا خیال تھا کہ پورا سٹیڈیم ہاشمیتوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ اس سے پریذیڈنٹ کی فوری نشاندہی مشکل ہوگی۔ لیکن اب تو انہوں نے انتظام ہی ایسا کیا تھا کہ عمران کی مشکل خود انہوں نے حل کر دی تھی۔

عمران بڑے اطمینان سے رنگ کی کرسیوں سے پشت لگائے کھڑا انکو ٹھہرا کر جانز لے رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں مقابلے کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال کا تفصیلی جائزہ لے رہا تھا کہ اسی وقت لاؤنسپیکر پر صدر اور وزیر اعظم کی آمد کا اعلان ہوا اور عمران چونک کر سیدھا بول گیا۔

مشکل ثابت ہوگا۔ لیکن اب تو وہ ایک زور دار چھلانگ کی مدد سے رنگ سے اٹھو کر میں داخل ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا۔ عمران کو ساتھیوں سے علیحدہ کر کے رنگ کی طرف لے جایا گیا۔ جب کہ عمران کے ساتھیوں کو ساتھ ہی بنے ہوئے کٹھنرے میں داخل کر دیا گیا۔

انکو نذر میں کرنل فرانک اور دوسرے لوگ ادھر ادھر آتے جاتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ٹیلی ویژن کمیون کا بڑا بڑا جال ماریا ہوا تھا۔ آسمان پر میلی کا پلنگشت کر رہے تھے جب کہ باقی سٹیڈیم میں ڈور ڈور مسلح افراد کی صفیں موجود تھیں۔ اس انکو ٹھہرے کے علاوہ وہاں کسی اور کے بیٹنے کی جگہ نہ بنانی لگی تھی۔

رنگ کی ایک سائڈ میں پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پیر عمران کے ہاتھوں میں پہنی ہوئی جینگز کی کھول کر اسے رنگ میں داخل کر دیا گیا۔ عمران نے اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح مسلا اور چہرہ دہ خائے بڑے رنگ میں گھوم کر اس کا اس طرح جائزہ لینے لگا جیسے اکھاڑے کا خلیفہ اکھاڑے کو کشتی سے پہلے چیک کرتا ہے۔

ٹیلی ویژن کمیونے آن ہو چکے تھے اور اس کے ساتھ ہی انکو ٹھہرے اور پھر لگا ہوا ایک جدید قسم کا لاؤنسپیکر آن ہو گیا کسی نے انگریزی میں باتا ہوا کہ کئی شروع کر دی۔ وہ عمران کے متعلق بتا رہا تھا کہ یہ مسلمانوں کا مائدہ ہے اس کا نام علی عمران ہے اور یہ اسرائیل کا مجرم نمبر ایک ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جن کا تعلق پالیشیا سیکرٹ سروں سے ہے۔ فلسطینی لیڈر شاکر سرات کے گھانے پر اسرائیل میں تباہی مچا دی اور کرنل ڈیوٹونے

کرنل بالڈون پہلے انکلوژر میں گیا۔ وہاں اس نے صدر اور وزیرِ عظم اور باقی مہمانوں سے ہاتھ ملایا اور چہرہ وہ تیزی سے سُڑ کر رنگ کی طرف بڑھا جہاں عمران بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔

صدر صاحب! — یہ باتیں کر شکست کا اعلان صرف کرنل بالڈون کی موت پر ہی ہوگا۔ یا اس کو سانس لیتا چھوڑ دوں۔ اور اس کے جسم کی ساری ہڈیاں توڑ دوں۔ تب ہی شکست تسلیم کر لی جائے گی۔ عمران نے یکجہت اونچی آواز میں انکلوژر کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

شٹ آپ! — موت کو سامنے دیکھ کر جو اس پر اتر آئے ہو۔ صدر کی جگہ رنگ کے قریب پہنچے ہوئے کرنل بالڈون نے جیتنے ہوئے کہا۔

تم چپ رہو سُرنج لوسٹر! — تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ میں تو تمہارے صدر سے بات کر رہا ہوں۔ عمران نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

موت۔ صرف موت ہی فتح و شکست کا فیصلہ کرے گی۔ صدر حکمت نے اٹھ کر کہا اور ان کی آواز لاؤڈ سپیکر پر گونج اٹھی۔

اُدھر کرنل بالڈون کی حالت عمران کا فخر و سُن کر دیکھنے والی ہوئی وہ بھیسے ہوئے سائڈ کی طرح رنگ کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر اس نے جھلاک ماری اور اچھل کر رنگ میں آ گیا۔

آؤ آؤ! — آگے آؤ۔ میں تمہیں تباؤں کر کرنل بالڈون کیا ہے۔ کرنل بالڈون نے غصے کی شدت سے دانت پستے ہوئے کہا۔

تباؤ کی کیا ضرورت ہے۔ میں جاتا ہوں کہ تم ایک حقیر سے لوسٹر

انکلوژڈ میں خالی پڑی ہوتی دونوں کرسیوں پر صدر اور وزیرِ عظم کے بیٹھے ہی مقابلے کے آغاز کا اعلان کر دیا گیا۔ اور پھر ٹیڈم کے ایک دروازے سے کرنل بالڈون بڑے مغرورانہ انداز میں چلتا ہوا ٹیلیڈیم میں داخل ہوا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا چٹ لباس پہنا ہوا تھا۔ دائرہ منگھون اور سر کے بال گہرے سُرنج تھے۔ آدھے بازوؤں کی چُست بُیان میں اس کے بازوؤں کی مچھلیاں بُری طرح تزیین رہی تھیں۔

کرنل بالڈون کے اندر داخل ہوتے ہی انکلوژر میں بیٹھے ہوئے صدر اور دوسرے مہمان اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور چہرہ سب تالیاں بجانے لگے۔ البتہ وزیرِ عظم چونکہ اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکتے تھے اس لئے وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے تالیاں بھانے میں مصروف تھے۔

عمران کی نظریں کرنل بالڈون پر جمی ہوئی تھیں جبکہ ساتھ کھڑے میں کھڑے عمران کے ساتھیوں کی نظریں عمران کا جاہز لے رہی تھیں۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور سُرخ لوسٹرا۔ بہت تماشا دکھایا ہے تم نے۔“ عمران کی سرور اور غمرانی ہوئی آواز سنا تی دی۔

اور کرنل بالڈون نیچے گرتے ہی یکلخت الٹی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ الٹی قلابازی کی وجہ سے وہ عمران سے کافی فاصلے پر جا کھڑا ہوا تھا۔ اس نے شاید یہ قلابازی اس لئے کھائی تھی تاکہ عمران اٹھتے وقت اس پر کوئی ضرب نہ لگا سکے۔ لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا تھا۔

میں نے سوچا کہ تمہاری کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ سمجھے۔ اس لئے تم دو معمولی ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ مقابلہ ساری دنیا کے مسلمان بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اب ذرا ہوشیار ہو کر حملہ کرنا۔“ عمران نے اسی طرح سرور اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز خاصی بلند تھی۔

”تم۔ تمہیں۔ تمہیں تو میں پوسیس کر رکھ دوں گا۔“ کرنل بالڈون نے جینے جینے لہجے میں کہا اور چہرہ وہ تول تول کر عمران کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

واہ! کیسے زخموں کی طرح رقص کر رہے ہو۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ابھی اس کا فقوہ نکھل نہ ہوا تھا کہ کرنل بالڈون نے یکلخت اس پر جھلاٹک لگا دی۔

جیسے ہی کرنل کے قدم زمین سے اُٹھے، عمران بھی سبلی کی سی تیزی سے تڑپا اور اس کے دونوں ہاتھ ایک لمبے کے لئے فرش پر گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا گیا۔ لیکن اس قلابازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے

دونوں جڑے ہوتے پر توں کی صورت میں گھومتے ہوئے کرنل بالڈون کی ٹھیک ٹھوڑی پر پڑے۔ اور کرنل بالڈون جو انتہائی تیز رفتاری سے عمران پر حملہ کر رہا تھا ایک خوفناک چیخ مار کر کسی گیسند کی طرح اچھلا ہوا پشت کے بل والپس زمین پر جا گرا۔

عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمبے جیسے سبلی چکیتی سے اس طرح وہ ایک لمبے کے لئے جھکا اور دوسرے لمبے اس نے گر کر اٹھتے ہوئے کرنل بالڈون کی دونوں پنڈلیاں پکڑ لیں اور اس کا جسم پکھلتا کرتا اور پھر سب حیرت کے مارے بت بنے رہ گئے۔ جب کرنل بالڈون کا جسم فضا میں سیدھا بلند ہوا۔ جسم ایسے بلند ہوا جیسے ماری تماشا دکھانے کے لئے لڑکے پر کپڑا ڈال کر اس کا جسم فضا میں سیدھا بلند ہوتا دکھاتے ہیں۔ اور پھر اسی لمبے عمران کی عین توقع کے مطابق کرنل بالڈون اس کے جال میں پھنس گیا۔ کرنل بالڈون نے انتہائی تیزی سے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے نکالنے کے لئے اپنے بازوؤں کو اندر کی طرف مڑوا۔ اور تیزی سے اپنے جسم کو سائیڈ میں کرنا چاہا۔ اس طرح ظاہر ہے کہ عمران کی گرفت لازماً ختم ہو جاتی۔ بلکہ عمران خود بھی پہلو کے بل زمین پر جا گرا۔ لیکن عمران نے دوسرا ہی کھیل کھیلا۔ وہ جھٹکنے کی وجہ سے قدرتی طور پر پھینچے سٹنے کی بجائے پکھنوت زور لگا کر آگے بڑھ آیا۔ اور پھر کرنل بالڈون کے حلق سے اس قدر خوفناک چیخ نکلی کہ آنکھوں میں بیٹھے ہوئے صدر بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

کرنل بالڈون کا اوپر والا جسم عمران کے اس طرح آگے بڑھنے کی وجہ سے زمین پر دوہرا ہو گیا تھا۔ جبکہ عمران نے اس کے پچھلے جسم کا داؤا یکلخت

زمین کی طرف گردا ہوتا۔ اور اب کرنل بالڈون کا جسم اُلٹی کمان کی طرح ٹھٹھ گیا تھا۔ اس نے سیکھت جھنکا دے کر اپنے آپ کو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اس سے بھی زیادہ زور کا جھٹکا دیا اور کرنل بالڈون کے حلق سے ایک بار پھر خوفناک چیخ نکلی۔ لیکن عین اسی لمحے عمران نے اُسے دوسری طرف اچھال کر اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے بچا دی۔

لو میں تمہیں ایک موقع اور دے رہا ہوں۔ ورنہ تم ابھی نے ضرور کیڑے کی طرح پڑے نظر آتے۔ عمران نے اُسے اچھال کر پیچھے ٹھٹھے موٹے کہا۔

کرنل بالڈون، عمران کے اچھالنے پر رُخ کر پیٹ کے بل زمین پر گر گیا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی واقعی ٹوٹنے سے بال بال بچی تھی۔ اگر عمران ایک لمحہ اُسے اور نہ چھوڑتا تو کرنل بالڈون لڑائی کے قابل نہ رہتا۔ کرنل بالڈون اس خوفناک واڑے سے تو بچ نکلا تھا۔ لیکن وہ فوری طور پر اُٹھ نہیں سکا تھا۔

اب اٹھو مجھی سہی سُرخ لوسٹرا! نوا خواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ عمران نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

کرنل بالڈون سیکھت ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ کی وجہ سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ پہلے تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جائے میں تمہیں قسطوں میں مارنا چاہتا ہوں۔ مجھے۔ اس لئے اب تم سنبھل کر آنا۔ عمران نے سرولہجے میں کہا۔

تم۔ تم۔ میں تمہیں۔ کرنل بالڈون نے ایک بار

پھر دانت پیستے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن شدید غصے کی وجہ سے وہ اپنا نعرہ مکمل نہ کر سکا تھا۔

بس! ابھی سے سکلانے لگے۔ ارے تم تو یہودیوں کے ہیرو ہو۔ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو۔ ناقابل تسخیر ہو۔ ہمت کرو۔ عمران نے بڑے طنز بیلبے میں کہا۔

م۔ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ کرنل بالڈون نے غصے سے چیخنے ہوئے کہا۔

اچھا! واہ! کیا بلند ارادے میں۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے کرنل بالڈون کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ اس بار حملہ عمران کی طرف سے ہوا تھا۔

عمران نے اس بار حیرت انگیز واؤ اٹھایا تھا۔ وہ سیکھت آگے بڑھا۔ لیکن براہ راست کرنل بالڈون سے ٹکرانے کی بجائے وہ ایک لمحے کے

سہارا دیں جسے کے لئے کرنل کے بالکل سامنے رکا۔ دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں اُچھلا اور اس بار کرنل بالڈون کی دونوں کھانیاں عمران کے ہاتھوں میں تھیں۔ اور اس کا جسم اُٹا ہو کر فضا میں تیرتا اور کرنل بالڈون

کے سر کے اوپر سے گذر کر سیکھت دوسری طرف پہنچا۔ اور نیچے گرنے سے

پہلے اس نے سیکھت اپنے جسم کو موڑ دیا اور اس کے دونوں ہاتھوں پر ٹھیک کرنل بالڈون کی پنڈلیوں سے ٹکرانے اور کرنل بالڈون کا جسم جیسے ہی لٹکھڑایا

عمران ایک بار پھر حرکت میں آیا اور نتیجہ یہ کہ کرنل بالڈون کا جسم بھی عمران کی طرح فضا میں اُٹا تیرتا ہوا پشت کے بل پوری قوت سے دوسری طرف

زمین سے ٹکرایا۔ یہ سب کچھ ٹپک جھکنے میں ہوا تھا اور عمران ایک بار

ہوئے پرینڈنٹ انکلور کے اندر جا کھڑا ہوا۔ جب عمران انکلور میں پہنچا تو اس وقت تک کرنل بالڈون کا جسم ابھی واپس زمین پر نہ گر گیا تھا۔ اس لئے سب کی نظریں اس کے گرتے ہوئے جسم پر جمی رہی جی ہوتی تھیں۔

بھیسے ہی عمران کے پیر انکلور کے فرش سے لگے۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے گر کسی پر بیٹھے تو سنے صدر کو جھپٹنا اور دوسرے لگے اسرائیل کا صدر اس کے سینے سے چٹا کھڑا تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد جمال ہو چکا تھا۔ پھر کرنل بالڈون کے جسم کے واپس رنگ کی زمین میں گرنے کا دھماکہ اور صدر کے حلق سے نکلنے والی چیخ بیک وقت نفضا گونجیں۔

خردوار! اگر کسی نے حرکت کی تو میں صدر کی گردن توڑ دوں گا۔ عمران کی چیختی موٹی آواز سنائی دی۔ اور انکلور میں بیٹھے ہوئے سب افراد چند لمحوں کے لئے بت بنے بیٹھے رہے۔

ادھر عمران کے منہ سے وکٹری کا لفظ سنتے ہی جولیا اور اس کے ساتھی یکجہت حرکت میں آ گئے۔ مقابلے کے دوران چونکہ ہر شخص کی نظریں اسی مقابلے پر جمی ہوئی تھیں اس لئے وہ اپنے ہاتھوں پر موجود کلپ ہتھیاریں جن کے مٹن پہلے ہی کھل چکے تھے، آٹا لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ چنانچہ وکٹری کا لفظ سنتے ہی وہ سب تیزی سے گھومے اور ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی کلپ ہتھیاریں یکجہت اپنے پیچھے موجود مشین گن برداروں کے چہروں سے گولیوں کی طرح ٹھکرائیں اور وہ سب چنچتے ہوئے پشت کے بل ڈھیر ہوئے۔

اسی لمحے مزید تھے پوری قوت کے کنبہ کے کی سائیڈ پر اپنے کندھے

پھر سیدھا کھڑا تھا۔ جب کہ اس باکرنل بالڈون پشت کے بل زمین پر پڑا زور زور سے ہانپ رہا تھا۔ اس کے دونوں بازو میٹھے میٹھے انداز میں اس کے جسم کے ساتھ زمین پر پڑے ہوئے تھے اور کرنل کے چہرے پر اب دھواں سا پھیلا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

عمران نے دونوں پیر جوڑے، ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اچھل کر پوری قوت سے اس کے جسم کا پورا وزن کرنل بالڈون کے سینے پر پڑا۔ اور ساتھ ہی عمران اچھل کر سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

کرنل بالڈون کا جسم اب ذبح کی جانے والی کبری کی طرح تڑپ رہا تھا۔ عمران نے اس کے دونوں بازو عجیب و غریب اور خوفناک دائروں سے کندھوں سے اکھاڑتے تھے۔ اور پھر عمران کی سینے پر پڑنے والی خوفناک ضرب نے کرنل بالڈون کو مکمل طور پر ناک آؤٹ کر دیا تھا۔

بس! اسی برتے پر مقابلے میں آئے تھے۔ ابھی تو میں نے تم پر اپنا اسجا کروہ صرف ایک دائرہ استعمال کیا ہے۔ عمران نے جھک کر اس کی گردن پکڑتے ہوئے کہا۔ عمران نے صرف ایک ہاتھ سے کرنل بالڈون کی گردن پکڑی تھی۔ گردن پکڑ کر سیدھا ہوتے ہی عمران بجلی کی تیزی سے گھوما اور کرنل بالڈون کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم عمودی انداز میں اوپر نفضا میں اٹھا چلا گیا۔ وہ لٹل نے نکلنے والی گولی کی طرح عمران کے ہاتھوں سے نکل کر اوپر کی طرف جا رہا تھا۔

وکٹری! اسی لمحے عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا اپنا جسم بھی کسی پرندے کی طرح نفضا میں بلند ہوا اور پک بھکنے میں وہ ساتھ بنے

کی ضرب لگانی۔ یہ ضرب اس قدر بھر پور تھی کہ لوہے کی سلاخوں کے تازہ بنے ہوئے کٹہرے کی دونوں سائیدیں جو زمین کے اندر دھنسی ہوئی تھیں ان کو گھسیں اور وہ سائید نیچے زمین کی طرف جھک گئی۔ دوسرے لمحہ وہ سب اچھل کر ان مسلح افراد کے سروں پر پڑ پڑ گئے جو کب بھٹکڑیوں کی ضرب لگا کر اٹھنا چاہتے تھے۔ پھر سب سے پہلے صفدر کے اٹھتے تین گن آگئی اور دوسرے گئے ریٹ ٹیٹ کی آوازوں سے میدان گونج اٹھا۔ پانچ افراد پرتل نازنگ اسکو اڑ جو عمران کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا خود ہی موت کی خوفناک دلدل میں ڈوب گیا۔

صفدر نے مشین گن کپڑتے ہی نازنگ اسکو اڑ کے اٹھتے ہوئے افراد پر ناز کھولا تھا جب کہ اس کے دوسرے ساتھی مشین گنیں اٹھانے سے بھی کسی تیزی سے انکو ٹر کی طرف نہڑے۔ یہ وہ لمحہ تھا جب عمران کی آواز نضا میں گونجی تھی کہ خبردار! اگر کسی نے حرکت کی۔ اور پھر ڈرناٹ کی خوفناک آوازوں نے انکو ٹر میں چیخوں کا طوفان برپا کر دیا۔ سوائے ذر عظیم اور سرخ رومال والے پورے کے باقی سب افراد کو کرسیوں سے اٹھنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ جب کہ صدر کو سینے سے چٹلتے عمران انکو ٹر کی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ سرخ رومال والے پورے نے ہاتھ اٹھائے تھے جب کہ ذر عظیم جو اٹھنے سے بے بس تھا بھگت و دونوں ہاتھوں سے سر ڈھانپ کر کرسی پر ہی جھک گیا تھا۔

اور پھر انکو ٹر میں عمران کے ساتھیوں کا قبضہ ہو گیا۔ کیڈپن شکل نے ذر عظیم کی کنپٹی سے مشین گن لگا دی تھی جب کہ تنویر کے ہاتھ میں کپڑی ہوئی مشین گن عمران کے سینے سے چھٹے ہوئے صدر کے پیٹ سے لگ

چکی تھی۔

”میں عمارت ہوں عمارت“ سرخ رومال والے پورے نے ہاتھ اٹھاتے ہی چیخ کر کہا۔

”سمن معلوم ہے۔ اس لئے تم پر ناز نہیں کیا گیا۔ صفدر نے چیخ کر کہا اور عمارت کی جھٹ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔

یہ ساری کارروائی زیادہ سے زیادہ دو یا تین منٹ میں مکمل ہو گئی اور ٹیڈیم میں پھیلے ہوئے اسرائیل کے مسلح افراد اور آسمان پر گشت کرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں میں بیٹھے مسلح افراد میں سے کسی کی سمجھ میں بھی کوئی بات نہ آ سکی۔ اور وہ صرف حیرت سے آنکھیں میاٹے دیکھتے ہی رہ گئے کرنل فرائگ۔ کرنل ڈوڈ اور کرنل باسٹر تینوں انکو ٹر میں موجود نہ تھے وہ شاید اپنے اپنے افراد کے ساتھ تھے۔ اور نازنگ میں کرنل بالڈون بالکل بے حس و حرکت پڑا تھا۔

اعلان کرو۔ مسلمانوں کی حیات کا اعلان کرو۔ در نہ گردن توڑ دوں گا۔ تمہارا ناقابل تسخیر کرنل بالڈون اپنی گردن توڑا کر رنگ میں پڑا ہے۔ عمران نے صدر کی گردن کو ایک ہلکا سا جھٹکا دے کر ڈھیلا چھوڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔

کرنل بالڈون کی لاش جس انداز میں رنگ میں پڑی تھی اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کی گردن ٹوٹ چکی ہے۔ عمران نے اس کی گردن کپڑے جس طرح گھوم کر اسے نضا میں اچھا لٹھا اس سے کرنل کی گردن کا ٹوٹ جانا ایک لازمی امر تھا۔ عمران چاہتا تو وہیں زمین پر ہی اس

کی گردن توڑ دیا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جیسے ہی کرنل بالڈون کو مرتے اسرائیلیوں نے دیکھا وہ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فائر کنول دیں گے اس لئے اس نے وقفہ حاصل کرنے کے لئے کرنل بالڈون کو فضا میں اچھال دیا تھا۔ تاکہ جب تک وہ نیچے گرے اور اسرائیلیوں کو اس کی موت کا یقین ہو۔ وہ صورت حال کو کنٹرول کر چکا ہوگا اور وہ بھی ہوا۔ نہ صرف اس نے بلکہ اس کے ساتھیوں نے بھی کمال مہارت اور چھرتی سے پلک بچکنے میں سچویشن بدل دی تھی۔

"میں کرنل بالڈون کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ صدر نے مجھے بھینٹے لیج میں کہا اور اس کی آواز لاؤ ڈیسپیکر پر گونج اٹھی کیونکہ انکوشر میں موجود سائیک انٹیلیجنٹ بی بی بی آر جی اور حساس تھا۔ یہ سنا کر اس لئے لگا لگا تھا تاکہ صدر کرنل بالڈون کی نسیخ کا اعلان جس طرح بھی چاہے کر سکیں۔ یہ ہودیوں کی شکست کا اعلان کرو۔ اور کہو کہ اب معاہدے پر پورا عمل ہوگا۔ ورنہ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکا صدر کی گردن کو دیا۔

صدر کے حلق سے جھنجھی جھنجھی چیخ نکلی اور پھر جیسے ہی عمران نے بازو ڈھیلا لیا۔ صدر نے چیخ کر کہا۔

"میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم ہار گئے ہیں۔ ہم معاہدے پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ اور پابند رہیں گے۔ صدر نے کہا۔

اگر یہ ڈراما بھی غلط حرکت کرے تو اسے اور وزیر عظیم دونوں کو گولی مار دینا۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے صدر کو جھٹکا دیکر آگے کی طرف دھکیلا۔ صدر لڑکھڑاتے ہوئے وہ قدم آگے کی طرف بڑھے

جی تھے کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے صدر کے دونوں بازو چکڑو کر پیچھے کھینچے اور اسی لمحے جو لیا نے تیزی سے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی اپنی کلب میٹکٹری صدر کی کھانچوں میں پہنادی۔ اس نے یہ میٹکٹری دوسروں کی طرح پھینکی نہیں تھی۔

سنو ایک سٹیڈیم میں موجود ہر شخص سن لے۔ اگر ہم پر کسی بھی طرف سے فائر کیا گیا تو صدر اور وزیر عظیم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر ہماری بات سانی تھی تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ان دونوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس وقت پورے اسرائیل کے حساس مراکز فلسطینی گورنریٹ فائر کے نشانے پر ہیں۔ اگر ہم پرنائٹنگ کی گتی تو اسرائیل میں موجود تمام ڈیم۔ ایٹمک لیبارٹریاں۔ پبل۔ ایٹم کے ڈپو۔ سب کچھ ان واحد میں تباہ کر دیا جائے گا۔ اور پھر اسرائیل ختم ہو جائے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کی آواز لاؤ ڈیسپیکر پر گونجتی ہوئی پورے سٹیڈیم میں پھیل گئی۔

حارث ا۔ ریڈ فائر کا چیٹ حارث یہاں موجود ہے۔ وہ تفصیل بتائے گا کہ ہم پرنائٹنگ کھتے ہی اس کی تنظیم نے کیا کرنا ہے۔ عمران نے ایک لمحہ رکت کر کہا۔

میں حارث ابن سعید چیٹ آف ریڈ فائر اعلان کرتا ہوں۔ میری آواز ڈراما سٹیڈیم کے ذریعے پورے اسرائیل میں پھیلے ہوئے فلسطینی گوریلوں تک بھی پہنچ رہی ہے۔ ہم نے عمران صاحب کی ہدایت پر اسرائیل کے تمام حساس مراکز کو گیر رکھا ہے۔ اگر عمران صاحب یا ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا گیا۔ یا انہیں نقصان پہنچائے کی کوشش کی

گئی تو پورے اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ عارث نے عمران کا اشارہ سمجھتے ہی جھلکتے ہی جھنجھٹ کر کہا۔

”تم کیا چاہتے ہو۔ بتاؤ۔ جب ہم بارہی چکے ہیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم معاہدے کی پوری پابندی کریں گے۔ ہم بیت المقدس کو ہیکل شیدائی میں نہیں بدلیں گے۔ اور میں مجھنا ہوں کہ کرنل بالڈون کی یہ شرمناک شکست اور موت، اس بات کا خدا کی طرف سے اشارہ ہے کہ بیت المقدس کو بیت المقدس کے طور پر ہی برقرار رکھا جائے۔ اور اگر ہم نے اس اشارے کے باوجود کیونکہ کرنل بالڈون جیسے ناقابل شکست شخص کی شکست میں اسی اشارے کا ہاتھ ہے اگر ہم نے اس کی خلاف ورزی کی تو یقیناً یہ اسرائیل کے انجام کے لئے بہترین ہوگا۔ لیکن ہم پورے اسرائیل کی تباہی نہیں چاہتے۔ اور اگر کسی نے ایسی کوشش کی تو پوری دنیا کے یہودی اس کا مجھ اور ائمہ اعلیٰ میں گئے۔ صدر مملکت نے جواب میں جھنجھٹ کر کہا شروع کر دیا اب دو سکتے اور فوری صدمے کے اثرات سے نکل آتے تھے۔ اور شاہد سچی وجہ تھی کہ عمران نے عارث کی زبان سے پورے اسرائیل کے حساس مراکز کی تباہی کی دھمکی دے دی تھی۔

سنو۔ جہاں مشن صرف بیت المقدس کو بچانے تک محدود تھا۔ باقی اسرائیل جانے اور اس کے حریف۔ اس لئے اگر ہم سب کو بحفاظت اسرائیل سے باہر نکلنے دیا گیا تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اسرائیل کے حساس مراکز کو کوئی نقصان نہیں پیشے گا۔ اس لئے فوراً ایک تیز رفتار اور بڑا ہیلی کاپٹر میاں انکونڈر کے سامنے لایا جائے۔ اس کی

ٹینگی ٹرول سے بھری ہوئی ہو۔ ہم اسرائیل کے صدر اور وزیر اعظم سمیت اس میں سوار ہو کر اسرائیل سے باہر جائیں گے۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہم پر حملہ نہ کیا گیا تو اسرائیلی صدر اور وزیر اعظم کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ میں یہی کا پٹر لانے کے لئے صرف بس تک گنوں گا۔ اگر میں تک گنتی مکمل ہونے تک یہی کاپٹر میاں نہ پہنچا تو اس مفوج وزیر اعظم کو گولی مار دی جائے گی۔ اس کے بعد میں پھر بس تک گنوں گا۔ اور پھر بھی یہی کاپٹر نہ پہنچنے پر صدر کو گولیوں سے چھٹی کر دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریڈ فائر اپنا کام شروع کر دے گا۔ ایک۔ دو۔ تین۔ عمران نے ساتھ ہی گنتی شروع کر دی۔

زرک جاؤ۔ زرک جاؤ!۔ میں کرنل فزاک کو حکم دیتا ہوں کہ فوری طور پر یہی کاپٹر لایا جائے۔ اور کوئی حملہ نہ کیا جائے۔ یہ میرا حکم ہے۔ اچانک وزیر اعظم نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔

لیکن عمران نے اپنی گنتی نہ روکی اور ابھی اس نے بارہ تک ہی گنتی مکمل کی تھی کہ ایک بڑا جھنجھٹی ہیلی کاپٹر تیزی سے غوطہ لگا کر انکونڈر کے سامنے زمین پر آتر آیا۔ اور پھر اس میں سے پائلٹ اچھل کر باہر نکلا اور اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

چوہان!۔ جا کر یہی کاپٹر چیک کرو۔ عمران نے گنتی روک کر چوہان سے کہا اور چوہان شش دہن بننے لگے تیزی سے یہی کاپٹر کی طرف دوڑا۔ اُسے آنا دیکھ کر پائلٹ اسی طرح ہاتھ اٹھائے جیسے بتانا گیا۔ چوہان یہی کاپٹر کے اندر گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد باہر آیا۔ اور اس نے

اوپر کے ہونے کا اشارہ کیا۔
 بڑا نہ مانا تھا بلکہ وہ بڑے ہی عقیدت بھرے انداز میں عمران کو دیکھے
 جا رہی تھی۔

”تمویر یا۔۔۔ جو لیا سے کہو کہ وہ مجھے ایسے نہ دیکھے۔۔۔ مجھے
 شرم آتی ہے۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کوئی شرمیلی
 لڑکی ہو۔“

اور عمران کے اس انداز پر نہ صرف جو لیا ہنس پڑی بلکہ اب عمران
 کے ساتھیوں کے حلقے سے بے اختیار تعجب و گونج اٹھے۔ جب کہ
 اسرائیل کے صدر اور وزیر اعظم بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران اور اس
 کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے جو اب کسی طرح بھی ایسے افراد دکھائی
 نہ دیتے تھے۔ جنہوں نے اسرائیل کو اس کی تاریخ کی غیر تباہی شکست
 دی تھی۔ وہ تو سب کھنڈرے سے نوجوان لگ رہے تھے۔ انہیں
 شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو چند لمبے پہلے دنیا کے نونگ ترین
 انسان نظر آ رہے تھے۔ خاص طور پر عمران جو اس وقت شرمیلا، اور
 بے ضرر سا انسان نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ منظر ابھی تک ان کی حیرت زدہ
 آنکھوں میں موجود تھا۔ جب ایسے شرمیلے اور بے ضرر سے نظر آنیوالے عمران
 نے کرنل بالڈون کو واقعی کسی حقیر لڑکی کی طرح کچل کر دکھایا تھا۔

”کاش!۔۔۔ ہم یہ معاہدہ کرنے کی حماقت نہ کرتے اور وہیں پینڈینٹ
 ہاؤس میں ہی تم سب کو گولیوں سے اڑا دیتے۔“ آخر کار صدر نے
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اگر تم ایسا کرتے، تو اب زندہ سلامت بیٹھے یہی کاہن کی میر نہ کہہ سکتے۔
 تمہیں معلوم نہیں کہ وہاں ہم نے تمہارا کیا حشر کرنے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔“

”تمویر!۔۔۔ تم وزیر اعظم کو اٹھا کر لے چلو۔ اور صدر کو
 لے کر آئے گا۔ جلد ہی کرو۔ اگر کسی طرف سے حملہ ہو تو ان دونوں
 کو بھون ٹالنا۔“ عمران نے جیج کہ کہا اور پھر وہ سب اس کے حکم
 کی تعمیل میں دوڑتے ہوئے یہی کاہن میں حوار ہو گئے۔ حادثہ بھی
 ان کے ساتھ تھا۔

عمران کی توقع کے عین مطابق کسی طرف سے بھی حملہ نہ ہوا تھا۔
 صدر اور وزیر اعظم یہی کاہن میں پہنچ چکے تھے۔ اور پھر عمران نے پالمٹ
 سیٹ سنبھال لی اور دوسرے لمبے یہی کاہن فضا میں بلند ہوا گیا۔ ایمان
 پر پرواز کرنے والے یہی کاہن اب غائب ہو چکے تھے۔
 کافی بلندی پر پہنچ کر عمران نے یہی کاہن کا رخ شمال کی طرف
 کر دیا جہاں اسرائیل کا سب سے بڑا حلیف ملک بائمان تھا۔ یہی کاہن
 تیز رفتاری سے اڑتا ہوا بائمان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم نے آخر کرنل بالڈون کو کیسے شکست دے دی۔ وہ تو آج
 تک اتنا بلی گنچہ اٹایا تھا۔“؟ صدر ملک نے ڈھیلے لہجے میں
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں بھلا تمویر کے لئے میدان کیسے خالی چھوڑ سکتا تھا۔“ عمران
 نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

صدر اور وزیر اعظم دونوں کے منہ تو کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کھلے ہی
 رہ گئے۔ جب کہ عمران کے سب ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ کی
 لہریں سی دوڑ گئیں۔ عمران کے اس فقرے کا خلاف توقع جو لیا نے بھی

بلڈی گیم

مصنف: منظر کلیم ایم اے

عمران نے مڑ کر بڑے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ صدر کا جسم بے اختیار جھٹکے لینے لگا۔ عمران ایک بار پھر خوفناک انسان بن چکا تھا۔

جیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے بانان کی سرحد کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ آسمان غالی تھا۔ دور دور تک کوئی جھگی طیارہ۔ کوئی حملہ آور نظر نہ آ رہا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اس وقت اسرائیل تو کیا، پوری دنیا میں جیسے ہوتے یہودی کس طرح بے بسی سے دانت پس رہے ہوں گے۔ کیونکہ بیت المقدس کو ہیکل سینانی میں تبدیل کرنے کے ان کے خواب کی تعبیر انتہائی جھیا تک سبھی تھی۔ وہ پوری دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئے تھے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پاکٹیا سمیت پوری دنیا کے مسلمان اس حیرت انگیز اور شاندار فتح پر یقیناً رقص کر رہے ہوں گے۔ فتح و نصرت کا رقص۔

عمران صاحب! آپ تو پوری دنیا کے ہیرو بن چکے ہیں۔ ساری دنیا نے آپ کا یہ حیرت انگیز اور شاندار کارنامہ جیلی ویزن پر دیکھا ہوگا۔ اچانک صدفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ سب بھی عمران کی عزت ہی کچھ سوچ رہے تھے۔

یار دعا کرو۔ آسمان فی نے نہ دیکھا ہو۔ ورنہ جانتے ہو گھر پہنچتے ہی پورن دنیا کے ہیرو کے سر پر تاجوں کی بائیس شروع ہو جاتی ہے۔

عمران نے ہنسنے سے لبتے میں کہا اور جیلی کا پٹر جواب بانان کی سرحد میں داخل ہو رہا تھا بے اختیار زور دار قہقہوں سے ایک بار پھر گونج اٹھا۔

ختم شد

بلڈی گیم۔ جس کا آغاز پاکٹیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا۔

بلڈی گیم۔ جس کا انجام ایک میاکی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی بے دریغ موت پر جا کر ہوا۔

بلڈی گیم۔ ایک ایسے سائنسی آئیڈیے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا۔ وہ آئیڈیا کیا تھا؟

بلڈی گیم۔ جس میں عمران، ٹائٹانیک اور جوآن نے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں؟

بلڈی گیم۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حائل ہونے والے ہر کید کو انتہائی تہارت سے مسلسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔

• بے پناہ سپنس۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات تیز رفتار ایکشن سے بھر پور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہوگی۔

یوسف برادرِ پاک گیت ملتان

عمران یوزی میں ایک انتہائی دلچپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈائمنڈ پاؤڈر

مصنف — منظر کلیم ایم اے

ڈائمنڈ پاؤڈر ایسا پاؤڈر جس کے چند ذروں سے انتہائی قیمتی ترین ہیرے تیار کئے جاسکتے تھے۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے چند ذروں سے بنائے گئے ہیروں نے قیمتی پتھروں کی بین الاقوامی مارکیٹ میں طوفان برپا کر دیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس سے جبرے ہوتے ڈبے کے حصول کے لئے انتہائی خوفناک اور طاقتور ریڈینٹ ٹھیکٹ میدان میں اتر آیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے حصول کے لئے عمران بھی میدان عمل میں کود پڑا۔ کیوں؟ کیا عمران کا مقصد دولت کا حصول تھا یا

ریڈینٹ ٹھیکٹ انتہائی خوفناک اور طاقتور مجرموں کا سنڈ ٹھیکٹ — جس کے خوف سے عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً واپس اپنے ملک فرار ہونا پڑا۔ کیا عمران اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا؟

ریڈینٹ ٹھیکٹ جس نے آخر کار ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لیا۔ لیکن کیا ریڈینٹ ٹھیکٹ اپنا اصل مقصد حاصل کر سکا۔ کیا ڈائمنڈ پاؤڈر سے ہیرے بنائے جاسکتے ہیں یا نہیں۔؟

ریڈینٹ ٹھیکٹ جو ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ کیوں۔؟

- وہ لمحہ۔۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں پورا۔۔
- ریڈینٹ ٹھیکٹ تباہ ہو گیا۔ کیسے اور کیوں۔۔؟
- وہ لمحہ۔۔ جب ریڈینٹ ٹھیکٹ کو تباہ کر دینے کے باوجود ڈائمنڈ پاؤڈر نقلی ثابت ہوا۔۔ کیا عمران بھی دھوکہ کھا گیا۔۔ یا۔۔؟

انتہائی دلچپ تحیر انگیز اور جان لیوا
سبکدوشوں سے پُر منفرد انداز کی کہانی

یوسف براڈرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران میرزہ میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

سفلی دنیا

خاص نمبر

مصنف — منظر کلیم ایم اے

○ سفلی دنیا— شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے ایک ایسی دنیا جو شیطان دنیا کی بھی سب سے ذلیل سطح ہے۔

○ سفلی دنیا— کالے جاوے، بد روحوں، بد میت جنات، غلاقت اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطان دنیا جہاں کمد فریب، رذالت اور غلاقت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

○ نپالا— تابا کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کردار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔

○ کافرستان کے کرقل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے نپالا کی خدمات حاصل کیں تو نپالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

○ نپالا— جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاقت کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

○ سلیمان— عمران کا یاور پی جی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سردھڑکی بازی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا۔۔؟

○ وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبرا ایک گاؤں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اور پھر کیا ہوا۔؟

○ صالحہ۔۔ جس نے تن تما سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا۔۔؟

○ گمباگا۔۔ سفلی دنیا کی انتہائی باقوت شیطان طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تہخیر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور جب اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت دھری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا کیا انجام ہوا۔؟

○ سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور ذلیل ترین شیطان قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل، انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پراسرار، خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔ اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔؟

تعلقی مختلف انداز کی نئی اور پراسرار کہانی

○ انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پراسرار جدوجہد
○ ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفلی دنیا کی خباثوں کا پردہ چاک کیا گیا۔
○ خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

انوکھا، دلچسپ اور تھیر خیز ناول

● ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔

یوسف براورز۔ پاک گیٹ، ملتان